مَا شَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب نافع طلاب مشتمل بر فوائد نحویہ

موسوم بہ

العلامات النحویّہ

فی

حلّ تراکیبِ العربیّہ

تألیف

العبد الضعیف **محمد حسن** عفا اللہ عنہ وعافاہ
فاضل جامعہ أشرفیہ لاہور واستاذ جامعہ محمدیہ
لیک روڈ، لاہور
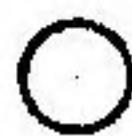
ادارۂ محمدیہ
لاہور ○ پاکستان

انتساب

اپنے پیارے

اللہ

جل جلالہ وعمّ نوالہ

کے نام کرتا ہوں۔

یہ سب کچھ میرے پیارے مولیٰ ہی کے فضل وکرم اور عنایت سے ہے۔

فہرست

الناشر

ادارہ محمدیہ

جامعہ محمدیہ، لیک روڈ ۴۳۔ چوبرجی، لاہور۔

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد :- بندہ نے محض اللہ پاک کے فضل وکرم سے شعبان کے مہینے میں چند سالوں سے اپنے عزیز طلباء کے لیے دورۂ حل عبارت کے نام سے ایک سلسلہ کا آغاز کیا اس دورہ سے مقصود یہ تھا کہ اپنے عزیز طلباء کی عبارت اور مطالعہ کے بارے میں جو پریشانی ہے اس کو کسی حد تک دور کیا جا سکے ظاہر ہے کہ عبارت کی کمزوری کو دور کرنے کے لیے دو چیزوں کی ضرورت ہے نمبر ا کہ عربی صیغوں کی پہچان ہو اور نمبر ۲ اعراب وبناء کی پہچان ہو چونکہ عربی صیغوں کی پہچان موقوف تھی علم صرف پر اور اعراب وبناء کی پہچان موقوف تھی علم نحو پر تو اسی لیے اللہ پاک کے فضل سے دورہ کی ترتیب یہ رکھی گئی کہ پہلے ہفتہ میں صرف ہو اور دوسرے ہفتہ میں نحو ہو تیسرے ہفتہ میں عربی عبارات کے اندر صرف ونحو کے مسائل کا اجراء ہو پھر اس کے بعد ان سے عربی عبارات سنی جائیں اور مع مطلب کے حل کروائی جائیں۔ الحمد اللہ اس طرز سے بندہ کو بھی فائدہ محسوس ہوا اور میرے عزیز طلباء کو بھی حتیٰ کہ ثالثہ والوں نے مشکوٰۃ شریف سے اور رابعہ والوں نے شامی سے بعض طلباء کرام نے الاشباہ والنظائر سے اور بعض نے متن متین اور عبد الغفور کے مقامات حل کر کے سنائے اس کے بعد بعض ساتھیوں نے اپنے نیک جذبات کا یوں اظہار کیا کہ ہم نے پہلے درسی کتب کے حل کے لیے اردو شروحات خرید رکھی تھیں لیکن اب ہم عربی شروحات خریدیں گے اسی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے بندہ کی خواہش بھی تھی اور ساتھ ہی طلباء کرام اور بعض محبین مخلصین اساتذہ کرام کا بھی پرزور اصرار تھا کہ صرف ونحو کی وہ ضروری باتیں جو عبارت کے حل کرنے میں مدد دینے والی ہیں ان کو جمع کر کے لکھ دیا جائے لیکن بندہ اپنی تدریسی مصروفیات کی وجہ سے عذر کرتا رہا حتیٰ کہ عید الضحیٰ ١٤١٨ھ کی چھٹیوں میں ہمارے مدرسہ کے بعض طلباء کا افغانستان جانے کا مشورہ ہوا تو بندہ کے دل میں بھی افغانستان کے اندر حقیقی اور صحیح معنوں میں نفاذ اسلام اور ملکی امن وسلامتی کے بارے میں مسلسل خبریں سننے کی وجہ سے بارہا یہ داعیہ پیدا ہو رہا تھا کہ میں بھی افغانستان میں جا کر قرنِ اولیٰ کی بہاریں دیکھوں جہاں صحابہ کرامؓ کے مبارک دور کی یاد تازہ ہو رہی ہے الحمد للہ اسی غرض سے شب جمعہ کو پشاور سے ہوتے

ہوئے طور خم بارڈر پر پہنچے لیکن اللہ پاک کو کچھ اور ہی منظور تھا کہ وہاں پر بارڈر کی پولیس نے بندہ کو اور بعض ہم سفر ساتھیوں کو روک کر بجائے افغانستان کی طرف جانے کے واپس لنڈی کوتل کی طرف لے گئی اور وہاں حوالات میں بند کر دیا ابتداء میں تو کافی پریشانی لاحق ہوئی لیکن جب اپنے اکابر کی تاریخ پر نظر پڑی کہ انہوں نے دین کی ترویج واشاعت کے اندر کیسی کیسی تکالیف برداشت کیں تو الحمد للہ پریشانی دور ہوتی چلی گئی پھر فوراً اللہ پاک نے دل میں یہ بات ڈالی کہ ہمارے اکابر کی تاریخ میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ جیل میں ہوں یا باہر اسیر ہوں یا سفیر دین کی خدمت کو اپنا وطیرہ بنائے رکھا۔ بندہ (اگرچہ اپنے اکابر کی جوتیوں کی خاک کے برابر بھی نہیں) نے بھی محض توفیق الٰہی سے اس یکسوئی کو غنیمت سمجھتے ہوئے حوالات کے سنتری سے بازار سے کاپی و قلم منگوایا اور نحو کے وہ ضروری فوائد جو عبارت کے حل کرنے میں نفع دینے والے تھے ان کو تحریر کرنا شروع کر دیا الحمد للہ جیسے ہی رہائی کا وقت قریب آیا اللہ پاک نے اپنے خاص فضل و کرم سے اس کتاب کا ضروری حصہ اختتام تک پہنچا دیا (کچھ مسائل وامثلہ اور حوالہ جات کا اضافہ رہائی کے بعد کیا گیا)۔ بندہ کے پاس اس کتاب کی تحریر کے وقت قرآن کریم کے علاوہ کوئی اور کتاب نہیں تھی اس لیے بندہ اپنے طلباء کرام اور تمام اساتذہ کرام سے درخواست کرتا ہے کہ اگر کوئی غلطی ہوئی ہو بلکہ ضرور ہوئی ہوگی تو میری لغزش کو معاف فرماتے ہوئے مطلع فرما کر شکر گزاری کا موقع مرحمت فرمائیں۔ ساتھ ہی میں ان تمام طلباء کرام اور احباب کا بے حد ممنون ہوں جن کے پر خلوص تعاون' توجہات اور نیک دعاؤں کی برکت سے بندہ یہ چند نقوش آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہوا۔ آخر میں اللہ پاک کی بارگاہ میں التجاء ہے کہ ان ٹوٹے پھوٹے نقوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر بندہ کے لیے اور بندہ کے تمام اساتذہ کرام ووالدین کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے اور بانی مدرسہ جامعہ محمدیہ حضرت اقدس مولانا قاضی عزیز اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور ان کے فیض کو قیامت تک جاری و ساری فرمائے آمین۔ بجاہِ النبی الکریم صلی اللہ علیٰ حبیبہ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحٰبہ اجمعین۔

عبدِ ضعیف

محمد حسن عفی عنہ

خادم مدرسہ جامعہ محمدیہ لیک روڈ نمبر 4' چوبرجی لاہور۔

جامعہ قاسمیہ' رحمانپورہ۔ جامعہ عبداللہ بن عمر' سوا گجومتہ' لاہور۔

کتاب ہذا کو دیکھنے کا طریقہ

آپ نے جو بحث دیکھنی ہو تو قرآن کریم یا کوئی عربی کی کتاب جو آپ پڑھتے ہوں اس کو سامنے رکھیں پھر آپ کتاب کے اندر علامات کو دیکھتے جائیں اور اس کی مثالیں تلاش کرتے جائیں۔ چند دن ایسا کرنے سے الحمد للہ آپ کو عربی عبارت میں کافی سوجھ بوجھ حاصل ہو جائے گی۔

علامات نحویہ کو استعمال کرنے کی ایک حسی مثال

ان علامات اور تراکیب کے حل کی مثال دوائی کی طرح ہے جیسے حکیم نے ایک مریض کو ایک ہفتہ کی دوائی اکیس گولیاں ایک شیشی میں بند کر کے دیں اور کہا کہ ہر روز تین تین گولیاں کھانی ہیں۔ تو اب اگر وہ مریض ہر روز تین تین گولیاں کھائے تو وہ دوائی اُس کے لیے مفید ثابت ہو گی اور شفاء کا ذریعہ بنے گی انشاء اللہ اور اگر وہ مریض ایک ہی دن میں ساری دوائی کھالے تو پھر وہ دوائی بجائے فائدہ کے نقصان کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ اسی طرح طالب علم کی مثال بھی مریض کی طرح ہے اور ان علامات کی مثال شیشی میں بند گولیوں کی طرح ہے لہٰذا طالب علم ان علامات کو ایک ہی دن میں استعمال نہ کرے یعنی اخبار کی طرح ایک ہی مجلس میں یکبارگی سب پر نظر نہ ڈالے بلکہ مریض کی طرح آہستہ آہستہ ان علامات کی گولیوں کو استعمال کرے تو انشاء اللہ جلد شفایابی اور عربی ترکیب کے اندر مہارت اور قوت کا سبب بنیں گی۔ پھر حکیم جیسے بہت سخت مریض کو ایک پڑیا میں گولیوں کے ساتھ کیپسول بھی دیتا ہے اور وہ بھی گولیوں کے ساتھ ایک ایک یا دو دو کر کے کھائے جاتے ہیں لہٰذا بڑی تراکیب (جملہ فعلیہ' جملہ اسمیہ وغیرہ) کے حل کی مثال کیپسول کی طرح ہے تو ان کو بھی بقدرِ ضرورت آہستہ آہستہ بقدر فہم استعمال کیا جائے پھر جیسے حکیم کبھی گولی اور کیپسول کے ساتھ پینے کے لیے شربت بھی دیتا ہے تاکہ جسم کو تازگی اور ٹھنڈک پہنچے تو اسی طرح آپ بھی ان علامات کی گولیوں کے ساتھ اور بڑی تراکیب کے ساتھ اجراء کا ٹھنڈا شربت ضرور لیجیے کیونکہ محض علامات کی گولیاں اور بڑی تراکیب کے کیپسول

کھانے سے ذہن میں خشکی پیدا ہو سکتی ہے لیکن جب اجراء کا ٹھنڈا شربت پئیں گے تو وہ آپ کے ذہن کی خشکی اور بد دلی کو ختم کرے گا اور دل کو فرحت 'سرور اور خوشی سے ہمکنار کرے گا۔ الغرض ان علامات اور جملوں کی تراکیب کے حل کو آہستہ آہستہ اجراء کے ساتھ دیکھا جائے۔

علامات وغیرہ کے اجراء کی ترتیب: ان علامات اور تراکیب کے اجراء کی ترتیب یہ ہے کہ شروع میں مضاف مضاف الیہ اور موصوف صفت کی ابتدائی کثیر الاستعمال علامات کی قرآن کریم' احادیث نبویہ اور دیگر کتب درسیہ سے مثالیں نکلوا کر ان کی خوب مشق کروائی جائے۔ پھر جملہ اسمیہ کی تعریف اور اس کی علامات یاد کروائی جائے پھر پہلے چھوٹے جملہ اسمیہ کی مشق کروائی جائے۔ چھوٹے جملہ اسمیہ سے مراد وہ جملہ ہے جو دو اسموں سے مل کر بنا ہو مثلاً اَللّٰهُ سَمِيْعٌ'' . اللّٰهُ عَلِيْمٌ '۔ پھر بڑے جملہ اسمیہ کی مشق کروائی جائے جس میں مضاف مضاف الیہ کی ترکیب استعمال ہوئی ہو۔ مثال الدّنيا سِجْنُ المؤمِن وجنّة الكافِر۔ یا موصوف صفت وغیرہ کی ترکیب استعمال ہوئی ہو جیسے هو اللّٰهُ الخالق البارئ المصوّر۔ پھر اس کے بعد جملہ فعلیہ کا حل چار حصوں میں تقسیم کر کے پڑھایا جائے۔

١۔ پہلے دن فاعل ومفاعیلِ خمسہ کی تعریف
٢۔ دوسرے دن مضمرات کی بحث
٣۔ تیسرے دن جملہ فعلیہ کی تراکیب کا حل
٤۔ چوتھے دن جملہ فعلیہ کا اجراء

اِجراء میں جملہ فعلیہ کی قرآن پاک سے خوب مثالیں نکلوائی جائیں اور اس میں فاعل و مفاعیل خمسہ میں سے ہر ایک کی تعیین کے ساتھ پہچان کروائی جائے۔ انشاءاللہ چند دن آپ کے اس طرح مشق کروانے سے طلباء کو ترکیب کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جائے گی۔ پھر بقیہ تراکیب مع مشق کے پڑھائی جائیں۔ یہ بندہ کی ناقص سی رائے ہے۔ باقی اساتذہ کرام جو شب و روز اخلاص کے ساتھ مہمانانِ رسول ﷺ کی خدمت میں مشغول ہیں وہ اپنے علم و فہم اور تجربہ کی بنیاد پر وہ ترتیب اپنائیں جس کو طلباء کے لیے مفید سمجھیں۔

دفع دخلِ مقدر (جواب سوالِ مقدر) اس کتاب کے قاری کے ذہن میں یہ بات ملحوظ رہے کہ

یہ علامات ابتدائی طلباء کے ذہن کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں ان علامات میں عام استعمال کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اگر کسی مقام میں کوئی مثال ان علامات کے خلاف مل جائے تو اس کو مستثنیات میں شمار کیا جائے کیونکہ ان علامات سے مقصود جزئیات کا انضباط کرنا ہے لہٰذا ایک علامت کے ذریعے سو میں سے پچاس یا زائد کا احاطہ ہو سکتا ہے تو اس کے لیے ایک علامت مقرر کر دی گئی ہے آپ اس علامت سے مثلاً پچاس جزئیات اور مثالوں کی ترکیب کو حل کریں باقی کا حل بھی اللہ پاک آپ کے ذہن میں ڈال دیں گے۔ ان تمام نشانیوں میں مشترکہ طور پر یہ بات ذہن میں رکھیں کہ نشانی کے بعد ترجمہ میں غور کریں اگر ترجمہ ٹھیک ہے تو بہت اچھا ورنہ وہاں دوسری ترکیب کا احتمال پیدا ہو جائے گا۔

دیگر مباحثِ مہمہ اس کتاب میں مشہور ترکیبوں کے حل اور علامات کے علاوہ تین اہم بنیادی مباحث (مثلاً عبارت پڑھنے اور سننے کا طریقہ' مطالعہ کرنے کا طریقہ' اجراء کرنے کا طریقہ) کا خصوصی طور پر اضافہ کیا گیا ہے جن کا مطالعہ ابتدائی کتب پڑھانے والے اساتذہ اکرام اور عبارت اور مطالعہ کے بارے میں پریشانی رکھنے والے طلباء کرام کی لیے انشاء اللہ مفید ثابت ہو گا ساتھ ہی نحو میر کی وہ ابتدائی ابحاث بھی آسان انداز سے ذکر کر دی گئی ہیں جن کا مبتدی کے لیے اجراء کے وقت استحضار ضروری ہے تاکہ اس کتاب میں اجراء کی بحث میں دیئے گئے سوالات اور جوابات کو سمجھنے میں آسانی ہو آخر میں انتہائی معذرت کے ساتھ مشورۃً عرض ہے کہ صرف و نحو کی ابتدائی کتب کے لیے ایک ماہر استاذ کی خدمات حاصل کی جائیں۔ ابتدائی اساتذہ کرام ان کے زیر نگرانی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھیں۔ جب بڑے اساتذہ کرام یہ سمجھیں کہ اب ابتدائی اساتذہ کرام تعلیمی سلسلے کو بخوبی سنبھال سکتے ہیں تو پھر صرف و نحو کا کام ان کے سپرد کر دیا جائے۔

حسبُنا اللّٰہُ و نعم الوکیل ' نعم المولیٰ و نعم النّصیر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم○

الحمد للہِ الذی صرّف قلوبنا نحو الهداية بكلمةالاسلام و شرح صدورنا لادراك قواعد علم الاعراب لا صلاح الكلام۔ والصلوٰة والسلام على سيّدنا محمدن الّذی يتلیٰ معجزاته الیٰ يوم القيام و علیٰ آله واصحابه مصابيح الظلام اما بعد فيقول العبد المفتقر الى اللّٰه محمد حسن ابن مولانا القارى محمد قاسم الميواتى ثم الرّائيو ندى هذا كتاب موسوم با العلامات النحويه فى حلِّ تراكيب العربيه الفته' للمتعلّمين واللّٰه اسئل ان ينفع به سائر المسلمين وهوالموفق والمعين۔

میرے محترم عزیز طلباء عربی کلام میں بالخصوص قرآن کریم واحادیث نبوّیہ اور کتب درسیّہ کے اندر بصیرۃ حاصل کرنے کے لیے عربی ترکیب کا جاننا انتہائی ضروری ہے کیونکہ عربی ترکیب کو جانے بغیر کتاب کو دیکھنے سے آپ کو کتاب کے نقوش تو نظر آئیں گے لیکن ان نقوش کے اندر چھپے ہوئے معانی' حقائق و دقائق تک رسائی مشکل ہوگی اس لیے اپنے عزیز طلباء کی خدمت میں عربی کلام میں کثرت سے استعمال ہونے والی عربی تراکیب کا حل اور ان کی علامات پیش کی جارہی ہیں اگر ان علامات کو یاد کر لیا جائے اور قرآن کریم' احادیث نبویہ اور کتب درسیّہ میں ان کا اجراء کر لیا جائے تو اللہ پاک کی ذات عالی سے قوی امید ہے کہ بہت جلد عربی عبارت پڑھنے اور سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جائے گی۔ اب سب سے پہلے عربی کلام میں کثرت سے استعمال ہونے والی ترکیب مضاف الیہ کی علامات پیش کی جاتی ہیں۔

وماتوفيقى الا باللّٰه وهو حسبى ونعم الوكيل۔

مرکب اضافی کی تعریف : جس میں ایک اسم کی اضافت (نسبت) دوسرے اسم کی طرف ہو۔ جس کی نسبت ہو گی اسکو مضاف جسکی طرف ہو گی اس کو مضاف الیہ کہیں گے جیسے :کتابُ اللّٰہ۔ اب کتاب کی نسبت اللہ پاک کی طرف ہے تو کتاب بنے گی مضاف اور اللہ اسم جلیل بنے گا مضاف الیہ۔

مضاف و مضاف الیہ کی آسان تعریف :۔ مضاف کہتے ہیں جو کسی کے لئے ہو۔ مضاف الیہ جس کے لئے ہو جیسے غلام ُ زیدٍ ۔ اب غلام مضاف ہے۔ کیونکہ وہ کسی کیلئے ہے۔ اور زید مضاف الیہ ہے۔ کیونکہ اُس کے لئے ہے۔ لیکن یہ تعریف تمام مثالوں میں صادق نہیں آئیگی۔ بلکہ ابتدائی طلباء کو سمجھانے کے لئے یہ تعریف کی جا سکتی ہے۔

مضاف مضاف الیہ کی علامات

عربی کلام میں مضاف مضاف الیہ کو پہچاننے کی بہت سی علامات ہیں ان میں سے پہلی علامت یہ ہے

نمبر ا دو اسم ہوں پہلے اسم پر الف لام نہ ہو دوسرے پر الف لام ہو تو یہ عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں بشر طیکہ پہلا اسم کسی کا نام نہ ہو۔ اسم اشارہ اور اسم ضمیر بھی نہ ہو۔

مثال رَبُّ العالمین رِیاض الصّالحین آداب المتعلمین

کتابُ الطهارةِ کتابُ الصلوةِ کتاب ُالزکوٰة

نمبر ۲ دنیا میں کوئی بھی اسم ہو اس کے بعد ضمیر آجائے یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال علیٰ قُلوبِهم ۔ وَعلیٰ سَمْعِهم ۔ وعلیٰ ابصارِهم ۔ فی صلوٰتهم۔ ربُّکُمْ

شرح جامی کے خطبہ میں :

الحمد لولیّهٖ والصلوة علی نبیّهٖ و علیٰ آلِهٖ و اصحابهِ المتأدّبین بأدبهٖ

نمبر ۳ تین اسم ہوں پہلے دو اسموں پر الف لام نہ ہو تیسری جگہ الف لام آجائے تو وہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال من ورقةِ جنتِ النعیم۔ مظہرُ کلماتِ اللّٰہِ۔ سلطان علماء الشرقِ والصین من کلامِ سیدِ المرسلین باب صلوٰةِ الجمعة۔ باب صلوٰ ة العیدین

نمبر ۴ تین اسم ہوں پہلے دو اسموں کے اوپر الف لام نہ ہو تیسری جگہ ضمیر آجائے تو وہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال وَ اخراجُ اھلِہ منہ اکبر۔ بِبعضِ ذنوبھم۔ لقاء یومکم ھذا۔ کلمة ربك غسل یدیہ ۔ غَسلُ وجھِہ۔ رُبُعُ رأسِہٖ۔تخلیل لحیتہٖ

نمبر ۵ چار اسم ہوں پہلے تین اسموں پر الف لام نہ ہو چوتھے اسم پر الف لام آجائے تو آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال فی بیانِ طبقاتِ رواةِالبخاری (مقدمۃ البخاری صفحہ ۷ جلد اول) نسبةُ سُبعِ عرضِ الشعیرةِ حَمامَةَ جَرعیٰ حَومَةِ الجندل اسجعی

نمبر ۶ چار اسم ہوں پہلے تین اسموں پر الف لام نہ ہو چوتھی جگہ ضمیر آجائے تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال بَعْضُ آیاتِ ربّك (پ۸) و کیفیةُ ترکیب بَعْضها مع بعضٍ (ھدایۃ النحو ص۳) و شرطُ تحتُّم تا ثیرہ (کافیہ ص۸) ۔ مَسَحُ رُبعِ راسہٖ (کنز الدقائق)

نمبر ۷ پانچ اسم ہوں پہلے چار اسموں پر الف لام نہ ہو پانچویں پر الف لام آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال منصةُعرائِسِ ابکارِ افکار المُتفکّرِین (توضیح تلویح صفحہ ۱۸) (لان) سبب نفس وجوب صلوة الظہر (وقتُ ظہر) (دراسانی شرح حسامی ص ۱۲۴)

نمبر ۸ پانچ اسم ہوں پہلے چار اسموں پر الف لام نہ ہو پانچویں جگہ ضمیر آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال جمیع مدة انقطاع روئیتی ([illegible])

نمبر ۹ اسم اشارہ سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے یہ بھی عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔ بشرطیکہ پہلا اسم نکرہ ہو۔

مثال اَللّٰھم ربّ ھٰذہ الدّعوةِ التّامة باسماءِ ھٰؤلاء ۔و مکرُ اولئك ھو یبور۔
ربّ ھذاا لبیت الذی اطعَمَھم اَنّ دابرِ ھولاء مقطوع'' مصبحین۔

نمبر ۱۰ اسم اشارہ سے پہلے بغیر الف لام کے دو اسم آجائیں تو یہ بھی عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال و تزئینُ دیباجةِ ھذا الکتٰب (تحقیق موتن صـ۱۰)۔و انما التزم و صفُ بابِ ھذا (کافیہ صـ۵۹)

نمبر ۱۱ اسم اشارہ سے پہلے بغیر الف لام کے تین اسم آجائیں تو یہ بھی مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال و بیانُ اعتبار صفة ذالك الجزء (اصول الشاشی صـ۱۰۰)

نمبر ۱۲ اسم موصول سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں

مثال سبُحٰنَ الّذی اسرٰی بعبدہ ' و طعامُ الذین اوتوا الکتٰبَ حلّ لکم (پ۶)
صرا ط الذین انعمت علیھم ' انما جزاءُ الّذین یحاربون اللّٰہ (پ۶)

نمبر ۱۳ اسم موصول سے پہلے دو اسم بغیر الف لام کے آجائیں تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال مثلُ اَیّامِ الّذین خلوا من قبلکُمْ(پ۱۲)

نمبر ۱۴ نام سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں بشرطیکہ وہ پہلا اسم نکرہ ہو

مثال کتابُ اللّٰہ۔ ربّ موسیٰ و ھارون۔ تخرج من طورِ سیناءَ
ومن قومِ موسیٰ۔ غلامُ زیدٍ۔ کتابُ خالدٍ۔ آل فرعون

نمبر ۱۵ نام سے پہلے دو اسم بغیر الف لام کے ہوں یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال خَلْفَ رسول اللّٰہ فُؤاد اُمّ موسیٰ فارِ غاً

نمبر ۱۶ نام سے پہلے تین اسم بغیر الف لام کے ہوں تو بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ ہوں گے۔

مثال بابُ قیامِ شہرِ رمضانَ

نمبر ۱۷ ۳ (تین) سے لے کر ۱۰ (دس) تک یہ عدد ہمیشہ مابعد اسم کی طرف مضاف ہوتے ہیں اور وہ اسم ان کی تمیز بنتا ہے۔ اور اس طرح مأۃ" اور الف" کا عدد خواہ مفرد ہو یا تثنیہ۔ یہ ہمیشہ اپنی تمیز کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔

مثال سبعة ایام مأة عامٍ الفَ سنةٍ مئتا رجلٍ الفا رَجلٍ

نمبر ۱۸ کسور اکثر مضاف ہوتی ہیں

مثلاً نصف۔ ثُلث۔ رُبع وغیرہ بشرطیکہ بغیر الف لام کے ہوں۔ کل کسریں نو ہیں۔

نصف۔ ثُلث۔ رُبع۔ خُمس۔ سُدس۔ سُبع۔ ثُمن۔ تُسع۔ عُشر

مثال رُبُعُ عشرِ مسنّةٍ (قدوری) نصف النهار۔ ثُلثُ الیل۔ نصفُ ما ترك۔ ربعُ رأسهِ

فائدہ: ثُلُث کا معنے تہائی یعنی تیسرا حصہ ہے۔ رُبُع کا معنی چوتھائی یعنی چوتھا حصہ لہٰذا ثُلث۔ رُبع کا معنی تین، چار ہرگز نہ کیا جائے کیونکہ تین چار تو ثلثة" اور اربعة" کا معنی ہے

نمبر ۱۹ کچھ الفاظ جو اکثر مضاف ہوتے ہیں وہ الفاظ یہ ہیں:۔ کُل۔ بعضُ۔ قبلُ۔ مع۔ بین۔ قدّامُ۔ خلف۔ فوق۔ تحت۔ دُونَ۔ نحو۔ مثلُ۔ غیرُ۔ اولوُ۔ ذو۔ عند۔

ان میں سے چند ایک کی مثالیں یہ ہیں:۔

کلُ نفسٍ ذائقة الموت۔ من قبلك۔ فوقكم۔ من دون اللّٰه

من بعد موسیٰ مصدّ قاً۔ ذوالعرش العظیم۔ ولا تدعُ مع اللّٰه اِلٰهاً (پ۲۶)

نمبر ۲۰ اِ بن یا ابنۃ کا لفظ علمین کے درمیان واقع ہو تو وہ ما قبل کے لیے صفت بنتا ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ بشرطیکہ وہ علمین قول قائل کے لیے مقولہ نہ ہوں۔ کیونکہ وہ علمین اگر قول قائل کے لئے مقولہ ہوئے تو پھر وہ مبتدا خبر بھی بن سکتے ہیں یعنی پہلا علم مبتدا بن جائے گا اور ابن مضاف اور مابعد علم مضاف الیہ سے مل کر خبر بن جائے گا۔

مثال وقالتِ الیھودُ عزیرٌ بن اللّٰہ

اب یہاں علمین (عزیرٌ بن اللّٰہ) قولِ یہود کیلئے مقولہ بن رہے ہیں اس لئے ایک قرأۃ کے مطابق جو قرآن کریم میں لکھی ہوئی ہے (پہلے علم یعنی عزیر پر تنوین پڑھنا) عزیر مبتدا بن جائے گا اور ابن مضاف اللہ اسم جلیل مضاف الیہ سے مل کر اس کی خبر بن جائے گا اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ و مفعول بہ ہو جائے گا قالت کے لئے۔ قالت فعل الیھود فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:۔ املاء ما مَنّ بہ الرّحمٰن من وجوہ الاعراب والقرأت فی جمیع القرآن (ص ۱۳ حصہ دوم)

مطابقی مثال قرآن کریم سے: قال عیسیٰ ابنُ مریم (پ ۷) ۔ و مریم ابنت عمران التی (پ ۲۸)

مطابقی مثال حدیثِ مبارکہ سے:۔

حدثنا احمدُبن یونسَ و موسیٰ بنُ اسمعیلَ قالا حدثنا ابراھیم بن سعدٍ قال حد ثنا ابنُ شھابٍ عن سعیدِ بن المسیب عن ابی ھریرۃ اَنّ رسُول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِل اَیُّ العَمَل اَفضَلُ فقال ایمان'' با اللّٰہ وَرَسُولِہ قیل ثم ماذا قال الجھادُ فی سبیل اللّٰہ قیل ثم ما ذا قال حَجٌ'' مبرُورٌ'' (بخاری ص ۸)

اس حدیث مبارکہ کی سند میں پانچ مرتبہ ابنُ'' کا لفظ ذکر ہے اور چار مرتبہ یہ ابنُ'' کا لفظ علمین (دوناموں) کے درمیان میں واقع ہوا ہے۔ لہٰذا ابن کا لفظ ما قبل نام کیلئے صفت بنے گا اور جو اعراب ما قبل نام کا ہے وہی اعراب ابن کا ہو گا۔ اور ابن مابعد نام کی طرف مضاف ہو گا۔

مثلاً حدثنا احمدُ بن یونُس۔ میں احمد پر ہم رفع پڑھ رہے ہیں فاعل مؤخر ہونیکی وجہ سے تو ابنُ کے اوپر بھی رفع پڑھیں گے۔ اسکی صفت ہونیکی وجہ سے اور ابن کے لفظ کا مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوگا آگے جر سے مراد عام ہے۔ خواہ کسرہ کیساتھ ہو۔ جیساکہ عن سعید بن المسیب یا فتح کیساتھ ہو جیساکہ احمدُ بن یوُنسَ یا یاء کیساتھ ہو جیساکہ عن سعدِ بن ابی وقاصِ

فائدہ۔ بخاری شریف و مسلم شریف وغیرہ احادیث کی کتابوں میں جہاں بھی حدّ ثنا اَخبَرَنَا۔ حدّثنی اَخبَرَنِی کے صیغہ آجائیں تو ان کا فاعل مؤخر ہوگا۔ نَا اور یَ ضمیر مفعول بہ مقدم ہونگی اور سند کے درمیان جہاں قال کا صیغہ ذکر ہوگا اسکا فاعل ہمیشہ (ھو) ضمیر ہوگی جو ماقبل نام کی طرف راجع ہوگی۔ اسی طرح اگر سند کے درمیان میں قالا اور قالو ا تثنیہ اور جمع کے صیغے آجائیں تو ان کا فاعل تثنیہ کے صیغہ میں الف اور جمع کے صیغہ میں واؤ ضمیر ہوگی جو ماقبل سند میں مذکور ناموں کی طرف راجع ہوگی۔

سند کا ترجمہ یوں کریں گے :۔حدثنا احمد بن یونس و موسی بن اسمعیل (بیان کیا ہمارے سامنے احمد نے ایسا احمد جو بیٹا ہے یونس کا اور موسیٰ نے ایسا موسیٰ جو بیٹا ہے اسماعیل کا۔ قالا۔ ان دونوں نے کہا: حد ثنا ابراہیم بن سعد۔ ہمارے سامنے بیان کیا ابراہیم نے ایسا ابراہیم جو بیٹا ہے سعد کا اسی طریقہ سے ہر سند کا ترجمہ کرلیں۔

گزارش :اس نشانی کا اجراء احادیث کی سند کے اندر کروایا جائے بالخصوص دورۂ حدیث کے طلباء کرام اس نشانی کو خوب یاد کرلیں احادیث کی سند میں اس کی کافی ضرورت پیش آئے گی۔

نمبر ۲۱ ما اور من سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال۔ جزاء من تزکیٰ (پ۱۶) جزاءُ مَن یَفعَلُ ذالك (پ۱)

بموت ما لادم لہٗ -ویحوز اصطیاد ما یؤکل لَحمُہٗ ۔ کل من علیھا فان۔

نمبر ۲۲ عدد سے پہلے ایک اسم بغیر الف لام کے آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ۔ فاطعامُ ستّین مسکیناً۔ قدر ثلثِ اصابعِ الرجلِ

نمبر ۲۳ اسی طرح عدد سے پہلے دو اسم بغیر الف لام کے آجائیں وہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال علیٰ رأسِ کُلّ مأةِ سنةٍ

نمبر ۲۴ حرف بول کر حرف کا لفظ مراد لیا جائے اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال خبرُ انّ اسم انّ خبرُ لا۔(کافیہ)۔ حصول ل علی حصول ب (قطبی صفحہ ۲۹)۔

نمبر ۲۵ حرف بول کر حرف کا لفظ مراد لیا جائے اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے دو اسم آجائیں تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

نعتُ اِسمِ لا المنتبی (شرح جامی ص ۱۵۸)

نمبر ۲۶ حرف بول کر اس سے حرف کا لفظ مراد لیا جائے (نہ کہ معنے) اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے تین اسم آجائیں تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال فی مواقع استعمالِ کلِمة الی۔(شرح وقایہ اولین ص ۵۴)

نمبر ۲۷ حرف بول کر اس سے حرف کا لفظ مراد لیا جائے (نہ کہ معنے) اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے چار اسم آجائیں تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال بیان مواضع استعمالِ کلِمة حتیٰ۔(نور الانوار ص ۱۳۰)

نمبر ۲۸ جہاں فعل یا جملہ بول کر اس سے مراد فعل یا جملہ کا لفظ ہی لیا جائے (نہ کہ معنیٰ) اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو وہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال من باب علمت (صـ ۲۸ جامی)

نمبر ۲۹ جہاں فعل یا جملہ بول کر اس سے مراد فعل یا جملہ کا لفظ ہی لیا جائے نہ کہ معنیٰ اور اس سے پہلے بغیر الف لام کے دو اسم آجائیں تو وہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال بخلافِ بابِ اَعطیت (صـ ۳۱۲ جامی)

نمبر ۳۰ اور کبھی لفظ ابن کا ما قبل غیر معرف باللام ہو تو وہ مضاف ہوتا ہے

مثال کلُ کلامِ ابن آدم علیه لا له الاّ امر بمعروف و نہی عن المنکر او ذکر اللّٰه (زاد الطالبین)

نمبر ۳۱ لفظ کُل سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

مثال فتحنا علیہم ابوابَ کلّ شیئٍ - صدقة کُلّ قوم (باب الزکوۃ قدوری) ظِلُّ کُلِّ شیئٍ (کتاب الصلوۃ قدوری)

نمبر ۳۲ بعض مقامات میں اَنّ سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو انّ اپنے اسم و خبر سے مل کر بتاویل مفرد ہو کر ما قبل کے لئے مضاف الیہ بنتا ہے۔

مثال بتخییل انّ کتابه هذا (جامی ص ۱۲)

نمبر ۳۳ اس طرح اَنْ مع الفعل سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو اَنْ مع الفعل بتاویل مصدر ہو کر ما قبل کے لئے مضاف الیہ بنے گا۔

مثال ۔ من بعد اَنْ اَظفَرَکم عَلَیہِمْ من قبلِ اَنْ تَقدِرُوا عَلَیہِمْ (پ ۶)

فوائد نافعہ

فائدہ نمبر ا۔ اُردو کے اندر ترجمہ مضاف الیہ سے شروع کریں گے اور مضاف الیہ کے ترجمہ میں کا۔ کی۔ کے کا لفظ آئیگا۔ (کا) کا لفظ تب آئے گا جب مضاف مذکر ہو جیسے عبد اللہ (اللہ کا بندہ) اور اگر مضاف مؤنث ہو تو کی کا لفظ آئیگا۔ مریم ابنت عمران (مریم عمران کی بیٹی) اور اگر مضاف جمع مذکر کا صیغہ ہو تو پھر مضاف الیہ کے ترجمہ میں کے کا لفظ آئیگا۔ جیسے قُلُوبہم (اُن کے دل) اگر مضاف جمع مؤنث کا صیغہ ہو تو پھر کی کا لفظ آئیگا جیسے علیٰ ابصارھم (اُن کی آنکھوں پر) اور اگر مضاف الیہ

ضمیر متکلم یا مخاطب کی ہو تو پھر مضاف الیہ کے ترجمہ میں را۔ رے۔ ری کے الفاظ آئیں گے۔ جیسے ربّكَ (تیرا رب) ابنتی (میری بیٹی) ابناءُ نا (ہمارے بیٹے) اور کبھی مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کو" کا لفظ آئے گا جیسے لاَیَجُوزُ لِلْوَلِیِّ اِجبَارُ البِکرِ البالغة العاقلة۔ ترجمہ :۔ نہیں ہے جائز ولی کے لیے باکرہ بالغہ عاقلہ کو (نکاح کیلیے) مجبور کرنا۔

فائدہ نمبر ۲۔ اگر ایک عبارت میں متعدد مضاف مضاف الیہ اکٹھے آجائیں تو ترجمہ عام طور پر آخری مضاف الیہ سے شروع کریں گے اور ترجمہ کو صحیح اور بامحاورہ بنانے کے لیے کسی مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کا" اور کسی مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کے" اور کسی مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کی" اور کسی مضاف الیہ کے ترجمہ میں "کو" کے الفاظ لائیں گے۔ جیسے خَزَائِن رَحْمَةِ رَبِّی۔ اب اس مثال کا ترجمہ آخری مضاف الیہ سے شروع کریں گے اور ترجمہ اس طرح ہوگا "میرے رب کی رحمت کے خزانے"

فائدہ نمبر ۳۔ بعض الفاظ میں مضاف الیہ کے ترجمہ میں کا کی کے وغیرہ کے الفاظ نہیں آئینگے جیسے :

ذو اُلُوٓ۔ سائرُ۔ اصحٰب وغیرہ

مثالیں ذوالقوة المتین (قوت والا) الوالالباب (عقل والے) اصحٰب الجنة (جنت والے) علیٰ سائر المسلمین (تمام مسلمانوں پر)

فائدہ نمبر ۴۔ کچھ الفاظ ایسے ہیں اُنکا ترجمہ مضاف سے شروع کریں گے مثلاً کُلّ ۔کُلّ نفسٍ (ہر نفس) تین سے لے کر دس تک عدد اپنی تمیز کی طرف مضاف ہوتا ہے لہذا ترجمہ مضاف سے شروع کریں گے۔

مثال ثلثة ایام (تین دن)

فائدہ نمبر ۵۔ لفظ یوم بھی مضاف واقع ہوتا ہے اور کبھی اسکا مضاف الیہ جملہ واقع ہوتا ہے۔

مثال :۔ یوم ینفع الصّدقین

یومئذٍ

فائدہ نمبر۶۔ کبھی صفت کی اضافت موصوف کی طرف ہوتی ہے۔ بکریم خطابہ (ای (الخطاب الکریم یعنی کریمانہ خطاب)

اور کبھی اضافت موصوف کی صفت کی طرف ہوتی ہے۔

بروح القدس یعنی ایسی روح جو پاکیزہ ہے

فائدہ نمبر۷۔ اور اگر مضاف مضاف الیہ اور موصوف صفت کی علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے۔ تو وہاں ترجمہ کر کے دیکھو۔ مضاف مضاف الیہ والا ترجمہ ٹھیک ہے یا موصوف صفت والا۔ اگر مضاف مضاف الیہ والا ترجمہ ٹھیک ہے تو مضاف مضاف الیہ بنالو ورنہ موصوف صفت بنالو۔

مثال صیغۃُ مرفوع منفصلٍ (مرفوع منفصل کا صیغہ) اب صیغہ مرفوع کے درمیان مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ ٹھیک ہے تو اس کو مضاف مضاف الیہ بنالیں اور مرفوع منفصل کے درمیان موصوف صفت والا ترجمہ ٹھیک ہے تو اسکو موصوف صفت بنالو۔

مثال لَوۡمَةَ لاَ ئِمٍ یہاں بھی بظاہر کوئی علامت نہیں لیکن مضاف مضاف الیہ والا ترجمہ ٹھیک ہے (یعنی ملامت کرنے والے کی ملامت) اس لئے اس کو مضاف مضاف الیہ بنائیں گے۔

فائدہ نمبر۸۔ کبھی مضاف الیہ کو حذف کر کے اس کے عوض میں الف لام لاتے ہیں۔

جیسے :۔ومن خواصه دخول اللام ای لامِ التعریفِ

کبھی مضاف الیہ کے عوض مضاف کے آخر میں تنوین لاتے ہیں جیسے یومئذٍ

کبھی مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف کو مبنی بر ضمہ کر دیتے ہیں جیسے للہ الامرُ من قبلُ و مِنۡ بَعدُ ای من قبل کلّ شئیٍ و من بَعۡدِ کلّ شئیٍ

فائدہ نمبر۹ لفظ "نحو" جب مثال کے مقام میں استعمال ہوتو ماقبل مُبتدا (مثاله یامثالها) محذوف کیلئے خبر بنتا ہے اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے، نحوُقولہِ تعالیٰ فاجۡتَنِبُوا الرجس مِن الاوثان۔

مضاف مضاف الیہ کا اجراء

استاذ : میرے محترم عزیز طلباء قرآن کریم احادیث نبویہ اور دیگر کتب درسیہ سے مضاف مضاف الیہ کی مثالیں نکالیں۔

شاگرد : قرآن کریم سے مثالیں :۔ کتاب اللّٰہ' رسو ل اللّٰہ ' مسٰجد اللّٰہ' یو م القیامۃ۔ یَوْ م الدین' بدیع السمٰوٰتِ والارضِ' باذن اللّٰہ' خشیۃَ الانفاقِ' اصحٰب الجنّۃ' اَصحٰبَ النّار' مطلعَ الشمسِ۔

احادیثِ نبویہ سے مثالیں :۔ سیّد القومِ' طَلَبُ العلم' حبُّ الدنیا' تحفۃُ المؤمن' یَدُ اللّٰہِ

دیگر کتب درسیہ سے :۔ کتاب الطھارۃِ' کتاب الصلوٰۃِ' کتاب الزکوٰۃ' کتاب الحجّ' صلوٰۃ العیدین' ففرض الوضوء' غسلُ الاعضاءِ' مسحُ الر أس' سنن الطّھارۃِ' تخلیلُ اللّحیۃ' تسمیۃ اللّٰہِ' اذان الفجرِ' سجود التلاوۃِ' علم الھدٰی' عَلاّمۃ الورٰی'

اُستاذ : مذکورہ مثالوں میں تمام الفاظ ترکیب میں کیا واقع ہوئے ہیں ؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مضاف مضاف الیہ ہیں ؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ کی علامت نمبر ایک سے معلوم ہوا کہ یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بن رہے ہیں۔

اُستاذ : علامت نمبر ایک کیا ہے ؟

شاگرد : علامت نمبر ا یہ ہے کہ دو اسم ہوں پہلے اسم پر الف لام نہ ہو دوسرے اسم پر الف لام ہو۔ تو یہ عام طور پر مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں بشر طیکہ پہلا اسم کسی کا نام نہ ہو۔ اسم اشارہ بھی نہ ہو اسم ضمیر بھی نہ ہو اور معنی بھی ٹھیک ہو۔

اُستاذ : کتاب اللّٰہ ، سیدُ القومِ، مسحُ الرّأس ان تین مثالوں کا ترجمہ کریں؟

شاگرد : کتابُ اللّٰہ کا معنی ہے اللہ کی کتاب، سیدالقوم کا معنی ہے قوم کا سردار، مسحُ الرّأس کا معنی ہے سر کا مسح کرنا۔

اُستاذ : آپ کتابُ اللّٰہ میں مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ کرتے وقت ''کی'' کا لفظ اور سیدُ القوم اور مسحُ الرأس میں مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ کرتے وقت ''کا'' کا لفظ کیوں لائے ہیں؟

شاگرد : ہم نے فوائد نافعہ کے اندر یہ فائدہ پڑھا تھا کہ اگر اُردو میں مضاف مفرد مذکر استعمال ہو تو مضاف الیہ کے ترجمہ میں ''کا'' کا لفظ آئے گا۔ جیسے عبد اللّٰہ کا معنی ہو گا اللہ کا بندہ۔ لیکن مقام ادب میں مضاف الیہ کے ترجمہ میں ''کے'' کا لفظ آئے گا جیسے رسُول اللّٰہ کا معنی ہے اللہ کے رسول اور اسی طرح اگر اُردو میں مضاف مفرد مؤنث استعمال ہو تو مضاف الیہ کے ترجمہ میں ''کی'' کا لفظ آئے گا جیسے رحمتُ اللّٰہ کا معنی ہو گا اللہ کی رحمت۔ اسی وجہ سے ہم بھی کتاب اللہ کے اندر مضاف الیہ کے ترجمہ میں کی کا لفظ لائے ہیں۔ کیونکہ کتاب (مضاف) اُردو کے اندر مفرد مؤنث استعمال ہوتی ہے اور سیدُ القوم کے اندر مضاف الیہ کے ترجمہ میں ''کا'' کا لفظ لائے ہیں کیونکہ سیّد (مضاف) اُردو کے اندر مفرد مذکر استعمال ہوتا ہے۔

اُستاذ : طعامُ الّذینَ، مثلُ الّذینَ، سبحٰنَ الّذی، صراط الّذِینَ یہ الفاظ ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں۔

شاگرد : مضاف مضاف الیہ واقع ہو رہے ہیں۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ کی علامت نمبر ۱۲ سے معلوم ہوا کہ یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ ہیں۔

اُستاذ : علامت نمبر ۱۲ کیا ہے؟

شاگرد : علامت نمبر ۱۲ یہ ہے کہ اسمِ موصول سے پہلے بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ بھی آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

اُستاذ : وَكَيفِيَّةُ تركيب بَعْضها مع بعضٍ یہ الفاظ ترکیب میں کیاواقع ہورہے ہیں ؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد : علامت نمبر ۶ سے۔

اُستاذ : علامت نمبر ۶ کیا ہے ؟

شاگرد : چار اسم ہوں پہلے تین اسموں پر الف لام نہ ہو چوتھی جگہ ضمیر آجائے تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

باقی علامات کے اجراء کو انھی علامات کے اجراء پر قیاس کرلیا جائے۔

فائدہ :۔ وہ نام یا عنوان جو مضاف مضاف الیہ سے ملکر بنے جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن، خیار الشرط خیار العیب (وغیرہ) پھر وہ نام یا عنوان ما قبل کسی اور لفظ کے لیے مضاف الیہ بن جائے تو نام یا عنوان کے اندر تو مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ نہیں کریں گے یعنی کا، کی، کے وغیرہ کے الفاظ نہیں لائیں گے لیکن جب وہ نام یا عنوان ما قبل کسی اور لفظ کے لیے مضاف الیہ بن جائے تو وہاں مضاف مضاف الیہ کا ترجمہ کریں گے جیسے۔كتاب عبدالله، قلم عبدالرّحمٰن باب خيارالشرط ،باب خيار العيب تو اب یہاں اسطرح ترجمہ کریں گے عبداللہ کی کتاب، عبدالرحمٰن کا قلم خیارِ شرط کا باب، خیارِ عیب کا باب یوں ترجمہ نہیں کریں گے کہ اللہ کے بندے کی کتاب، رحمٰن کے بندے کا قلم، شرط کے خیار کا باب، عیب کے خیار کا باب کیونکہ جب کوئی لفظ نام یا عنوان بن جائے تو اسکے لفظی اور لغوی معنی نہیں کرتے۔

موصوف صفت

موصوف :۔ جس کی کوئی صفت بیان کی جائے آگے عام ہے وہ صفت اچھی ہو یا بُری

اچھی صفت کی مثال   بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

بری صفت کی مثال   اعوذ باالله مِنَ الشیطٰن الرجیم

صفت کی آسان تعریف :۔ صفت وہ لفظ ہوتا ہے جو موصوف کی اچھائی یا برائی کو بیان کرے۔

صفت کی اصطلاحی تعریف :۔ صفت اس تابع کو کہتے ہیں جو ایسے معنی پر دلالت کرے۔ جو خود موصوف کے اندر پایا جائے یا موصوف کے متعلق کے اندر پایا جائے اس تعریف سے معلوم ہوا کہ

صفت دو قسم پر ہے :۔ صفت بحالہ   صفت بحال متعلقہ

صفت بحالہ : جو اپنے موصوف کے حال کو بیان کرے جیسے الصراط المستقیم ایسا راستہ جو سیدھا ہے

صفت بحال متعلقہ : جو خود موصوف کے حال کو بیان نہ کرے بلکہ اسکے متعلق کے حال کو بیان کرے۔

مثال   من القریۃ الظالم اھلھا اب ظالم صفت ہے تو یہ موصوف کے حال کو بیان نہیں کر رہی بلکہ اس کے متعلق کے حال کو بیان کر رہی ہے کیونکہ بستی خود تو ظالم نہیں بلکہ اس کے رہنے والے ظالم ہیں۔

موصوف صفت کی علامات

نمبر ۱   دو اسم ہوں دونوں پر الف لام ہو یہ بھی عام طور پر موصوف صفت ہوں گے۔ بشرطیکہ دونوں مفرد ہوں خواہ مفرد صریح ہوں یا تاویلی یا دونوں تثنیہ ہوں یا دونوں جمع ہوں معنی بھی ٹھیک ہو۔ معنی ٹھیک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو ترجمہ مبتدا خبر کا ہے وہی ترجمہ موصوف صفت کا ہو سکے یعنی اس صفت کا حمل موصوف پر ہو سکے۔

مثال   الصراط المستقیم   الله الرحمن الرّحیم   النفس المطمئنۃُ

نمبر ۲ دو اسم ہوں دونوں پر تنوین ہو تو یہ بھی عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں۔ بشرطیکہ پہلا اسم کسی کا نام نہ ہو اور وہ دونوں اسم کان وغیرہ اور حروفِ مشبہ بالفعل کے بعد نہ ہوں۔

مثال و لھُم عذابٌ عظیمٌ ۔ صِراطاً مستقیماً ۔ اجراً عظیماً فتحًا مبیناً

اگر پہلا اسم کسی کا نام ہوا تو ابتدائے کلام میں وہ مبتدا خبر بن جائیں گے جیسے زیدٌ قائمٌ

اور اگر وہ دونوں اسم کان وغیرہ اور حروف مشبہ بالفعل کے بعد ہوں تو بعض مقامات میں دو الگ الگ خبریں بن جائیں گے جیسے انّ اللّٰہ غفورٌ رّحیمٌ۔ وَکَانَ اللّٰہ غفورًا رّحیماً۔

نمبر ۳ تین یا چار یا پانچ اسموں پر الف لام آجائے پہلے کو موصوف اور باقی کو صفات بنائیں گے۔

مثال بِسمِ اللّٰہ الرّحمٰنِ الرّحیم۔ ھو اللّٰہ الخالق البارئ المصوّر

الحج واجب علی الاحرارِ المسلمین البالغین العقلاء الاصحّاءِ(قدوری)

نمبر ۴ نکرہ کے بعد فعل آجائے۔ یہ بھی عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں بشرطیکہ وہ فعل جزا کے مقام میں نہ ہو۔

مثال الکلمة لفظٌ وضع لمعنیً۔ حروفٌ تجرا الاسم فقط

کلمةٌ تدل علیٰ معنیً فی نفسھا۔

اگر نکرہ کے بعد فعل جزا کے مقام میں ہو تو پھر موصوف صفت نہیں بنیں گے۔ جیسے

من بنیٰ للّٰہِ مسجدًا بنیٰ اللّٰہُ لہٗ بیتًا فِی الجَنَّةِ۔

نمبر ۵ ایک اسم مضاف ہو ضمیر کی طرف اور اس کے بعد الف لام والا اسم آجائے تو یہ بھی بعض مقامات پر آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال سبحن ربّی الاعلیٰ۔ سبحن ربی العظیم۔ نعمائِہ الشاملة والائہِ الکاملة

نمبر ۶ اسم اشارہ کے بعد الف لام والا اسم آجائے (جاری کلام میں) یہ بھی آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔ بشرطیکہ کسی اور ترکیب کا قرینہ نہ ہو جیسے اَنّیٰ یُحیِ ھذہِ اللّٰہُ اس ترکیب میں ھذہِ مفعول بہ مقدم ہے۔

مثال رَبَّ ھٰذاالبیت۔ ربّ ھذہ الدّعوة التامةِ

نمبر ۷ اسم موصول سے پہلے الف لام والا اسم آجائے تو یہ بھی آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال هدى لّلمتّقين الذين يؤمنون بالغيب و يقيمون الصلوٰة

نمبر ۸ نکرہ کے بعد جار مجرور آجائے تو وہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔ بشر طیکہ وہ جار مجرور ماقبل اس نکرہ کے ساتھ یا کسی اور لفظ کے ساتھ متعلق نہ ہو

مثال على رجل من القريتين عظيم - معنے فى نفسها

نمبر ۹ ذات کے لفظ سے پہلے نکرہ آجائے تو یہ بھی عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال فى كُلِّ صلوٰةٍ ذات ركوعٍ وّ سجودٍ (کتاب الطهارة (قدوری))

نمبر ۱۰ اِبْن کا لفظ ماقبل کے لئے صفت اور مابعد کے لیے مضاف ہوتا ہے۔

مثال احمدُ بن محمدِ بن حسنِ

نمبر ۱۱ مِنْ بيانيه سے پہلے نکرہ آجائے تو نکرہ موصوف بنے گا اور مِنْ بیانیہ ظرف مستقر کے مقام میں اسکی صفت بنے گا۔

مثال ولا يحيطون بشئ مّنْ عِلْمِهٖ

نمبر ۱۲ ایک اسم مضاف ہو ضمیر کی طرف اس کے بعد اسم موصول آجائے تو یہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال اُمّهاتُكُم الّتى ارضعنكُمْ

نمبر ۱۳ نکرہ کے بعد غَیْر کا لفظ آجائے تو یہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال انّه عَملٌ غَيْرُ صالح (پ۱۲) وذلك وعدٌ غيرُ مَكْذُوْبٍ (پ۱۲) فى صلوٰةٍ غيره (قدوری)

نمبر ۱۴ دو اسم ہوں دونوں نکرہ ہوں عام طور پر موصوف صفت بنتے ہیں بشر طیکہ دونوں مفرد ہوں یا دونوں تثنیہ ہوں یا دونوں جمع ہوں اور معنی بھی ٹھیک بنتا ہو۔

مثال تُسمّى حروفاً جارةً ثوبين جديدين

نمبر ۱۵ ایک اسم مضاف ہو ضمیر کی طرف اور اُس کے بعد اسم اشارہ آجائے تو یہ بھی بعض مقامات میں موصوف صفت بنتے ہیں۔

مثال من سفرِنا هٰذا نصباً (پ۱۵) بورِقِكم هٰذه الى المدينة (پ۱۵)

بِامْرِهِمْ هذا وهم لا يشعرون۔ (پ۱۲)

نمبر ۱۶ حرف بول کر اس سے مراد حرف کا لفظ ہی لیا جائے اور اس کے بعد الف لام والا اسم آجائے تو یہ آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں بشرطیکہ موصوف صفت والا معنی ٹھیک ہو۔

مثال ما ولا المشبهتان بليس (شرح مأۃ عامل) وَ تَدخُلُ ماالكَافةُ (شرح مأۃ عامل)

﴿فوائد نافعہ﴾

فائدہ نمبر ۱۔ جب موصوف کی صفت صفت بحال متعلقہ ہو تو وہ صفت بحال متعلقہ کبھی فعل کا صیغہ ہوگی اور کبھی اسم فاعل یا اسم مفعول یا صفت مشبہ کا صیغہ ہوگی اور اس کا فاعل یا نائب فاعل ظاہر ہوگا۔

مثال فعل کی :۔ جاء نی رجل اکرمنی اخوہٗ

مثال اسم مفعول کی :۔ جاء نی رجل مضروبٌ غلامه

مثال اسم فاعل کی :۔ جاء نی رجلُ صالح ابوہ

مثال صفت مشبہ کی :۔ جاء نی رجلُ کریم ابوہ

فائدہ نمبر ۲۔ صفت بحالہ کی اپنے موصوف کے ساتھ دس چیزوں میں مطابق ہوتی ہے۔ بیک وقت چار کا پایا جانا ضروری ہے وہ دس چیزیں یہ ہیں : افراد۔ تثنیہ ۔ جمع۔ تذکیر و تانیث۔ تعریف و تنکیر۔ رفع۔ نصب ۔ جر یہ چار جوڑے ہیں ہر جوڑے میں سے ایک ایک چیز دونوں میں یعنی موصوف صفت میں مطابقت کے وقت پائی جانی ضروری ہے۔ جیسے ایک آدمی کے سامنے چار پلیٹیں ہوں اور ان میں سے ایک میں تین لڈو اور ایک میں دو گلاب جامن ہوں اور ایک میں تین کیلے ہوں اور ایک میں دو مالٹے ہوں۔ تو اب کھانے کا طریقہ یہ ہوگا ہر ایک میں سے ایک ایک چیز اٹھاتے جاؤ اور کھاتے جاؤ اسی طرح جہاں بھی موصوف اور صفۃ بحالہ ہو وہاں ان چار جوڑوں میں سے ایک ایک چیز لیتے جاؤ اور موصوف صفت بحالہ میں لگاتے جاؤ۔

فائدہ نمبر ۳ : صفت بحال متعلقہ یہ اپنے موصوف کے ساتھ پانچ چیزوں میں مطابقت رکھتی ہے اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں :۔ تعریف و تنکیر۔ رفع۔ نصب۔ جر اور باقی پانچ (تذکیر و تانیث۔ افراد تثنیہ جمع) کے اندر مثل فعل کے ہے یعنی جس فعل کا فاعل مذکر یا مؤنث حقیقی ہو تو فعل کو بھی مذکر یا مؤنث لائیں گے جیسے ضرب زیدٌ۔ قامت ھندٌ اور اگر فعل کا فاعل ظاہر ہو تو فعل کو ہمیشہ واحد لایا

جائے گا خواہ فاعل تثنیہ ہو یا جمع اسی طرح صفت بحال متعلقہ کا فاعل مذکر ہو یا مؤنث تو صفت بحال متعلقہ کو بھی مذکر یا مؤنث لائیں گے اور صفت بحال متعلقہ کا فاعل ظاہر ہو تو صفت بحال متعلقہ کو ہمیشہ واحد لائیں گے خواہ فاعل تثنیہ ہو یا جمع۔

مثالیں :۔ مررتُ برجل قاعدٍ غلامُه　　مررت برجلين قاعدٍ غلاماهما

مررت برجالٍ قاعدٍ غلْمانُهُمْ　　مررت بامرأةٍ قائمٍ ابوها

مَررت برجل قائمة جاريتُه' (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شرح جامی ص ۱۸۱)

فائدہ　اردو ترجمہ کے اندر عام طور پر موصوف کے ترجمہ میں ایسا (جب موصوف مفرد مذکر ہو) ایسی (جب موصوف مفرد مؤنث ہو) ایسے (جب موصوف جمع مذکر کا صیغہ ہو) کا لفظ آئے گا۔

مثال　جاء نی رَجل عالم (آیا میرے پاس ایسا آدمی جو عالم ہے)

فائدہ　جب کوئی لفظ صفت ہو مضاف و مضاف الیہ کے لئے تو اس کی صفت بننے کی تین صورتیں ہیں۔ کبھی وہ لفظ صفت مضاف و مضاف الیہ دونوں کے مجموعہ کے لئے ہو گا جیسے : عبدالقاهر بن عبد الرحمن اور کبھی صرف مضاف کے لئے ہو گا۔ جیسے :كلمات اللّٰهِ العليا (کنز الدقائق ص ۳)

اور کبھی صرف مضاف الیہ کے لئے ہو گا۔ جیسے :غسل الاعضاء الثلاثة

﴿موصوف صفت کا اجراء﴾

اُستاذ :　موصوف صفت کی مثالیں نکالیں۔

شاگرد :　البيت المعمور 'البحر المسجور' الخيل المسوّمه' الخيط الابيض۔

اُستاذ :　مذکورہ مثالوں میں یہ تمام الفاظ ترکیب میں کیا واقع ہو رہے ہیں ؟

شاگرد :　موصوف صفت۔

اُستاذ :　آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ موصوف صفت ہیں ؟

شاگرد :　موصوف صفت کی علامت نمبر ایک سے۔

اُستاذ :　علامت نمبر ایک کیا ہے ؟

شاگرد :　دو اسم ہوں دونوں پر الف لام ہو تو یہ آپس میں موصوف صفت بنیں گے۔

فائدہ :اس علامت نمبرایک سے شرح مأۃ عامل کے اندر تیرہ نوعوں کے عنوانات(النوع الاول' النوع الثانی ' النوع الثالث'الخ) کی ترکیب بھی حل ہو گئی کہ یہ سب آپس میں موصوف صفت ہیں اور پھر موصوف صفت مل کر مبتدا اور مابعد حروف تجرّ الاسم یا الحروف المشبه بالفعل یا ما ولا المشبهتان بلیس (الخ)ان کی خبر ہیں۔

اُستاذ : علی تجارةٍ تنجیکُم'۔ حروفٌ تجرّ الاسم - حروف''تنصِبُ الاسماء ۔ حروف تجزم الفعل المضارع۔ان مثالوں میں پہلے لفظ کا اپنے مابعد والے لفظ سے ترکیبی تعلق کیاہے ؟

شاگرد : موصوف صفت بن رہے ہیں۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد : علامت نمبر ۴ سے معلوم ہوا اور علامت نمبر ۴ یہ ہے کہ نکرہ کے بعد فعل آجائے وہ عام طور پر آپس میں موصوف صفت بنتے ہیں بشرطیکہ وہ جزاء کے مقام میں نہ ہو۔باقی علامات کے اجراء کو اسی اجراء پر قیاس کر لیا جائے۔

﴿مَعطُوف و مَعطُوف علَيہ کابیان﴾

معطوف بالحرف کی تعریف: اس تابع کو کہتے ہیں۔ جو اپنے متبوع کیساتھ مقصود بالنسبت ہو۔ یعنی جس حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے۔ اس سے مقصود تابع اور متبوع دونوں ہوں (بشر طیکہ مفرد کا عطف مفرد پر ہو)۔ حروف عطف دس ہیں واؤ ۔ فا۔ ثم ۔ حتی ۔ امّا۔ اَوْ۔ اَم۔ لا۔ بل ۔ لکن

مثال۔ ضَرَبَ زیدٌ و عمرٌ

متبوع (معطوف علیہ) — حرفِ عطف — تابع (معطوف)

معطوف و معطوف علیہ کو معلوم کرنے کا جامع ضابطہ

اسم کا عطف اسم پر۔ فعل کا فعل پر۔ حرف کا حرف پر۔ عامل کا عامل پر معمول کا معمول پر ہو گا۔ جو اعراب معطوف علیہ کا ہو گا وہی معطوف کا ہو گا۔ اسی طرح جملہ کا عطف جملہ پر ہو گا۔

اطیعو اللّٰہ و الرّسول

اب یہاں الرّسول کا عطف لفظ اللّٰہ پر ہو گا۔ کیونکہ اسم کا عطف اسم پر ہو گا۔

﴿معطوف و معطوف علیہ کی علامات﴾

نمبر ا ایک کلام میں دو یا زیادہ فعلوں کے درمیان میں واؤ آجائے۔ تو دوسرے فعلوں کا عطف پہلے فعلوں پر ہو گا۔

مثال الذی جعل لکم الارض فراشاً و السماء بناءً و انزل من السماءِ ماءً فاخرج به من الثمرتِ رزقاًلّکم (القرآن)

اب یہاں اَخرَجَ کا عطف اَنزَلَ پر ہے اور اَنزَلَ کا عطف جَعَلَ پر ہے۔

نمبر ۲ ایک کلام میں کئی ناموں کے درمیان واؤ آجائے تو پہلے نام کو معطوف علیہ بناؤ اور باقی کو معطوف۔ اسی طرح ناموں کے ساتھ کوئی اور لفظ (غیر علم) آجائے جو حکم میں ماقبل والے نام کے ساتھ شریک ہو تو اس کا عطف بھی پہلے نام پر ہوگا۔

مثال وَ وَهَبنا له اسحٰقَ و یعقوب کلاً هدینا (پ۷)

وَاَوحَيْنَا اِلىٰ اِبْرٰهِيْمَ وَاسمٰعِيْلَ وَ اِسحٰقَ وَيَعْقُوْبَ والاَسْبَاطِ وَعِيسٰى وَ اَيُّوبَ وَ يُوْنُسَ و هٰرُوْنَ و سُلَيْمٰنَ٥ (پ۶)

نمبر ۳ ایک کلام میں ایک حرف جر مکرر آجائے۔ مثلاً علیٰ تو دوسرے جار مجرور کا عطف ہوگا پہلے جار مجرور پر بشرطیکہ معنیٰ ٹھیک ہو۔

مثال اِستَجِيبُوا للّٰهِ و للرّسُولِ اذا دعاكم (پ۹)

والصلوٰة علىٰ سيد الانبياء محمدن المصطفى وعلىٰ آله المجتبىٰ (شرح مأة عامل)

نمبر ۴ ایک ہی کلام میں کئی اسم مضاف ہوں ضمیر کی طرف اور ان کے درمیان واؤ وغیرہ آجائے تو وہ بھی آپس میں معطوف و معطوف علیہ بنتے ہیں۔

مثال لن نصبر على طعام واحد فادع لنا ربك يُخرج لنا مما تنبت الارض من بقلها و قثائها و فومها و عدسها و بصلها

نمبر ۵ دو اسم الف لام والے ہوں درمیان میں واؤ آجائے تو دوسرے اسم کا عطف ہوگا پہلے اسم پر (اگر مفرد کا عطف مفرد پر ہو تو پھر جو عامل معطوف علیہ پر داخل ہوگا وہی عامل معطوف پر داخل ہوگا)

مثال اَلّذينَ استجابوا للّٰهِ والرّسُولِ (پ۴)

اللہ اسم جلیل اور رسول دونوں پر الف لام ہے تو دوسرے اسم کا عطف پہلے پر ہوگا۔

نمبر ۶ کئی اسموں پر تنوین ہو درمیان میں واؤ وغیرہ آجائے تو دوسرے سب اسموں کا عطف ہوگا پہلے اسم پر بشرطیکہ معنیٰ ٹھیک ہو۔

مثال وَجعَلَ فِيهَا سِراجاً وَقمَراً مُّنِيرا (پ۴)

نمبر ۷ کلام کے اندر اسم موصول مکرر ہو اور درمیان میں واؤ وغیرہ آجائے تو دوسرے اسم موصول (مع صلہ) کا عطف ہوگا پچھلے اسم موصول (مع صلہ) پر۔

مثال اَلّذِيْنَ يُؤمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ (الاية) وَالّذِيْنَ يُؤمِنُونَ بِمَا اُنزِلَ اِلَيكَ (الاية)

نمبر ۸ اسم اشارہ مکرر ہو درمیان میں واوٗ آجائے تو دوسرے اسم اشارہ کا عطف ہو گا پہلے اسم اشارہ پر

مثال اولٰئِکَ علیٰ ھدًی مِّنْ رَبِّھِمْ واُولٰئِکَ ھُمُ المفلِحُوْن ۔

نمبر ۹ ایک لفظ کی کئی اقسام ہوں اور ان کے درمیان میں واوٗ آجائے تو دوسری اقسام کا عطف ہو گا پہلی قسم پر۔

مثال الصوم ضَربان۔ واجب و نفل

الطلاق علی ثلاثۃ اوجہٍ۔ احسن الطلاقِ وطلاق السُنّۃ وطلاق البدعۃِ۔

نمبر ۱۰ کسی چیز کے متعدد فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کا بیان ہو اور ان کے درمیان واوٗ آجائے تو ہر فرض، واجب، سنت اور مستحب کا عطف ہو گا پہلے فرض، واجب، سنت اور مستحب پر۔ اسی پر محرّمات ومکروھات وغیرہ کو قیاس کر لیں۔

عــ عــ عــ عــ

فرائض کی مثال : فرضھا التحریمۃُ والقیامُ و القراءۃُ والرکوعُ والسجودُ (الخ)(باب صفۃ الصلوٰۃ کنز الدقائق ص ۳۰)

عــ عــ عــ

واجبات کی مثال : وواجبھا۔ قراءۃ الفاتحۃ و ضمُّ سورۃٍ و تعین القراءۃ (الخ)(کنز الدقائق ص ۳۱)

عفــ عفــ عفــ

سنن کی مثال : سُننھارفعُ الیدین للتحریمۃوشَرُاصابعہوجھرُ الامام بالتکبیر (الخ)(کنز الدقائق ص ۳۱)

عط عط عط

مستحبات کی مثال : ویُستَحبُّ للمتوضی اَن یَّنوی الطھارَۃَ و یستوعبَ رأسہ وَیُرَتّب الوضوء (الخ)(قدوری ص ۱۹)

عط عط عط

محرّمات کی مثال :۔حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ المَیتۃُ والدم ولحم الخنزیر (الایۃ)

غط عط عط

مکروھات کی مثال :۔کُرِہَ استقبالُ القبلۃ بالفرج فی الخلاء و استدبارھا و غلقُ باب

عط عط عط عط

المسجد والوطئُ فوقہٗ والبولُ والتخلِیّ (کنزالدقائق ص ۵۴)

اھم بات

بعض عبارات میں آپ کو عطف کی نشانیاں یوں لکھی ہوئی ملیں گی۔

عـ عـ عـ یا عط عط عط یا عف عف عف یا علـ علـ علـ

یہ تمام نشانیاں عطف کا مخفف ہیں۔ اس شکل کی جتنی بھی عین آئیں گی ان کے نیچے والے لفظ کا عطف پہلی اُسی شکل کی عین کے نیچے والے لفظ پر ہوگا۔ لیکن درمیان میں پہلی شکل کی عین کے علاوہ کوئی دوسری شکل کی عین دو یا زیادہ آجائیں تو اس دوسری عین کا اس پہلی شکل کی عین کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا بلکہ اس دوسری شکل کی پہلی عین کے نیچے والے لفظ کو معطوف علیہ بناؤ اور دوسری اُسی شکل کی عین کے نیچے والے لفظ کو معطوف بناؤ پھر یہ معطوف معطوف علیہ مل کر یا کچھ اور بن کر اس کا عطف ہوگا پہلی عین کے نیچے والے لفظ پر اس کو قدوری کی ایک عبارت میں سمجھ لو۔

و سنن الطّهارة غسل اليدين ثلاثاً قبل ادخالهما الاناء اذا استيقظ المتوضى من نومه و تسمية اللّٰه تعالىٰ والسواك و المضمضة والاستنشاقُ و تخليل اللّحية والاصابع و مسح الاذنين

اب اللحية معطوف علیہ واؤ عاطفہ الاصابع معطوف تو معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مضاف الیہ ہوا تخليل کا۔ اور تخليل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر اس کا عطف ہوا غسل اليدين پر تو غسل اليدين معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر خبر ہوا سننُ الطهارة کی۔ سُنن الطهارةِ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

معطوف و معطوف علیہ کا اجراء

اُستاذ: معطوف و معطوف علیہ کی مثالیں نکالو۔

شاگرد: اقيموا الصلوٰة وآتوا الزّكوٰة وا ركعُوا مع الرّاكعِين

وَاِذ آتينا موسىٰ الكتاب والفرقان لعلّكم تهتدون۔

اُستاذ : دوسری آیت میں الفرقان کا عطف کس لفظ پر ہے ؟

شاگرد : الکتاب پر ہے ؟

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کا عطف الکتاب پر ہے ؟

شاگرد : معطوف ' معطوف علیہ کی علامت نمبر ۵ سے معلوم ہوا کہ دو اسم ہوں دونوں پر الف لام ہو تو دوسرے اسم کا عطف ہو گا پہلے اسم پر بشر طیکہ معنیٰ ٹھیک ہو۔

اُستاذ : الفرقان کا عطف لفظِ موسٰی پر بھی ہو سکتا ہے ؟

شاگرد : جی نہیں کیونکہ اگر الفرقان کا عطف لفظِ موسٰیؑ پر کریں تو پھر یہ بھی لفظِ موسٰیؑ کی طرح آتینا کے لیے مفعول بہ بن جائے گا اور معنیٰ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اب معنیٰ یہ ہو گا جب ہم نے دی فرقان کو کتاب یعنی فرقان کتاب کو لینے والی ہے۔ حالانکہ فرقان کتاب کو لینے والی نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام کتاب اور فرقان کو لینے والے ہیں۔

اُستاذ : اچھا' الفرقان کا عطف آتینا پر ہو سکتا ہے ؟

شاگرد : نہیں کیونکہ آپ نے ہم کو ضابطہ یاد کرایا تھا کہ اسم کا عطف اسم پر ' فعل کا عطف فعل پر اور حرف کا عطف حرف پر ہو گا تو ہم کو وہ ضابطہ یاد ہے اسی وجہ سے ہم عرض کرتے ہیں کہ الفرقان کا عطف آتینا پر نہیں ہو سکتا کیونکہ آتینا فعل اور الفرقان اسم ہے۔

اُستاذ : شرح مأۃ عامل میں الباء للالصاق وللاستعانۃِ میں للاستعانۃ کا عطف کس لفظ پر ہے۔

شاگرد : للالصاق پر ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد : معطوف ' معطوف علیہ کی علامت نمبر ۳ سے معلوم ہوا کہ ایک کلام میں ایک حرف جر مکرر آجائے تو دوسرے جار مجرور کا عطف ہو گا پہلے جار مجرور پر۔

اُستاذ : للاستعانۃ کا عطف نحو مررت بزیدٍ (مثال) پر ہو سکتا ہے ؟

شاگرد : نہیں کیونکہ مثال جملہ معترضہ کے حکم میں ہوتی ہے اس کا ترکیب میں نہ ماقبل سے تعلق ہوتا ہے اور نہ مابعد سے۔

﴿جملہ فعلیہ کی ترکیب کو حل کرنے کا طریقہ﴾

جملہ فعلیہ کی ترکیب کو سمجھنے سے پہلے تین باتیں ذہن نشین کرلیں۔

۱۔ جملہ فعلیہ کی تعریف ۲۔ فاعل و مفاعیل خمسہ وغیرہ کی تعریف ۳۔ ضمائر کی بحث

جملہ فعلیہ کی تعریف:۔ جملہ فعلیہ اس جملے کو کہتے ہیں جس کا پہلا جز فعل اور دوسرا جز فاعل ہو۔

مثال خلق اللّٰہ۔ ختم اللّٰہُ علیٰ قُلوبھم۔ قالَ رسُول اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فاعل کی تعریف:۔

لغوی تعریف:۔ فاعل لغت میں کام کرنے والے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:۔ اصطلاح میں ہر اس اسم کو کہتے ہیں کہ اس سے پہلے فعل یا شبہ بالفعل ہو۔ اور وہ فعل یا شبہ بالفعل اس اسم (فاعل) کیساتھ قائم ہو خواہ وہ فاعل اس کو کرے یا نہ کرے۔

مثال کرنے کی خلَقَ اللّٰہ سبعَ سموات طِبَاقاً

مثال نہ کرنے کی مات زید" (زید فوت ہوا) جاز الوضوء (وضو جائز ہے)

اب موت کو زید نے خود پیدا نہیں کیا بلکہ اس کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں اور اسی طرح وضوء کے جواز والے حکم کو خود وضوء نے پیدا نہیں کیا بلکہ اس کے مجوز اور خالق اللہ تعالیٰ ہیں۔

﴿مفاعیل خمسہ و ملحق بالمفاعیل کی تعریفات﴾

جاننا چاہیے کہ فعل کے لیے فاعل، مفعول، حال اور تمیز وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

ان میں سے پانچ مفعولوں کو مفاعیل خمسہ اور حال و تمیز کو ملحق بالمفاعیل کہتے ہیں۔

نمبر ۱۔ مفعول بہ:۔ جس پر فاعل کا فعل واقع ہو

مثال خلق اللّٰہ سبع سمٰوات طِباقاً

نمبر ۲ مفعول فیہ:۔ جس جگہ یا جس وقت میں فاعل کا فعل واقع ہو۔

مثال سُبْحٰن الذِی اسرٰی بِعبدِہٖ لیلاً من الْمَسْجِدِ الحرام الی المسجد الاقصیٰ

ورفعنا فوقکم الطّور

نمبر ۳ مفعول لہ:۔ جس کی وجہ سے کوئی فعل کیا جائے۔

مثال:۔ ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق ضربته تادیباً

نمبر ۴ مفعول معہ:۔ جو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہو۔

مثال و جعلنھاو ابنھا آیةً للعٰلمین(پارہ ۱۷)۔ وسخرنامع داوٗدالجبال یسبحن والطیر. (پارہ ۱۷)

نمبر ۵ مفعول مطلق:۔ اُس مصدر کو کہتے ہیں جو فعل مذکور کے ہم معنی ہو۔

مثال کلا اِذا دُکّتِ الاَرضُ دکًّا دَکًّا وتُحبّونَ المال حُبًّا جمًّاO

حال:۔ ہر اس اسم کو کہتے ہیں جو فاعل یا مفعول بہ کی حالت کو بیان کرے یا دونوں کی حالت کو بیان کرے۔

مثال و قُوْمُوْا للّٰہ قٰنتین ادخلوھا بسلٰم آمنین جاء نی زید راکباً

تمیز:۔ ہر اُس اسم کو کہتے ہیں کہ پہلے کسی بات کے اندر ابہام ہو اور وہ اسم آکر اُس ابہام کو دور کر دے۔

مثال طاب زیدٌ نَفساً

﴿حال کی نشانیاں﴾

ا۔ فعل کے بعد اسم فاعل یا اسم مفعول کا صیغہ منصوب ہو کر آجائے تو وہ عام طور پر حال واقع ہوگا۔ (بشرطیکہ وہ اسم فاعل وغیرہ کا صیغہ۔ افعال ناقصہ کے بعد نہ ہو اگر ہوا تو وہ خبر ہوگا۔ جیسے وکان اللہ شاکراً علیما اور افعال قلوب کے بعد نہ ہو اگر ہوا تو مفعول بہ ہوگا جیسے علمتُ زیدًا فا ضلا اسی طرح فعل متعدی کیلئے مفعول بہ نہ بن رہا ہو۔ مثال۔ لم یبق (اللّٰہ) عالماً۔

مثال اسم فاعل کی کہ حال بن رہا ہو :۔ انا اَرْسَلْنٰك شاهداً وّمُبشّراً وّنذيرا

ادعوا اللّٰه مخلصين له الدين۔أعدّلَهُمْ جنّتٍ تجرى من تحتها الانهٰرُ خٰلدين فيها

مثال اسم مفعول کی :۔ وانزل اليكُم الكتٰب مفصّلاً ۔

نمبر ۲ من بيانيه کا ماقبل معرفہ ہو تو یہ معرفہ ذوالحال اور من بيانيه مع اپنے مدخول ظرف مستقر کے مقام میں اس سے حال ہو گا۔

مثال فاجتَنِبُوا الرّجسَ مِنَ الأَوْثَان (سورہ حج پ ۱۷)

نمبر ۳ شرط اور جزا کے درمیان جملہ اسمیہ آجائے تو وہ بھی حال واقع ہوتا ہے۔

مثال ان مات المريض اوالمسافر و هما عَلٰى حالِهمَا لم يلزمهما القضاء

نمبر ۴ وحده کا لفظ جہاں بھی آجائے تو بتاویل منفرداً ہمیشہ حال ہو گا اور ماقبل اسکا ذوالحال ہو گا۔

مثال مَنْ رَاٰى هِلال رمضانَ وحده صَامَ

مضمرات کی بحث

اسم دو قسم پر ہے : ۱۔ اسم ظاہر ۲۔ اسم ضمیر

اسم ظاہر :۔ وہ اسم ہے جو ضمیر نہ ہو یعنی ضمیر کے علاوہ جتنے بھی اسم ہیں وہ سب کے سب اسم ظاہر ہیں۔

مثال :۔ ابو بکر، عمر، عثمان، علی

اسم ضمیر :۔ وہ اسم ہے جس کے ذریعے سے متکلم مخاطب یا غائب کے حال کو بیان کیا جائے۔

مثال :۔ هو الاوّل وا لا خروالظاهر و الباطن ۔هو۔ انت ۔ انا

اسم ضمیر تین قسم پر ہے :۔ مرفوع۔ منصوب۔ مجرور۔

مرفوع:۔ مرفوع علامت ہے فاعل کی (فاعل سے مراد عام ہے۔ خواہ فاعل حقیقی ہو یا حکمی ہو۔

فاعل حقیقی : اس کی تعریف ماقبل گزر چکی ہے۔

فاعل حکمی : اس کو کہتے ہیں جس میں فاعل کی خصلت پائی جائے۔ فاعل کی دو خصلتیں ہیں۔

نمبر ا۔ مسند الیہ ہونا۔ نمبر ۲ دوسرے نمبر پر ہونا۔ یعنی جملہ کی جزءِ ثانی ہونا۔ لہذا مبتدا خبر فاعل حکمی میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ مبتدا کے اندر فاعل کی پہلی خصلت موجود ہے اور خبر کے اندر فاعل کی دوسری خصلت موجود ہے۔

منصوب:۔ منصوب علامت ہے مفعول کی آگے مفعول سے مراد عام ہے۔ خواہ حقیقی ہو یا حکمی۔

مفعولِ حقیقی : اس کی تعریف ما قبل گزر چکی ہے۔

مفعول حکمی : اس کو کہتے ہیں جس میں مفعول کی خصلت موجود ہو اور مفعول کی خصلت یہ ہے کہ فعل کا کسی شے کے ساتھ تعلق پکڑنا۔ فاعل پر پورا ہونے کے بعد۔ لہذا حال، تمیز، مفعول حکمی میں داخل ہو گئے کیونکہ ان میں یہ خصلت پائی جاتی ہے۔

مجرور:۔ مجرور علامت ہے مضاف الیہ کی۔

اسم ضمیر کی ان تین اقسام میں سے ہر ایک دو قسم پر ہے سوائے مجرور کے وہ صرف ایک قسم پر ہے متصل نہ کہ منفصل اس طرح ضمیر کی کُل پانچ اقسام بنتی ہیں۔

مرفوع متصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

مثال قَتَلْتَ اَنعَمْتَ حَسِبْتُمْ نَصَرُوا رفعنا انزلنا

مرفوع منفصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔

مثال هو، هما، هُم، انت، انتما، انتم، انا، نحن۔

منصوب متصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

مثال ضَرَبَهٗ۔ خَلَقَهُمْ نَصَرَكُم نعبدُك نشكرُك

منصوب منفصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔

مثال: اياهُ ۔ ايا هما ۔ ايا هم۔ اِيّاك۔ اِيّاى۔ اِيّانا۔

مجرور متصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

مثال غلامُهٗ فِيه ربُّك

مجرور متصل دو قسم پر ہے :۔ مجرور باضافت، مجرور بحرف جر

مجرور باضافت :۔ وہ ضمیر ہے جو مضاف کے بعد واقع ہو

مثال رسولُهٗ ۔نبيّهٗ۔ وليّهٗ۔ عبدهُ ۔ رَبّكَ۔ ربّكُم

مجرور بحرف جر :۔ وہ ضمیر ہے جس پر حرف جر داخل ہو حروف جارہ سترہ ہیں جن کو شاعر نے ایک شعر میں ذکر کیا ہے :۔

باو تاوکاف و لام وواؤ مُنذ ومذخلا

ربّ، حاشا، من، عدا، فی، عن، علی، حتیٰ، الیٰ

خط کشیدہ آٹھ حروفِ جارہ ضمیر پر داخل ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے بعد جو ضمیر واقع ہو گی وہ ضمیر مجرور متصل ہو گی۔

مثال مجرور باضافت

غلامه	غلامك	غلامی	كتابه	كتابك	كتابی
غلامهما	غلامكما	غلامنا	كتابهما	كتابكما	كتابنا
غلامهم	غلامكم		كتابهم	كتابكم	
غلامها	غلامكِ		كتابها	كتابكِ	
غلامهما	غلامكما		كتابهما	كتابكما	
غلامُهنّ	غلامُكنّ		كتابهنّ	كتابكنّ	

مثال مجرور بحرفِ جر

لَهٗ	بِه	فِيه	رُبَّهٗ	مِنهُ	اليهِ	عنه	عليه
لهما	بهما	فيهما	رُبّهما	منهما	اليهما	عنهما	عليهما
لهم	بهم	فيهم	رُبّهم	منهم	اليهِم	عنهم	عليهم
لها	بها	فيها	رُبّها	منها	اِليها	عنها	عليها
لهُما	بهُما	فيهما	ربُّهما	منهُما	اِليهما	عنهما	عليهما
لهنّ	بهنّ	فيهنّ	رُبّهنّ	منهنّ	اليهِنّ	عنهنّ	عليهنّ

لك	بك	فيك	رُبّكَ	منك	اِليك	عنك	عليك
لكما	بكما	فيكما	رُبّكُما	منكما	اليكُما	عنكما	عليكما
لكم	بكم	فيكم	رُبّكُمْ	منكم	اليكم	عنكم	عليكم
لكِ	بكِ	فيكِ	رُبّكِ	مِنك	اليكِ	عنكِ	عليكِ
لكما	بكما	فيكما	رُبّكما	منكما	اليكما	عنكما	عليكما
لكنّ	بكنّ	فيكنّ	رُبّكنَّ	منكنَّ	اليكنّ	عنكنّ	عليكنّ

لی	بِی	فِیّ	رُبّی	مِنّی	اِلَیّ	عنیّ	عَلَیّ
لنا	بِنَا	فِينا	رُبَّنَا	مِنّا	اِلَيْنا	عَنّا	عَلَيْنَا

ضمیر منصوب دو قسم پر ہے ۱۔ متصل ۲۔ منفصل

۱۔ ضمیر منصوب منفصل :۔ جو اپنے عامل کے ساتھ نہ ملی ہوئی ہو۔

مثال ایّاک۔ ایّاکما۔ ایّاکُم

مکمل گردان

اِیّاہُ اِیّاھما اِیّاھم اِیّاھا اِیّاھما اِیّاھنّ
اِیّاک اِیّاکمَا اِیّاکم اِیّاکِ اِیّاکُما اِیّاکنّ
اِیّایَ اِیّانا

ضمیر منصوب متّصل :۔ جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

مثال رَفَعَهُ اللّٰه قرأناهُ یستنبطونه

ضمیر منصوب متصل تین چیزوں کے بعد واقع ہوگی

۱۔ فعل متعدی کے بعد

ضَرَبَهُ ضربهما ضربهم ضربها ضربهما ضربهنّ
ضَرَبَكَ ضربكما ضربكم ضربكِ ضربكما ضربكنّ
ضَرَبَنی ضَرَبَنَا

اسی طرح اور مثالیں بھی تیار کریں

جیسے :۔ قتله قتلهما قَتَلَهُمْ (الخ) اضربه۔ اضربهما۔ اضربهم (الخ)
یدخله یدخُلها یَدْخُلُهُمْ (الخ) لا تأكُله لا تأكُلهما لا تأكُلهم

فائدہ :۔ جہاں بھی فعل کے بعد ہُ۔ هُما۔ هُم۔ ها هُما۔ هُنّ۔ كَ كُمَا۔ كُمْ الخ (یہ سب مفعول بہ کی ضمیریں ہیں اور ترکیب میں ماقبل فعل کے لیے مفعول بہ واقع ہوتی ہیں۔)

مثال قَتَلُوهُ۔ اَنُلزِمُكُمُوهَا۔ نستعینك۔ نَسْتَغْفِرُكَ۔ نشكرُك۔ رزقنهم۔

فائدہ یہ مفعول کی ضمیریں ماضی۔ مضارع۔ امر۔ نہی۔ تمام صیغوں کے بعد آسکتی ہیں۔

۲۔ حروفِ مشبّہ بالفعل کے بعد

اِنّہٗ۔ اِنّھما۔ اِنّھُمْ۔ اِنّھا۔ اِنّھُمَا۔ اِنّھُنّ۔ اِنّکَ۔ اِنّکما۔ اِنّکُمْ۔ اِنّکِ۔ اِنّکما۔ اِنّکُنّ۔ اِنّنِی۔ اِنّنا

اسی طرح تمام حروف مشبہ بالفعل کے بعد گردان کرلیں۔ جیسے

اَنّہٗ اَنّھُمَا اَنّھُم (الخ) کَاَنّہٗ کَاَنّھما کَاَنّھُمْ (الخ)

اور حروفِ مشبہ بالفعل چھ ہیں:۔ اِنّ اَنّ کَاَنّ لَیتَ لٰکِنّ لَعَلّ

۳۔ اسمائے افعال کے بعد :۔ (جو بظاہر اسم ہوں لیکن معنی فعل والا ہو)

رُوَیدہٗ رویدھما رویدھم رویدھا رویدھما رویدھنّ
رویدك رویدکما رویدکُمْ رودیك رویدکما رویدکنّ
رویدنی رویدنا
رویدہٗ بمعنیٰ اُترُکہ' ترجمہ۔ تو چھوڑ اس کو

اجراء نمبر ا :۔اِیّاك نعبد۔ قتلوہٗ۔ فادخلوھا۔ علمکم۔ خذوہ۔ لعلکم۔ کا
انھم۔ رَبّکُم۔ فِیْھَا۔ لکم۔ اِنّہٗ علیٰ کُلّ شَئیٍ قدیر
میرے عزیز طلباء ان الفاظ میں بتائیں کونسی ضمیریں ہیں۔ مع نام کے بتائیں۔

ضمیر مرفوع

ضمیر مرفوع دو قسم پر ہے: ا۔ متصل ۲۔ منفصل

مرفوع منفصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔

مثال۔ ھُوَ ھُمَا ھُمْ ھِیَ ھُمَا ھُنّ
اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنّ
اَنَا نَحْنُ

ضمیر مرفوع متصل :۔ وہ ضمیر جو اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔

ضمیر مرفوع متّصل دو قسم پر ہے

بارز :۔ جو ظاہر پڑھی جائے یعنی آنکھوں سے نظر آئے

مستتر :۔ جو ظاہر نہ پڑھی جائے یعنی آنکھوں سے نظر نہ آئے۔

سوال ضمیر مرفوع متّصل بارز کن صیغوں میں ہوتی ہے۔

جواب ضمیر مرفوع متّصل بارز ماضی کے بارہ صیغوں میں ہوتی ہے۔

پہلے صیغہ (واحد مذکر غائب مثلاً ضَرَبَ) اور چوتھے صیغہ (واحد مؤنث غائب مثلاً ضَرَبَتْ) کو نکال دیں تو باقی بارہ صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل بارز ہو گی یعنی آنکھوں سے نظر آئے گی۔ ماضی کے پہلے صیغے (مثلاً ضَرَبَ اَکْرَمَ وغیرہ) کے بعد جتنے لفظ ہوں گے۔ وہ سب ضمیر ہوں گے۔ سوائے ضَرَبَتَا کے۔ کہ اس میں تاء تانیث کی علامت ہے۔ لہٰذا ضَرَبَا میں الف۔ اور ضَرَبُوْا میں واؤ۔ ضَرَبَتَا میں الف۔ ضَرَبْنَ میں (نون) اور اسی طرح باقی صیغوں کے آخر میں تَ. تُمَا. تُمْ. تِ. تُمَا. تُنَّ. تُ. نَا یہ سب ضمیریں مرفوع متصل بارز ہیں۔ یعنی آنکھوں سے نظر آرہی ہیں۔ اب مرفوع کیوں ہیں؟ فاعل کی علامت ہیں متصل کیوں؟ ملی ہوئی ہیں۔ بارز کیوں؟ بغیر عینک کے بھی نظر آتی ہیں۔

مضارع کے نو صیغوں میں : ضمیر مرفوع متّصل بارز ہو گی یعنی آنکھوں سے نظر آئے گی۔

وہ نو صیغے یہ ہیں۔ چار تثنیہ کے ان میں ضمیر الف ہو گی۔ لهذا یَضرِبَانِ اور تین تَضرِبَانِ میں ہمیشہ الف ضمیر ہو گی۔ دو جمع مذکر کے یَضرِبُونَ۔ تَضرِبُونَ ان میں ہمیشہ واؤ ضمیر ہو گی۔ دو جمع مؤنث کے صیغے۔ یَضرِبْنَ تَضرِبْنَ ان میں ہمیشہ نون ضمیر مرفوع متصل بارز ہو گی یعنی آنکھوں سے نظر آئے گی۔ تَضرِبِینَ میں یاء ضمیر مرفوع متصل بارز ہے عند الجمهور۔

خلاصہ یہ نکلا کہ : ان نو صیغوں میں ضمیریں کل چار لفظ ہیں الف ۔ واوٗ ۔ نون ۔ یا ۔ اگر یہی نو صیغے مضارع کے علاوہ باقی گردانوں میں مثلاً فعل جحد بلم ۔ مؤکّد بالن ناصبہ ۔ امر اور نہی میں آجائیں ۔ تو ان میں بھی وہی ضمیر ہو گی جو مضارع کے اندر ہے ۔ یعنی ضمیر مرفوع متصل بارز ۔

مثلاً   لَمْ یَضرِبَا میں الف   اِضرِبُوْا میں واؤ   اضربی میں یا

اور لاَ تَضرِبْنَ میں نون ضمیر مرفوع متصل بارز ہو گی ۔

اجراء نمبر ۲ :۔ یَعْبُدُوْنَ اُعْبُدُوْ ولا یَقْتُلْنَ لم تَفْعَلُوْا لَنْ تنَالُوْا لا تقربوا

میرے محترم طلباء ان صیغوں میں بتائیں کونسی ضمیریں ہیں ۔

ضمیر مرفوع متصل مستتر :۔ دو قسم پر ہے

واجب الاستتار   جو ہمیشہ چھپی ہوئی ہو ۔ جیسے آدمی قبر میں ہمیشہ کے لیے چھپ جاتا ہے

جائز الاستتار   جو کبھی چھُپے اور کبھی چھپے یعنی کبھی ہو اور کبھی نہ ہو ۔

سوال ۔ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار کن کن صیغوں میں ہوتی ہے ۔

جواب ۔ ماضی کے تو کسی صیغے میں نہیں ہوتی ۔

مضارع کے تین صیغوں میں ہوتی ہے ۔

وہ کل تین ضمیریں ہوں گی ۔ اَنتَ ۔ اَنَا ۔ نحنُ

واحد مذکر حاضر میں (یعنی تَضرِبُ ۔ تَنصُرُ ۔ تَعْلَمُ وغیرہ میں) اَنتَ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہو گی

اسی طرح اَضرِبُ ۔ اَعْلَمُ ۔ اَنصُرُ وغیرہ میں اَنَا اور نَضرِب ۔ نَنصُرُ ۔ نَعْلَمُ وغیرہ میں نَحنُ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہو گی یعنی ہمیشہ چھپی ہوئی ہو گی ۔

پھر یہی تین صیغے مضارع کے علاوہ ۔ باقی گردانوں میں یعنی فعل جحد بلم ۔

مؤکدبالن ناصبہ امر اور نہی گردان میں آجائیں تو ان کے اندر بھی وہی ضمیر ہوگی۔

جو مضارع کے اندر ہے۔ یعنی مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہوگی۔

مثلاً لم تضرب میں انت۔ لم اضرب میں انا۔ لم نضرب میں نحن۔

مرفوع کیوں؟	فاعل کی علامت ہے۔
متصل کیوں؟	ملی ہوئی ہے۔
مستتر کیوں؟	چھپی ہوئی ہے۔
واجب الاستتار کیوں؟	ہمیشہ کے لیے چھپی ہوئی ہے۔

اجراء نمبر ۳:۔ نَعْبُدُ اِعْلَمْ اَضْرِبُ اُقْتُلْ سَلْ لاکیدنّ لنصبرنّ

میرے محترم عزیز طلباء ان صیغوں میں بتائیں کونسی ضمیریں ہیں؟

سوال ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار کن صیغوں میں ہوگی؟

جواب فعلوں کے دو صیغوں میں ہوگی۔ ا۔ واحد مذکر غائب یعنی

قَتَلَ۔ نَصَرَ۔ لَنْ یَّعْلَمَ۔ لَمْ یَضْرِبْ۔ لِیَضْرِبْ وغیرہ میں

۲۔ واحد مؤنث غائب یعنی ضَرَبَتْ۔ قَتَلَتْ۔ نَصَرَتْ۔ تَضْرِبُ۔ لَمْ تَضْرِبْ۔

لَنْ تَضْرِبَ۔ لِتَقْتُلْ وغیرہ میں ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار ہوگی۔

اور وہ کل دو ضمیریں ہیں۔ ھُوَ ھِیَ

ضَرَبَ۔ یَضْرِب۔ لِیَضْرِبْ۔ لاَ یَضْرِبُ وغیرہ میں ھُوَ اور ضَرَبَت۔ تَضْرِبُ۔ لَنْ

تَضْرِبَ۔ لِتَضْرِبْ۔ لاَ تَضْرِبُ وغیرہ میں ھِیَ ضمیر مرفوع متصل مستر جائز الاستتار ہوگی یعنی

کبھی ہوگی کبھی نہیں ہوگی۔

اجراء نمبر ۴ :۔ فَتَحَ۔ يَنصُرُ۔ لَنْ يَضرِبَ۔ لَمْ يَعْلَمْ۔ حَسِبَ۔ يَحسِبُ ان صیغوں میں کونسی ضمیریں ہیں

ضمیروں کی بحث کا خلاصہ :۔ اس تفصیل کو ذہن نشین کرنے کے بعد اب جملہ فعلیہ کی ترکیب کا حل آسانی کے ساتھ سمجھ جائیں گے۔ انشاء اللہ لیکن اس تفصیل کا خلاصہ دوبارہ ذکر کردوں اور وہ یہ ہے کہ ماضی کے بارہ صیغوں (پہلے اور چوتھے کے علاوہ) میں ضمیر مرفوع متصل بارز ہوگی۔ اور مضارع کے نو صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل بارز ہوگی۔ (چار تثنیہ کے چار جمع کے ایک واحد مؤنث حاضر کا) اور مضارع کی تین صیغوں میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب لا ستتار ہوگی۔ یعنی ہمیشہ چھپی ہوئی ہوگی۔

﴿جملہ فعلیہ کے حل کی ابتداء﴾

فائدہ نمبر ا مضارع کے علاوہ باقی گردانوں کی ضمیروں کو مضارع پر قیاس کریں گے یعنی مضارع کے جن صیغوں میں جو ضمیر ہے باقی گردانوں کے اُنہیں صیغوں میں بھی وہی ضمیر ہوگی۔ مثلاً یضربان میں الف ضمیر مرفوع متصل بارز ہے تو لم يَضربا۔ لَنْ يضربَا۔ لِيَضرِبَا میں بھی الف ضمیر مرفوع متصل بارز ہوگی۔ اسی طرح تضربُ کے اندر انت ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہے تو لم تضربْ ۔لَن تضربَ ۔اِضرِبْ۔ لاَ تضربْ میں بھی اَنتَ ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہوگی۔

فائدہ نمبر ۲ ان بارہ صیغوں کی ضمیر کا دوسرا نام فاعل ہے۔ یعنی فاعل کی ضمیر۔

فائدہ نمبر ۳ اور یہ ضمیریں کبھی بھی ان صیغوں سے جدا نہیں ہوتیں۔ خواہ وہ ضمیر بارز ہو یا مستتر۔

﴿بارہ صیغوں کا فاعل پکا﴾

جب یہ خلاصہ ذہن نشین ہو گیا تو اب تمام طلباء کرام نعرہ تکبیر (اللہ اکبر) لگا کر کہہ دیں کہ۔

ماضی کے بارہ صیغوں کے اندر　　　مضارع کے بارہ صیغوں کے اندر

فعل حجد بلم کے بارہ صیغوں کے اندر　　مؤکد بالن ناصبہ کے بارہ صیغوں کے اندر

اسی طرح امر اور نہی کے بارہ صیغوں کے اندر فاعل ہمیشہ ضمیر ہو گا ان صیغوں کے بعد فاعل اسم ظاہر کبھی بھول کر بھی نہیں آسکتا۔ ان کے بعد اگر آئے گا تو ہمیشہ مفعول آئے گا۔ پھر پانچ مفعولوں میں سے مفعول معہ تو کلام عرب میں بہت کم استعمال ہوتا ہے۔

مفعول فیہ :۔ وہ لفظ ہو گا جس میں جگہ یا وقت والا معنیٰ ہو۔

مثال : اس مفعول فیہ کی جس میں جگہ والا معنیٰ ہو۔ وقال ادخلُوا مِصرَ اِنْ شاء اللّٰہ آمنین

مثال : اس مفعول فیہ کی جس میں وقت والا معنیٰ ہو۔

سُبْحٰنَ الَّذِی اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الی الْمَسْجِدِ الاَقصیٰ۔

مفعول مطلق اور مفعول لہٗ :۔ یہ دونوں مصدر ہوتے ہیں اگر ایک لفظ اسی فعل یا شبہ بالفعل (اسمِ فاعل وغیرہ) کی مصدر ہو تو وہ مفعول مطلق ہے۔ کتاب اللہ اور عربی کتابوں میں اس کی مثالیں بے شمار ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند مثالیں یہ ہیں۔ وَ مَکَرُوْا مَکْراً و مَکَرْنا مکْراً وقتِّلُو تَقْتِیلاً۔ والصّٰفّٰتِ صفّاً فالزجرات زجراً۔

اور اگر اسی فعل کی مصدر نہ ہو تو وہاں پر دیکھو اس مصدر میں علت اور سبب والا معنیٰ ہے یا نہیں اگر ہے تو مفعول لہٗ ہے جیسے: ولا تَقْتُلُوْا اولادکم خشیة املاق

ضَرَبْتُه تادیباً۔ سَمَّیتهٗ بهدایته النحورَجاء ان یّهدی اللّٰه تعالیٰ۔

اور اگر علت اور سبب والا معنیٰ نہ ہو تو پھر کبھی وہ مصدر اسمِ فاعل یا اسمِ مفعول کی تاویل میں

حال بن جائے گی۔ جیسے :- اَرْسلهٗ هدیً ای هادٍ

یا تمیز بن جائے گی اگر نسبت وغیرہ میں ابہام ہو۔ جیسے :- وحکمُه' اَنْ يَّختلِف آخرُهٗ باختِلافِ العوامِلِ لَفظاً او تقديراً وهواتصال الشئی بالشئ اِمّا حقيقة واِمّا مَجازًا

اگر ان مذکورہ نشانیوں میں سے کوئی نشانی اس لفظ کے اندر نہ ہو جو ان بارہ صیغوں کے بعد واقع ہوا ہے تو آپ سمجھ لیں وہ لفظ اکثر استعمال میں مفعول بہ ہوگا۔

مثال أعبدو اللّٰه

اب لفظ اللہ مفعول معہ بھی نہیں کیونکہ واؤ بمعنیٰ مع کے بعد واقع نہیں اور یہ اُعبدو کی واؤ تو جمع مذکر حاضر کی واؤ ہے اور مفعول فیہ بھی نہیں کیونکہ اس میں جگہ اور وقت والا معنیٰ نہیں۔ اور مفعول مطلق اور لہٗ بھی نہیں کیونکہ یہ مصدر نہیں۔ جب ان چاروں مفعولوں میں سے کوئی بھی نہیں تو پھر مفعول بہ ہی ہوگا۔

دو صیغوں کا فاعل کچّا

لہٰذا اس تفصیل سے بخوبی آپ کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ فعلوں کی گردانوں میں بارہ صیغوں کا فاعل پکا ضمیر ہوگا لیکن دو صیغوں کا فاعل کچّا ہے (یعنی واحد مذکر غائب۔ واحد مؤنث غائب) ان کا فاعل فعلوں کی گردانوں میں اسم ظاہر بھی آسکتا ہے اور اسمِ ضمیر بھی۔

سوال۔ اسمِ ظاہر کب ہوگا اور اسم ضمیر کب ہوگا؟

جواب۔ اگر یہ دو صیغے (واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب) کلام کے شروع میں واقع ہوں تو پھر انکا فاعل اسمِ ظاہر ہوگا۔

مثال خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ضرب اللّٰه مثلاً رَّجُلاً اِذقال ربُّكَ

سيقُول السّفهاءُ

اور اگر یہی دو صیغے کلام کے درمیان میں ہوں تو پھر ان کا فاعل ضمیر ہوگا۔ درمیان میں ہونے کے چھ مطلب ہیں۔

۱۔ مبتدا کی خبر ہوں۔ اللّٰہ یبسطُ الرّزقَ لِمنْ یّشاء (یبسط میں ھو ضمیر راجع بسوئے مبتدا)

۲۔ موصول کا صلہ ہوں۔ الّذی خلق الموت والحیاۃ لِیَبْلُوَکُمْ۔

۳۔ موصوف کی صفت ہوں۔ تلك اُمّۃ'' قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ۔

۴۔ ذوالحال کے لیے حال ہوں۔ جاء نی زید'' قَدْ رَکِبَ۔

۵۔ معطوف علیہ کے لیے معطوف ہوں۔ الّذی جعل لکم الارضَ فراشًاو السّماءَ بناءً وّاَنزل من السماء ماءً۔

۶۔ یا کوئی ایسا قرینہ موجود ہو جو ما قبل مرجع کے موجود ہونے پر دلالت کرتا ہو۔

مثلاً کتاب الصّلوٰۃ میں ضمیر مصلیّ کی طرف۔ کتاب الزّکوٰۃ میں ضمیر مزکّی کی طرف اور کتاب الحج میں ضمیر حاجّ کی طرف راجع ہوگی۔ اب اگرچہ صلّی ۔ زکّی ۔ حجّ کے صیغے کلام کے شروع میں ہوں اور پہلے مصلّی ۔ مزکّی اور حاجی کا ذکر نہ ہو تو پھر بھی ان کا فاعل ضمیر ہی ہوگا کیونکہ ماقبل ھو ضمیر کا مرجع اگرچہ صراحتاً ذکر نہیں ہے لیکن حکماً ذکر ہے کیونکہ کتاب الصلوۃ' کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الحج کا عنوان بتلارہا ہے کہ ان کاموں (صلوۃ ' زکوۃ' حج) کو کرنے والا مصلّی مزکّی 'حاجی ہی ہوسکتا ہے۔

فائدہ بعض مقامات میں یہ دو صیغے کلام کے درمیان میں ہوں گے پھر بھی ان کا فاعل ظاہر ہوگا۔ بشرطیکہ بعد میں کوئی ایسی ضمیر ہو جو ما قبل مبتدا' موصول وغیرہ کی طرف لوٹنے والی ہو۔ جیسے : قرآن کریم میں ہے وعداللّٰہ المؤمنین والمؤمناتِ جنّتٍ تجری من تحتھا الانھر اور حدیث پاک میں ہے من سلم المسلمون من لّسانہ و یدہ اور نورالایضاح میں کتاب الطھارۃ کے شروع میں مثال موجود ہے۔ المیاہ الّتی یجوز التطھیر بھا اب بھا میں ھا ضمیر الّتی اسم موصول کی طرف لوٹنے والی ہے اسی وجہ سے التطھیر فاعل ظاہر ہے۔ اور قدوری (کتاب المسافر) میں ہے السفرالّذی یَتغیّرُ بہ الاحکام۔

میرے محترم عزیز طلباء

الحمد اللہ اس تفصیل سے جملہ فعلیہ کو حل کرنے کا طریقہ اور اس کا خاکہ ذہن میں بیٹھ گیا ہوگا۔ لیکن جب تک ان قواعد کا مثالوں کے اندر اجراء نہ ہو اس وقت تک قاعدہ و قانون کی وضاحت مشکل ہے اس لیے میں اپنے محترم عزیز طلباء کو کچھ وقت کے لئے جامعہ محمدیہ لئے چلتا ہوں جہاں قرآن کریم کی آیات میں جملہ فعلیہ کے حل کے لئے اجراء اور مشق کریں گے۔

سوال کا طریقہ :۔

اجراء شروع کرنے سے پہلے سوال کرنے کا طریقہ سمجھ لیں۔ وہ یہ ہے کہ اگر ماضی کا صیغہ ہو تو اس میں دو سوال ہوں گے۔ یہ صیغہ دو میں سے ہے یا بارہ میں سے۔ دو میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صیغہ واحد مذکر غائب کا ہے یا واحد مؤنث غائب کا جیسے :۔ خَلَقَ۔ نَصَرَتْ بارہ میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صیغہ باقی بارہ صیغوں میں سے ہے اور ان صیغوں کا فاعل پکا ضمیر ہے اور وہ ضمیر مرفوع متصل بارز ہے جیسے :۔ خَلَقْتُ وغیرہ اس کا فاعل تُ ضمیر ہے اگر دو میں سے ہو تو پھر دوسرا سوال یہ ہوگا کہ یہ صیغہ شروع میں ہے یا درمیان میں۔ اگر شروع میں ہے تو پھر اس کا فاعل ظاہر ہوگا جیسے :۔ خَلَقَ اللّٰہ اور اگر درمیان میں ہو تو پھر اس کا فاعل ضمیر ہوگا اور درمیان میں ہونے کے چھ مطلب ماقبل پڑھ چکے ہیں۔ اور اگر **مضارع کا** صیغہ ہے تو پھر تین سوال ہوں گے۔ یہ صیغہ دو (واحد مذکر غائب' واحد مؤنث غائب) میں سے ہے یا بارہ میں سے۔ اگر بارہ ۱۲ میں سے ہے تو پھر دوسرا سوال ہوگا۔

تین میں سے ہے یا نو میں سے تین میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صیغہ واحد مذکر حاضر یا واحد متکلم یا جمع متکلم کا ہے اور ان میں ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہوگی۔ یعنی ہمیشہ چھپی ہوئی ہوگی۔ جیسے :۔ تَعْلَمُ میں اَنْتَ اَعْلَمُ میں اَنَا نَعْلَمُ میں نَحْنُ ضمیر پوشیدہ ہوگی۔

(تو ایک مرد یا میں ایک مرد یا ایک عورت یا ہم سب مرد یا ہم سب عورتیں یہ انہی ضمیروں کے معنٰی ہیں)
اور نو ۹ میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صیغہ چار تثنیہ کے صیغوں میں سے ہے۔ جیسے
یَضرِبَانِ وغیرہ یا دو جمع مذکر کے صیغوں میں سے ہے جیسے یَتَسَاءَلُونَ وغیرہ یا دو جمع
مؤنث کے صیغوں میں سے ہے۔ جیسے یقتُلنَ وغیرہ یا واحد مؤنث حاضر کا صیغہ ہے جیسے
تَضرِبِینَ ۔ان نو (۹) صیغوں کے اندر ہمیشہ ضمیر مرفوع متصل بارز ہوگی۔ اور وہ آنکھوں
سے نظر آئے گی۔ اور اگر دو (واحد مذکر غائب 'واحد مؤنث غائب) میں سے ہو تو پھر تیسرا
سوال ہوگا کہ یہ کلام کے شروع میں ہے یا درمیان میں اگر شروع میں ہے تو پھر فاعل ظاہر ہو
گا۔ جیسے :۔ یَفعَلُ اللّٰہ ما یَشَاء اور اگر درمیان میں ہو تو پھر فاعل ضمیر ہوگا جیسے :۔
واللّٰہ یَعْصِمُكَ مِنَ النّاسِ

اجراء :۔

حضرت استاذ المکرم :۔ قرآن پاک سے جملہ فعلیہ کی مثالیں نکالو ؟

طلباء کرام :۔ قَتَلتَ نَفساً۔ خلق اللّٰہ سبع سموات۔ یقیمون الصلوٰۃ۔ لَنَنصُرُ رسلنا۔
واللّٰہ لا یھدی القوم الظلمین۔

مثال نمبر ا — قَتَلتَ نَفساً۔

اُستاذِ محترم — قَتَلتَ نَفساً دو میں سے ہے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد — بارہ میں سے ہے

اُستاذ — اسکا فاعل کون ہے ؟

شاگرد — (تَ) ضمیر ہے۔

اُستاذ	یہ کون سی ضمیر ہے ؟

شاگرد	مرفوع، متصل، بارز

اُستاذ	مرفوع کیوں ہے ؟

شاگرد	فاعل کی علامت ہے

اُستاذ	متصل کیوں ہے ؟

شاگرد	فعل یعنی اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔

اُستاذ	بارز کیوں ہے ؟

شاگرد	کیوں کہ آنکھوں سے نظر آرہی ہے۔

اُستاذ	نفساً کیا فاعل ہے ؟

شاگرد	نہیں اُستاذ جی

کیونکہ آپ نے ہمیں پہلے ضابطہ یاد کرایا تھا کہ ماضی کے بارہ صیغوں میں فاعل پکا ضمیر ہوگا اور وہ ضمیر بارز کی ہوگی یعنی آنکھوں سے نظر آئے گی۔ وہ ضابطہ ہمیں یاد ہے اس لئے ہم عرض کرتے ہیں نفساً مفعول ہے نہ کہ فاعل۔ فاعل تو اسکا تَ ضمیر ہے۔

سوال	کیا مفعول معہٗ ہے ؟

شاگرد	نہیں کیونکہ مفعول معہٗ تو واؤ بمعنی مع کے بعد واقع ہوتا ہے یہاں تو نفساً سے پہلے کوئی واؤ نہیں۔

اُستاذ	نفساً اچھا مفعول فیہ ہوگا ؟

شاگرد	نہیں کیونکہ مفعول فیہ میں جگہ یا وقت والا معنیٰ ہوتا ہے یہاں ان دونوں معنوں میں سے کوئی بھی نہیں۔

اُستاذ	نفساً مفعول مطلق ہے ؟

شاگرد	نہیں کیونکہ مفعول مطلق تو اسی فعل کی مصدر ہوتی ہے۔ یہ تو قَتَلَ فعل کی مصدر نہیں۔

اُستاذ تو نفساً کیا مفعول لہٗ ہے ؟

شاگرد اُستاذ جی نہیں کیونکہ مفعول لہٗ تو وہ مصدر ہوتی ہے جس میں علت اور سبب والا معنیٰ ہو تو یہاں تو کوئی علت اور سبب والا معنیٰ نہیں۔

اُستاذ جب ان چار مفعولوں میں سے بھی کوئی نہیں تو پھر کیا ہے ؟

شاگرد یہ مفعول بہٖ ہے کیونکہ اس پر قتل والا فعل واقع ہو رہا ہے۔

اُستاذ :۔ جب آپ کو فعل فاعل اور مفعول بہٖ کی پہچان ہو گئی تو اب ترکیب آسان ہو گئی۔ للذا ترکیب کرو۔

شاگرد قَتَلْتَ فعل تاء ضمیر فاعل نفساً مفعول بہٖ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

شاگرد ؟ اُستاذ جی آپ نے الٹے سیدھے سوال کیوں کئے یعنی نفساً مفعول معہٗ ہے یا مفعول فیہ یا مفعول مطلق وغیرہ ہے۔ سیدھا پوچھ لیتے کہ یہ مفعول بہٖ ہے یا کہ نہیں۔

اُستاذ حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ نے فرمایا کہ جب کسی الٹے ورق کو سیدھا کرنا ہو تو پہلے اس کو الٹا کرو پھر اس کو سیدھا کرو تو سیدھا ہو جائے گا۔ بندہ نے بھی حضرت کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے آپ کے ذہن میں جو الٹے اور ٹیڑھے احتمالات تھے ان کو ٹیڑھے سوال کر کے صاف کیا تاکہ صحیح احتمال ذہن نشین ہو جائے۔

﴿ماضی کے بارہ صیغوں کی مشترکہ ترکیب﴾

قَتَلَا (الف) ضمیر فاعل کی ہے ظَلَمْتُمْ (تم) ضمیر فاعل کی ہے۔

قَالُوْا (واؤ) ضمیر فاعل کی ہے جَعَلْتَ (تَ) ضمیر فاعل کی ہے۔

قالتا (الف) ضمیر فاعل کی ہے جَعَلْتِ (تِ) ضمیر فاعل کی ہے۔

ضَرَبْنَ (نون) ضمیر فاعل کی ہے جَعَلْتُمَا (تما) ضمیر فاعل کی ہے۔

قَتَلْتَ (تَ) ضمیر فاعل کی ہے ضَرَبْنَا (نَا) ضمیر فاعل کی ہے

اَکْمَلْتُ (تُ) ضمیر فاعل ہے عَلِمْتُنَّ (تُنَّ) ضمیر فاعل کی ہے

فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ: ماضی کے بارہ صیغوں کی مشترکہ ترکیب سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ شرح مأۃ عامل کی نوع اول یعنی حروف جارہ کی بحث میں جملہ فعلیہ کی ان مثالوں (مررتُ بزیدٍ، کتبتُ بالقلم، اشتریتُ الفرس بسرجہ، اشتریتُ العبد بالفرس، سرتُ من البصرۃ الی الکوفۃ، اخذتُ من الدراھم وغیرہ) میں فاعل تُ ضمیر ہے۔ شرح مأۃ عامل کے اندر جملہ فعلیہ کی جہاں بھی مثالیں مذکور ہیں ان کے اندر فاعل کی پہچان جملہ فعلیہ کی ترکیب کو حل کرنے کے مذکورہ طریقہ سے کرلیں۔

مثال نمبر ۲ خَلَقَ اللّٰہُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ

اُستاذ محترم خَلَقَ دو میں سے ہے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد دو میں سے ہے یعنی واحد مذکر غائب

اُستاذ محترم شروع میں ہے یا درمیان میں ؟

شاگرد شروع میں ہے

اُستاذ محترم اس کا فاعل ظاہر ہوگا یا ضمیر ؟

شاگرد ظاہر ہوگا۔

اُستاذ محترم وہ کون ہے ؟

شاگرد لفظ اللہ

اُستاذِ محترم سبع سموٰتٍ کیا ہے ؟

شاگرد یہ مفعول بہ ہے کیونکہ باقی چار مفعولوں کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی۔

اُستاذ ترکیب کریں ؟

شاگرد خَلَقَ فعل لفظ اللہ فاعل سبع سموٰتٍ مفعول بہ ہے تو فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مثال نمبر ۳ : يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ يُخٰدِعُونَ اللّٰه

اُستاذ یقمیون دو میں سے ہے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد بارہ میں سے

اُستاذ تین میں سے ہے یا نو میں سے ؟

شاگرد نو میں سے۔ کیونکہ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور اس کا فاعل واؤ ضمیر بارز کی ہے۔

اُستاذ الصلوٰۃ مفعول مطلق ہے ؟

شاگرد نہیں کیونکہ یہ مصدر تو ہے لیکن ماقبل والے فعل کا مصدر نہیں۔

اُستاذ مفعول فیہ ہے ؟

شاگرد نہیں کیونکہ اس میں جگہ اور وقت والا معنیٰ نہیں۔

اُستاذ مفعول لہٗ ہے ؟

شاگرد نہیں کیونکہ اس میں علت اور سبب والا معنیٰ نہیں۔

اُستاذ مفعول معہٗ ہے ؟

شاگرد نہیں کیونکہ واؤ بمعنیٰ مع کے بعد نہیں

اُستاذ پھر کیا ہے ؟

شاگرد مفعول بہٖ ہے کیونکہ جب چاروں مفعولوں میں سے نہیں ہے تو پھر مفعول بہٖ ہوگا۔

اُستاذ اب ترکیب کریں

شاگرد یقیمون فعل واؤ ضمیر فاعل الصلوٰۃ مفعول بہٖ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اُستاذ و یقیمون الصلوٰۃ کا معنیٰ کیا ہے ؟

شاگرد ان سب مردوں نے نماز کو قائم کیا۔

اُستاذ یقیمون کونسا صیغہ ہے ؟

شاگرد مضارع کا ہے کیونکہ اس کے شروع میں حروفِ اتین میں سے یا ہے۔

اُستاذ آپ نے معنیٰ تو ماضی والا کیا ہے ؟

شاگرد اُستاذ جی مجھ سے غلطی ہو گئی میں دوبارہ معنیٰ کرتا ہوں

اُستاذ اچھّا دوبارہ ترجمہ کرو۔

شاگرد وہ سب مرد نماز کو قائم کرتے ہیں۔

اُستاذ محترم اب معنیٰ ٹھیک ہے کیونکہ اب آپ نے صیغے کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔

مثال نمبر ۴ لَنَنصُرُ رُسُلَنَا۔

اُستاذِ محترم دو میں سے ہے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد بارہ میں سے۔

اُستاذ تین میں سے ہے یا نو میں سے ؟

شاگرد تین میں سے ہے یعنی جمع متکلم۔

اُستاذ اس کا فاعل ظاہر ہو گا یا ضمیر ؟

شاگرد ضمیر۔

اُستاذ کونسی ضمیر ہے ؟

شاگرد مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار ہو گی اور وہ نحنُ ہے اور رُسُلَنَا مفعول بہٖ ہے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اُستاذ — ترکیب کے بعد ترجمہ کریں۔

شاگرد — البتہ ہم مدد کریں گے اپنے رسولوں کی۔

مثال نمبر ۵ — واللّٰہ لاَ یَھۡدِیۡ الۡقَوۡمَ الظّٰلمین۔

اُستاذ محترم — لا یھدی دو میں سے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد — دو میں سے۔

اُستاذ — شروع میں ہے یا درمیان میں ؟

شاگرد — درمیان میں ہے کیونکہ مبتدا کی خبر ہے۔

اُستاذ — اس کا فاعل ظاہر ہے یا ضمیر ؟

شاگرد — اس کا فاعل ھو ضمیر ہے۔

اُستاذ — ھو کا معنی ہے (وہ) اور وہ کا لفظ تب استعمال ہوتا جب مرجع پہلے ذکر ہو۔ تو یہاں مرجع کون ہے ؟

شاگرد — ما قبل مبتدا ہے یعنی لفظ اللہ

اُستاذ — القوم الظلمین ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے ؟

شاگرد — موصوف صفت مل کر مفعول بہ ہے کیونکہ باقی چار مفعولوں کی تعریف اس پر صادق نہیں ہوتی۔

فائدہ مُھمّہ (اولیٰ)

کل چودہ ضمیریں ہیں ان میں سے غائب کی چھ ضمیریں راجع (لوٹنے والی) ہوتی ہیں اور ان کے لیے مرجع (لوٹنے کی جگہ) کا ہونا ضروری ہے آگے ضمیر کا مرجع تین قسم پر ہے۔

لفظی۔ معنوی۔ حکمی

مرجع لفظی :۔ جو ماقبل صراحۃً ذکر ہو۔

جیسے اَلۡکَلِمَته۔۔۔۔۔۔۔۔۔ھی اسم و فعل و حرفٌ۔

مرجع معنوی :۔ جو ما قبل صراحتاً ذکر نہ ہو۔ مرجع معنوی کی تین صورتیں ہیں

نمبر۱ مفرد جمع کے ضمن (پیٹ) میں موجود ہو

جیسے :۔ المرفوعات هو مَا اشْتَمَلَ علىٰ علم الفاعليّهِ

اب هو ضمیر مرفوعؔ کی طرف لوٹ رہی ہے جو مرفوعات کے ضمن میں موجود ہے اسی طرح المَنْصُوباتُ هومَا اشْتَمَل الى اخرہ اور المجرورات هو ما اشتعمل میں بھی هو ضمیر کا مرجع معنوی ہے۔

نمبر۲ مشتق منہ، مشتق کے ضمن میں موجود ہو جیسے اِعدلوا هُوَاقربُ للتقوٰی اب هُو ضمیر اس عدل کی طرف لوٹ رہی ہے جو اِعْدِلُو (مشتق) کے پیٹ میں چھپا ہوا ہے۔

نمبر۳ اس ضمیر کا مرجع راند شِ کلام (کلام کے چلانے) سے سمجھا جائے۔

وَلا بويهِ لِكُلّ واحِدٍ منهم السّدسُ اب ابويه کی ضمیر کا مرجع میت ہے۔ جو راند شِ کلام سے سمجھا جارہا ہے۔ کیونکہ ما قبل وراثت کا ذکر ہے تو وراثت مُردوں کی ہوتی ہے نہ کہ زندوں کی۔

مرجع حکمی :۔ جومعهودفی الذهن ہو یعنی ذہن کے اندر موجود ہو۔ اور اس ضمیر کے بعد ایک جملہ ہوگا وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرے گا اب اگر یہ ضمیر مذکر کی ہو تو اس کو ضمیر شان اور اگر مؤنث کی ہو تو اس کو ضمیر قصہ کی کہیں گے۔ مثال : قُل هو اللّٰه احد

یہ هو ضمیر شان کی ہے اور مابعد جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہے اگر ضمیر غائب سے پہلے مرجع کی ان تین قسموں سے کوئی بھی قسم موجود نہ ہو تو پھر اضماد قبل الذكر لازم آئے گا۔ یعنی مرجع کے ذکر سے پہلے ضمیر کا ذکر کرنا لازم آئے گا۔ یہ کلام عرب میں ناجائز ہے۔ (بشرطیکہ اضمار قبل الذکر لفظاً بھی ہو اور رُتبۃً بھی)

مثال ضربته: اس مثال میں اضمار قبل الذکر ہے۔ کیونکہ ترجمہ یہ ہے کہ میں نے اس کو مارا تواب (اس کو) کالفظ تب استعمال ہو گا جب پہلے پتہ ہو کہ کس کی پٹائی ہوئی ہے۔ لہٰذا اگر یوں کہا جائے۔ زیدٌ ضَرَبْتُہٗ یہ مثال جائز ہے کیوں کہ ضمیر غائب کا مرجع پہلے ذکر ہے اور وہ ہے زیدٌ۔ ضمیر متکلم اور مخاطب ماقبل کی طرف راجع نہیں ہوتی۔ کیونکہ ضمیر متکلم ومخاطب کی جس ذات پر دلالت کرتی ہے وہ بالکل سامنے موجود ہے۔

مثال ضَرَبْتُ میں نے مارا ضَرَبْتَ تونے مارا

اب یہ دونوں ضمیریں جس ذات پر دلالت کر رہی ہیں وہ بالکل سامنے مدرسہ میں موجود ہے۔ نہ کہ باہر سڑک پر اس لئے ضَرَبَ کا صیغہ تب استعمال کریں گے جب فاعل یعنی پٹائی کرنے والا سامنے موجود نہ ہو۔ بلکہ پٹائی کر کے بھاگ گیا ہو۔ اب اگر مارنے والے کا علم ہے تو ضمیر بھی راجع کر سکتے ہیں مگر طریقہ فعل سے پہلے اس کا نام ذکر کیا جائے۔ اور یوں کہا جائے زیدٌ ضَرَبَ تو یہ جملہ اسمیہ بن جائے گا۔

اور فعل کے بعد اسم ظاہر یعنی اس فاعل کا نام بھی ذکر کر سکتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ تو یہ جملہ فعلیہ بن جائے گا کیونکہ اسمِ ظاہر بھی ضمیر غائب کے حکم میں ہوتا ہے یعنی جہاں ضمیر غائب استعمال کر سکتے ہیں تو وہاں اسمِ ظاہر بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن ضَرَبْتَ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ وہ مارنے والا آپ کے سامنے موجود نہیں ہے لیکن جب طلباء زید کو پکڑ کر لے آئیں تواب حضرت اُستاذ صاحب زیدٌ ضَرَبَ یا ضَرَبَ زیدٌ یعنی غائب کا صیغہ استعمال نہیں کریں گے۔ بلکہ ضَرَبْتَ یعنی مخاطب کا صیغہ استعمال کریں گے اور یوں پوچھیں گے۔

أضَرَبْتَ عمرواً کیا تونے عمرو کی پٹائی کی؟

فائدہ ثانیہ :۔ فعلوں کی گردانوں کے اندر غائب کے چھ صیغوں میں مثلاً ضَرَبَ میں ھُوَ

ضَرَبَا میں الف　　ضَرَبُوْا میں واؤ　　ضَرَبَتْ میں ھِیَ

ضَرَبَتَا میں الف　　ضَرَبْنَ میں نون ضمیر ہمیشہ ما قبل کی طرف راجع ہو گی۔

یعنی جن افراد نے مثلاً مارنے والا کام کیا ہے ان کا ما قبل صراحتاً یا اشارتاً یاد لالتاً ذکر ضرور ہو گا اور یہ ضمیر انہی ما قبل مذکورہ افراد کی طرف راجع ہو گی۔

مثال الرّجال ضربُوا اور اسی طرح فعل مضارع، نفی جحد بلم، موکدّ بلن ناصبہ، امر اور نہی کی گردانوں میں غائب کے چھ صیغوں میں سے جو بھی ضمیر ہے وہ ہمیشہ ما قبل کی طرف راجع ہو گی۔

مثال : یَضرِبُ. یَخلُقُ میں ھو　　یَضرِبانِ میں الف

یَضرِبُون میں واوَ　　یَضرِبْنَ میں نون

یہ سب ضمیریں ما قبل کی طرف راجع ہوں گی۔

مثال : اللّٰہ یَخلُقُ ما یشاءُ اب یخلق کی ھو ضمیر ما قبل لفظِ اللہ کی طرف راجع ہے۔

باقی متکلم اور مخاطب کے صیغوں کی ضمیر ما قبل کی طرف راجع نہیں ہوتی کیونکہ ان میں ضمیر جس کام کرنے والی ذات پر دلالت کرتی ہے وہ سامنے موجود ہوتی ہے۔ اور ضمیر تب راجع کی جاتی ہے جب وہ کام کرنے والی ذات سامنے موجود نہ ہو۔

نکتہ :۔ مثلاً ضَرَبَا کا معنیٰ ہے ان دو مردوں نے مارا اب اس ضَرَبَا میں ''مارا'' یہ صرف ضَرَبَ فعل کا معنیٰ ہے اور ''ان دو مردوں نے'' یہ الف ضمیر کا معنیٰ ہے۔ اسی طرح ضَرَبْتَ ''مارا'' یہ ضَرَبَ فعل کا معنیٰ ہے ''تو ایک مرد نے'' یہ تَ ضمیر کا معنیٰ ہے۔ باقی صیغوں کے اندر بھی فعل اور ضمیروں کے جدا جدا معنیٰ کی پہچان کر لی جائے اور پہچان کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جتنے بھی کام ہیں مثلاً کھانا، پینا، پڑھنا، جانا یہ سب فعل کے معنیٰ ہیں اور ذات خواہ مرد ہو یا عورت، غائب ہو یا مخاطب یا متکلم یہ سب ضمیر کے معنیٰ ہیں۔

فائدہ ثالثہ :۔ فعلوں کی گردانوں میں معلوم کے صیغوں میں جو ضمیر فاعل بن رہی تھی۔ اگر یہی صیغے مجہول کے ہوں تو پھر یہی ضمیر مفعول مالم یُسمّ فاعلہٗ یعنی نائب فاعل بن جائے گی اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیں ضَرَبَ (مارا اُس ایک مرد نے) ضَرَبَا (مارا ان دو مردوں نے) ضَرَبُوْا (مارا ان سب مردوں نے) معلوم کے صیغوں میں یہ ضمیر پٹائی کرنے والی تھی۔ یعنی پٹائی کرنے والے افراد پر دلالت کر رہی تھی۔ تو مجہول کے صیغوں میں یہ ضمیر مار کھانے والی ہو گی یعنی مار کھانے والے افراد پر دلالت کرنے والی ہو گی جیسے :۔

ضُرِبَ	ضُرِبَا	ضُرِبُوا
مارا گیا وہ ایک مرد۔	مارے گئے وہ دو مرد۔	مارے گئے وہ سب مرد

نوٹ : فعل مجہول میں بارہ صیغوں کا نائب فاعل پکا ضمیر ہو گا اور دو صیغوں (واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب) کا نائب فاعل کبھی ظاہر ہو گا اور کبھی ضمیر اگر شروع میں ہو تو ظاہر جیسے خُلِقَ الانسَانُ عجولاً اور درمیان میں ہو تو ضمیر ہو گا جیسے من یُّحرَمُ الرِفقَ یُحرَمُ الخَیرَ (مشکوۃ شریف ص ۴۳۱) نائب فاعل کی باقی تفصیل کو فاعل کی تفصیل پر قیاس کر لیں۔

فائدہ رابعہ :۔ اسمائے صفات

یعنی اسمِ فاعل۔ اسمِ مفعول۔ اسمِ تفضیل۔ صفتِ مشبہ۔ صیغہ مبالغہ۔ ان کے اندر ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار ہو گی اور وہ کل چھ ضمیریں ہیں۔ ھو ھما ھم ھی ھما ھنّ

اسمِ فاعل :۔ ضارِبٌ میں ھُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
ضارِبان میں ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار
ضارِبُون میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار

ضَارِبَۃ'' میں ھِیَ ضمیر واحد مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
ضارِبتانِ میں ھُما ضمیر تثنیہ مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
ضارِباتٌ'' میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
ضوارِبُ میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
ضُرَّبٌ'' میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
ضُوَیْرِبٌ'' میں ھُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
ضُوَیْرِبَۃ'' میں ھِیَ ضمیر واحد مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
ضَرَبَۃ'' سے لے کر ضُرُوبٌ'' تک تمام صیغوں میں ھُم ضمیر جمع مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار ہوگی۔

اسمِ مفعول :۔

مضرُوبٌ'' میں ھُوَ ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
مضروبان میں ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
مضروبُون میں ھم ضمیر جمع مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
مضروبۃ'' میں ھی ضمیر واحد مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
مضروبَتان میں ھما ضمیر تثنیہ مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
مضروبات'' میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
مَضاریبُ میں ھُم اور ھُنَّ ضمیر ہے کیونکہ یہ جمع مکسر کا صیغہ مشترک بین المذکر والمؤنث ہے
مُضَیرِبٌ'' میں ھُو ضمیر واحد مذکر غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار
مُضَیرِبَۃ'' میں ھی ضمیر واحد مؤنث غائب مرفوع متصل مستتر جائزالاستتار

مصدر :۔اسم ظرف اسمِ آلہ میں ضمیر نہیں ہوتی۔ فعل تعجب میں اختلاف ہے۔اسی طرح اسمِ تفضیل وغیرہ کی ضمیروں کو اسمِ فاعل وغیرہ کی ضمیروں پر قیاس کرلیں۔

اہم بات: اسمائے صفات سے پہلے کوئی ضمیر مرفوع منفصل کی آجائے تو ان کے اندر وہ ضمیر نہیں ہوگی۔ جو پہلے تھی بلکہ وہ ہوگی جو پہلے ہے۔ جیسے انا عالم میں ھو ضمیر نہیں ہوگی بلکہ انا ضمیر واحد متکلم مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار ہوگی۔

نَحْنُ اَقْرَبُ میں ھُوَ ضمیر نہیں ہوگی بلکہ نحن ضمیر مرفوع متصل مستتر جائز الاستتار ہوگی۔

فائدہ خامسہ:۔ فعل مجہول کی تعریف:۔ جس کے فاعل کو حذف کر دیا جائے اور مفعول کو اس کی جگہ پر کھڑا کر دیا جائے۔ اس کی آسان تعبیر یہ ہے۔ فعل مجہول اس کو کہتے ہیں جس میں کام کرنے والا معلوم نہ ہو جیسے:۔ قُتِلَ زیدٌ (زید قتل کیا گیا) اب زید کو قتل کرنے والا معلوم نہیں۔ یا کام کرنے والا معلوم تو ہو لیکن مذکور نہ ہو جیسے:۔ خُلِقَ الانسانُ عجُولاً اب انسان کو پیدا کرنے والی ذات (اللہ تعالیٰ) سب کو معلوم ہے لیکن آگے اللہ پاک کا نام مذکور نہیں اس لئے فعل مجہول کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

فائدہ سادسہ:۔ فعل متعدی اور لازمی کے درمیان فرق معلوم کرنے کا آسان طریقہ:۔

فعل لازمی وہ ہے جس کے پائے جانے کے لیے ایک آدمی یا ایک چیز کا ہونا بھی کافی ہے۔

مثال: جاءَ زید'' ذھب زید''

اب آنا جانا۔ ایسے فعل ہیں کہ ان کے پائے جانے کے لئے ایک آدمی کا ہونا بھی کافی ہے۔

فعل متعدی:۔ وہ ہے جس کے پائے جانے کیلئے کم از کم دو آدمیوں کا یا دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

مثال:۔ قتلَ ضربَ وغیرہ

فعل متعدی ہیں کیونکہ ضربَ والا فعل تب پایا جائے گا جب ایک مارنے والا اور ایک مار کھانے والا موجود ہو اسی طرح قتل والا فعل دنیا میں تب پایا جائے گا جب ایک قتل کرنے والا اور ایک قتل ہونے والا موجود ہو۔ مثال:۔ قتل زید'' عمرواً اسی کو نحوی حضرات یوں بیان کرتے ہیں۔

فعل لازمی وہ ہے جو فاعل پر پورا ہو جائے مفعول بہ کی ضرورت نہ ہو اور فعل متعدی وہ ہے جو فاعل پر پورا نہ ہو بلکہ مفعول بہ کی ضرورت ہو۔ کَرُمَ (کریم ہوا وہ ایک آدمی) فعل لازمی ہے۔ اَکْرَمَ (اکرام کیا اس ایک آدمی نے) یہ فعل متعدی ہے کیونکہ اس کے پائے جانے کیلئے کم از کم دو آدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔ ایک اکرام کرنے والا دوسرا وہ جس کا اکرام کیا جائے۔

ایک اور فرق:۔ فعل متعدی کے معنیٰ میں عام طور پر اردو ترجمہ میں لفظ "کو" آئے گا جیسے ضَرَبَ زید عمروا (زید نے عمرو کو مارا۔) اور فعل لازمی کے ترجمہ میں لفظ "کو" نہیں آئے گا جیسے قامَ زید"۔ زید کھڑا ہوا

فاعل کی معنوی نشانی: جس میں کام کرنے کی صلاحیت ہو۔ جیسے: اکل الکمثری یحیٰ یحیٰ نے امرود کھایا۔ اب یہاں یحیٰ فاعل ہے نہ کہ کمثری کیونکہ کھانے کی صلاحیت یحیٰ میں ہے نہ کہ امرود میں۔

فائدہ سابعہ:۔ نحو میر' ہدایۃ النحو' کا فیہ اور نحو کی اکثر کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی ملے گی۔ کہ فاعل دو قسم پر ہے اسم ظاہر (مظہر)۔ اسم ضمیر (مضمر) یہ بات صرف دو صیغوں (واحد مذکر غائب۔ واحد مؤنث غائب) کے متعلق ہے یعنی ان دو صیغوں کا فاعل، اسم ظاہر بھی ہوگا اور اسم ضمیر بھی۔ باقی بارہ صیغوں کا فاعل تو ہمیشہ ضمیر ہوگی۔

فائدہ ثامنہ:۔ جملہ فعلیہ کی اقسام:۔

نمبر ۱۔ مصدرہ (شروع شدہ) بافعال المطلقہ: (افعال مطلقہ سے مراد وہ افعال ہیں جو افعال قلوب اور افعال ناقصہ وغیرہ کے علاوہ ہیں)

(۱) فعل معلوم کی مثال:۔ خَلَقَ اللّٰہ (۲) فعل مجہول کی مثال:۔ خُلِقَ الانسانُ ضَعِیفاً

نمبر ۲۔ مصدرہ بافعال القلوب:۔ مثال: ولا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غافِلاً عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ (پ ۱۳)

نمبر ۳۔ مصدرہ بافعال الناقصہ:۔ مثال: وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْماً حَکِیْماً

نمبر ۴۔ مصدرہ بافعال المقاربہ:۔ مثال: عسیٰ رَبُّنَا اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْراً مِّنْھَا

نمبر ۵۔ مصدرہ با فعال المدح و الذم:۔ مثال: فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ

نمبر ۶۔ مصدرہ با فعال التعجب:۔ مثال: اَسْمِعْ بِھِمْ و اَبْصِرْ (ای ای شئی اسمعھم و ابصرھم)

جملہ اسمیہ کی علامات و حل کرنے کا طریقہ

جملہ اسمیہ کی تعریف: ۔ جس کا پہلا جز اسم ہو دوسرا جز خواہ اسم ہو یا فعل۔

مثال اللّٰہ سمیعٌ علیمٌ۔ مُحَمّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ اللّٰہ یَبسُطُ الرزقَ لمن یشاء

علامات

نمبر ۱ ضمیر مرفوع منفصل جہاں بھی آجائے وہ ہمیشہ مبتدا بنے گی اور اس کے بعد جو لفظ ہو گا وہ خبر بنے گا۔ بشرطیکہ وہ ضمیر مرفوع منفصل ضمیر مرفوع متصل کی تاکید کیلئے نہ ہو اور فصل کے لیے نہ ہو جیسا کہ: ضَرَبْتَ انتَ نفسَكَ ضَرَبْتُ انا و زیدٌ اور خبر کے معنیٰ میں "ہے" ۔ "ہیں" اور "ہوں" کے الفاظ آتے ہیں۔

مثالیں هُوَ الأوّلُ والآخِرُ و الظاهِرُ والباطنُ
هُوَاللّٰهُ الخالقُ البارئُ المصوّرُ لهُ الاسماءُ الحُسنیٰ
هی اسمٌ و فعلٌ و حرفٌ۔ هومعربٌ و مبنیٌ

نمبر ۲ کلام کے شروع میں الف لام والا اسم ہو اور اس کے بعد بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو شروع والا اسم مبتدا ہو گا اور دوسرا اسم خبر ہو گا۔ کلام کے شروع میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جہاں سے کوئی نئی بات شروع ہو۔

مثالیں اللّٰہ سمیعٌ علیم۔ الدنیا سجنُ المؤمنِ و جنّۃُ الکافر۔ القرآن حجة لك او علیك

نمبر ۳ کلام کے شروع میں مضاف و مضاف الیہ آجائیں اور ان کے بعد بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو یہ آپس میں مبتدا خبر بنیں گے۔

مثال خیارا لشرطِ جائزٌ فی البیع۔ صدقة الفطر واجبةٌ علی الحرّ المسلم

نمبر ۴ کلام کے شروع میں الف لام والا اسم ہو اور اس کے بعد کوئی فعل آجائے وہ ہمیشہ مبتدا خبر بنیں گے۔

مثالیں اَلبَیعُ ینعقدبالا یجاب والقبولِ ۔ النکاح یَنعقدُبالا یجا بِ و القبولِ

نمبر ۵ کلام کے شروع میں الف لام والا اسم ہو اور اس کے بعد جار مجرور آجائیں تو یہ ہمیشہ مبتدا خبر بنیں گے۔ بشرطیکہ اس جار مجرور کے بعد کوئی اور لفظ خبر بننے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔

مثالیں الشرکۃ علی ضربین (ای قسمین) (قدوری کتاب الشرکۃ)

الطَّلاقُ علیٰ ثلثۃِ اَوْ جُہٍ (قدوری کتاب الطلاق)

الصُّلحُ علیٰ ثلثہِ اَضرُبٍ (قدوری کتاب الصلح)

فائدہ :۔ اس نشانی سے معلوم ہوا کہ شرح مأۃ عامل میں وہ حروف جارہ جن کے بعد ان کے معنے جار مجرور کی شکل میں ذکر ہیں تو وہ حروف جارہ مبتدا ہیں اور ان کے معانی خبر ہیں جیسے :

الباء للالصاق ۔ منْ لابتداء الغایۃ ۔ اِلی لانتہاء الغایۃ ۔ الواؤ للقسم

فائدہ :۔ جار مجرور خبر کے مقام میں ہوں تو ظرف مستقر خبر ہونگے اور ان کا متعلق محذوف نکالیں گے اور ان کا متعلق اسم بھی نکال سکتے ہیں اور فعل بھی اور متعلق تذکیر و تانیث۔ افراد۔ تثنیہ جمع میں مبتدا کے مطابق ہوگا۔ یعنی اگر مبتدا مذکر یا مؤنث ہے۔ تو خبر کا متعلق بھی مذکر یا مؤنث ہو گا۔ لیکن متعلق کا اعراب خبر کے مطابق ہو گا۔ لہذا وہ خبریں جو مرفوع ہوتی ہیں۔ مثلاً مبتدا کی خبر۔ حروف مشبہ بالفعل کی خبر۔ لائے نفی جنس کی خبر۔ توانکا متعلق بھی مرفوع ہوگا اور وہ خبریں جو منصوب ہیں مثلاً افعال ناقصہ اور ما و لا مشبہتان بلیس کی خبر۔ توانکا متعلق بھی منصوب ہو گا۔

مثال زید فی الدار ای ثَبَتَ اَو ثابتٌ فی الدار

سوال آپ نے دو متعلق کیوں نکالے ہیں؟

جواب اس لئے کہ جب ظرف مستقر خبر کے مقام میں واقع ہو تو اسکے متعلق میں اختلاف ہے اور دو مذہب ہیں۔ بصریوں اور کوفیوں کا۔ بصری کہتے ہیں ہم اس کا متعلق فعل نکالیں گے اور کوفی

کہتے ہیں ہم اس کا متعلق اسم نکالیں گے۔ یہاں ہم نے دونوں مذہبوں کی رعایت کرتے ہوئے دو متعلق نکالے ہیں۔

سوال مذکر کیوں نکالے ہیں؟

جواب اس لئے کہ مبتدا مذکر ہے۔

سوال آپ نے متعلق (ثابتٌ) پر رفع کیوں پڑھا ہے؟

جواب اس لئے کہ مبتدا کی خبر مرفوع ہوتی ہے تو اس کا متعلق بھی مرفوع ہوگا۔ اسی پر فاطمۃ فی الدار کی مثال کو قیاس کرلو لیکن یہاں پر متعلق مؤنث نکالیں گے کیونکہ مبتدا مؤنث ہے اصل عبارت یوں ہوگی۔ فاطمة فی الدار ای ثبتت فی الدار او ثابتةٌ فی الدار

فائدہ وہ حروف جارّہ جو مبتدا بن رہے ہیں اور ان کے بعد انکے معنے جو جار مجرور کی شکل میں ظرف مستقر خبر کے مقام میں ہیں۔ مثلاً الباء للالصاق تو ان کا متعلق مؤنث نکالیں گے کیوں کہ حروف سب کے سب مؤنث سماعی ہیں اور اصل عبارت یوں ہوگی۔

الباء للالصاق ای ثبتتْ اَوْ ثابتةٌ للالصاق۔

فائدہ خطبوں کے مقام میں جہاں بھی الحمدُ کے لفظ کے بعد جار مجرور کا وقوع ہوا ہے یہ سب آپس میں مبتدا خبر ہیں۔ مثال: الحمدُ للّٰہ رب العلمین۔ الحمد لولیہ۔

نمبر ۶ اسم اشارہ کے بعد بغیر الف لام کے کوئی اسم آجائے تو اسم اشارہ مبتدا ہوگا اور بعد میں بغیر الف لام کے جو اسم ہے وہ خبر ہوگا۔ بشرطیکہ معنیٰ ٹھیک ہو۔

مثالیں هٰذا ذِکْرٌ مُبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ۔ هٰذا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ۔ فهٰذه فوائدُ وافیه (شرح جامی)

نمبر ۷ کلام کے شروع میں جار مجرور آجائے تو وہ خبر مقدم ہوگا اور بعد والا اسم مبتدا مؤخر ہوگا۔

مثال لِلّٰهِ ما فِی السَّمٰوٰتِ وَ ما فِی الْاَرْضِ (پ ۳)

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا (پ ۲۱) فی القرآنِ اربعةَ عشرَ سجدةً

نمبر ۸ کتابوں میں جتنے بھی عنوانات ہیں وہ عام طور پر خبر ہیں مبتدا محذوف کیلئے یا خود مبتدا ہیں اور انکی خبر محذوف ہے۔

مثالیں: کتاب الصلوٰة ای هذا کتابُ الصلوة او کتاب الصلوة هذا۔ کتاب الطهارة کتاب الحج باب الاذان وغیرهم کی مثالوں کو اسی مثال پر قیاس کرلیں۔

نمبر ۹ نام کے بعد کوئی اسم بغیر الف لام کے آجائے خواہ وہ اسم معرفہ ہو یا نکرہ ہو تو یہ مبتدا خبر بنیں گے۔

مثالیں واللّٰہ علیم" بذاتِ الصدور ۔ محمدٌ" رسول اللّٰہ۔ ابراھیم خلیل اللّٰہ۔
اسمٰعیل ذبیحُ اللّٰہ۔موسیٰ کلیم اللّٰہ۔عیسیٰ روح اللّٰہ۔آدم صفیّ اللّٰہ

نمبر ۱۰ پہلے ایک چیز کی تقسیم ہو پھر اس کے بعد اس شے کی تفصیل ہو تو تفصیل والی شے خبر ہو گی
مبتدا محذوف کیلئے۔

مثالیں :۔الاسمُ علیٰ نوعینِ معربٌ و مبنیٌ (ای احدھما مُعْرَبٌ" وثانیھما مبنیٌ")
المیاہ التی یجوز التطھیربھا سبعۃٌ میاہٍ ماءُ السماءِ وماءُ البحر
وماء" ذاب من الثلج (ایٰ احدھا ماءُ السماء و ثانیھا ماء البحر۔ الخ)

نمبر ۱۱ جزا کے مقام میں فاء جزائیہ کے بعد جار مجرور آجائیں تو خبر مقدم ہونگے بعد والا اسم مبتدا مؤخر ہو گا۔

مثال من جاء بالحسنۃِ فلہ عشرُ امثالھا۔ من صلّٰی قائماً فھو افضل ومن صلّٰی
قاعداًفلہٗ نصف اجرالقائم ومن صلّٰی نائماً(ای مضطجعاً)فلہ نصف اجر القاعدِ(تحفۃ الاخیار)

نمبر ۱۲ انّ و انّ وغیرہ کے بعد متصل کوئی جار مجرور آجائے تو وہ خبر مقدم ہو گا اور مابعد والا لفظ اسم مؤخر ہو گا۔

مثال انّ فی ذالکَ لعبرۃً لأولی الابصارِ۔ انّ من البیانِ لسِحراً
انّ من الشعرِ لحکمۃً ۔ انّ الینا اِیابھم ثمّ انّ علینا حسابھم

نمبر ۱۳ معرفات جتنے بھی ہیں وہ مبتدا ہوتے ہیں۔اور تعریف مکمل خبر ہوتی ہے۔

مثال الکلمۃُ لفظ" وضع لمعنیً مفرد۔ الکلامُ ما تضمّن کَلِمَتَیْنِ بالاسنادِ

نمبر ۱۴ انما کے بعد کوئی اسم آجائے وہ ہمیشہ مبتدا ہو گا اس کے بعد جو لفظ ہو گا وہ اس کی خبر ہو گا۔
اِنّما الھکم الہ واحد۔ اِنّما المؤمنون اخوۃ۔ اِنّما انا بشرمثلکم

نمبر ۱۵ امّا کے بعد کوئی اسم آجائے تو وہ مبتدا ہو گا قائمقام شرط کے اور فا کے بعد والا اسم خبر ہو گا
قائمقام جزا کے بشرطیکہ امّا کے بعد والا اسم ظرف یعنی بعدُ وغیرہ کا لفظ نہ ہو
امّا المقدّمۃُ ففی المبادی الّتی یجبُ تقدیمھا (ھدایۃ النحو)

نمبر ۱۶ جہاں پر مبہم جار مجرور کا لفظ بول کر مراد لفظ ہی لیا جائے نہ کہ معنی اور اس کے بعد اس کی تفسیر کی جائے تو وہ جار مجرور مبتدا ہوگا۔ اس کی جو تفسیر ہے وہ خبر ہوگی۔

مثال فی سبیل اللّٰہ منقطع الغزاۃِ ۲. فی الرّقاب ان یُعان المکاتبون

نمبر ۱۷ لَیس یعنی افعال ناقصہ کے بعد جار مجرور آجائے تو وہ خبر مقدم ہوگا اس کے بعد والا اسم اسم مؤخر ہوگا بشرطیکہ ضمیر اس کا اسم نہ ہو۔

مثال لَیسَ فی المَذْی وَالوَدْی غُسلٌ (قدوری کتاب الطہارۃ)

نمبر ۱۸ نحو کا لفظ ما قبل مبتدا محذوف کے لیے خبر اور مابعد کی طرف مضاف ہوتا ہے اور اس کا مبتدا مثالها یا مثاله محذوف نکالتے ہیں۔

مثال نحو قوله تعالیٰ اِنّکُم ظلمتم انفسکم باتّخاذکم العجل نحو کَتَبتُ بالقلم

نمبر ۱۹ مبتدا کے بعد فعل آجائے تو وہ فعل اس کی خبر بنے گا۔

مثال واللّٰہ خلَقَ کل دابّۃٍ من ماء

نمبر ۲۰ مبتدا کے بعد اَن آجائے تو وہ اَنْ مع الفعل بتاویل مصدر خبر بنے گا مبتدا کے لئے۔

مثال افضلُ الصدقۃ ان تشبعَ کبداً جائعاً (زادالطالبین)

نمبر ۲۱ مثال کے شروع میں جو بھی (کاف) کا لفظ آتا ہے وہ ثبتَ یا ثابتٌ کے ساتھ متعلق ہو کر خبر بنتا ہے مبتدا محذوف مثالها یا مثالہ کے لئے ہے۔

مثال کالخلِّ

نمبر ۲۲ ــــ یہ استیناف کی نشانی ہے۔ یعنی نئی بات شروع ہونے کی علامت ہے اس علامت کے نیچے کوئی جار مجرور آجائے تو وہ خبر مقدم ہوگا۔ بعد والا اسم مبتدا مؤخر ہوگا۔

مثال وفی اللسان الدیۃ و فی شعر الرّأس الدیۃُ (قدوری کتاب دیات ص ۲۰۲)

نمبر ۲۳ حرف بول کر اس سے مراد حرف کا لفظ ہی لیا جائے نہ کہ معنی اور اس کے بعد ایسا جار مجرور آجائے جو اس حرف کے اصطلاحی معنی کو بیان کر رہا ہے۔ یہ بھی آپس میں مبتدا و خبر بنیں گے۔

مثال: فانْ للاستقبال لَنْ لتاکید نفی المستقبل اِنْ للشرط و الجزاء

فائدہ :۔ مذکورہ مثالوں میں ان حروف کا معنی مراد نہیں بلکہ لفظ مراد ہے مثلاً ''اِنْ'' کا معنی ہے ''اگر'' تو یہاں یہ مراد نہیں بلکہ لفظ ''اِنْ'' مراد ہے اور فعل اور حرف بول کر جب اس سے مراد فعل اور حرف کا لفظ لیا جائے تو وہ اسم بن جاتا ہے بلکہ فعل اور حرف کا لفظ اپنے مسمّی کے لیے علم بن جاتا ہے۔ للذا فعل اور حرف کے لفظ کا مبتدا اور فاعل وغیرہ بننا صحیح ہو جائے گا۔

نمبر ۲۵ جب فعل بول کر اس سے مراد فعل کا لفظ ہی لیا جائے نہ کہ معنی اور اس کے بعد کوئی ایسا لفظ آجائے جو فعل کے صیغے کی پہچان کروا رہا ہے تو وہ بھی آپس میں مبتدا خبر بن جائیں گے۔

مثال ضَرَبَ صیغۃُ ماضٍ ' یضربُ صیغۃُ مضارعٍ

﴿جملہ اسمیہ کا اجراء﴾

اُستاذ : جملہ اسمیہ کی مثالیں نکالو۔

شاگرد : اَلرَّحمٰنُ عَلَّمَ القُرآن انما المؤمنون اخوۃ'' انّ من البیان لسحرا

اُستاذ : پہلی مثال میں اَلرَّحمٰنُ ترکیب میں کیا واقع ہوا ہے؟

شاگرد : مبتدا۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مبتدا ہے؟

شاگرد : جملہ اسمیہ کی علامت نمبر ۴ سے معلوم ہوا اور وہ یہ ہے کہ کلام کے شروع میں الف لام والا اسم ہو اور اس کے بعد کوئی فعل ہو تو ہو آپس میں مبتدا خبر بنتے ہیں باقی عَلَّمَ القُرآن کی ترکیب جملہ فعلیہ کے حل سے معلوم ہو گئی۔ وہ یوں عَلَّمَ دو میں سے ہے اور درمیان میں سے ہے کیونکہ مبتدا کی خبر بن رہا ہے تو اسکا فاعل ھو ضمیر ہے اور القُرآن مفعول بہ ہے کیونکہ باقی چار مفعولوں کی تعریف اس پر صادق نہیں آتی۔

اُستاذ : جب مبتدا خبر کی پہچان ہو گئی تو اب پوری ترکیب کریں۔

شاگرد : اَلرَّحمٰنُ مبتدا۔ عَلَّمَ فعل۔ ھُو ضمیر فاعل۔ القُرآن مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتدا کے لیے پھر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اُستاذ: انما المؤمنون اخوة'' اس میں المؤمنون ترکیب میں کیا واقع ہوا ہے؟
شاگرد: مبتدا۔
اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟
شاگرد: علامت نمبر ۱۴ سے معلوم ہوا اور وہ علامت یہ ہے کہ انما کے بعد کوئی بھی اسم آجائے تو وہ ہمیشہ مبتدا ہوگا اس کے بعد جو لفظ ہو وہ خبر ہوگا۔
اُستاذ: مختصر ترکیب کریں۔
شاگرد: انما کلمہ حصر۔ المؤمنون مبتدا۔ اخوۃ'' خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
اُستاذ: ترجمہ کریں۔
شاگرد: بے شک سب مومن (آپس میں) بھائی ہیں۔
اُستاذ: إنّ من البيان لسحراً ۔من البيان ترکیب میں کیا واقع ہو رہا ہے؟
شاگرد: خبر مقدم۔
اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟
شاگرد: علامت نمبر ۱۲ سے۔
اُستاذ: علامت نمبر ۱۲ کیا ہے؟
شاگرد: إنّ ۔أنّ اور دیگر حروف مشبہ بالفعل کے بعد کوئی بھی جار مجرور آجائے تو وہ خبر مقدم اور بعد والا اسم مؤخر ہوگا

فائدہ: جملہ اسمیہ چار قسم پر ہے

۱۔ مصدّرہ با المبتدا۔ مثال۔ هُوَ الْأَوَّلُ وَ الْآخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ۔
۲۔ مصدّرہ بالحروف المشبّهة با الفعل۔ مثال: إنّ اللّٰه عليم'' حكيم''۔
۳۔ مصدّرہ بالحرفين ما و لا المشبهتان بليس۔ مثال ۔ ما هذا بشراً لا رَجُلٌ افضلَ منكَ
۴۔ مصدّرہ بالمنصوب بلا لّتی لنفی الجنس مثال ۔ لا رجُلَ في الدّار

فائدہ: لائے نفی جنس کی علامات

مصدر۔ اسم فاعل۔ اسم مفعول صفت مشبہ وغیرہ پر جو لا داخل ہوتا ہے یہ عام طور پر لائے نفی جنس ہوتا ہے۔

مصدر کی مثال: ۔لا رَيْبَ فِيْهِ لا إلٰهَ إلاَّ اللّٰهُ
اسم فاعل کی مثال: فلا مُرسِلَ لهٗ لا هادِيَ لهٗ
اسم مفعول کی مثال: لا معْبُودَ الاّ هُو لا مَسجُودَ الاّ هُو
صفت مشبہ کی مثال: لا حكِيْمَ الاّ ذو تجرِبَة لا حليمَ الاّ ذو عسرة

جملہ شرطیہ کی ترکیب کو حل کرنے کا طریقہ

فائدہ نمبر۱ اِن اور لَو یہ دونوں حرف عام طور پر شرط کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ اور مَن۔ ما این۔ متٰی۔ ای" انّی۔ اذما۔ حیثما۔ مہما۔ اَیْنما۔ اِذا وغیرہ اسماء کبھی کبھی شرط کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

فائدہ نمبر۲ حروف شرط ہوں یا اسمائے شرطیہ ہوں یہ ہمیشہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں۔ پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔

فائدہ نمبر۳ شرط ہمیشہ جملہ فعلیہ ہوگی کیونکہ شرط تعلیق کے لئے ہے اور تعلیق زمانہ میں ہوتی ہے اور زمانہ فعل میں ہوتا ہے اس لئے شرط ہمیشہ فعل ہوگی لیکن جزاء کبھی جملہ اسمیہ ہوگی۔ اور کبھی جملہ فعلیہ۔ آگے عام ہے خواہ وہ جزاء مذکور ہو یا محذوف ہو۔

فائدہ مہمہ : شرط کی جزاء پر فاء کا داخل کرنا تین قسم پر ہے۔ واجب۔ جائز۔ ممتنع

واجب :۔ دس مقامات میں شرط کی جزاء پر فاء کا داخل کرنا واجب (ضروری) ہے۔

نمبر۱ شرط کی جزاء جملہ اسمیہ ہو۔

مثال فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْن (پ۸) وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (ابوداؤ)

وَمَنِ اشْتَرٰى شيئاً لَمْ يَرَهٗ فَالْبَيْعُ جَائِزٌ" (ہدیہ ثالث ص۳۵)

نمبر۲ امر ہو۔

مثال فاذا قرأت القرآنَ فَاستعذ بِاللّٰه من الشيطٰنِ الرَّجيم

اِذا قُمْتُمْ الى الصلوٰة فَاغسِلُوا وُجوهَكُمْ (الآية)

اِذا اكل اَحَدُكُمْ فَلْيَأكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَاِذا شَرِبَ فَلْيَشْرب بِيَمِيْنِهٖ

نمبر ۳ نہی ہو۔

مثال وَاِنْ علمتمُوْهُنَّ مؤمنتٍ. فلاتَرجِعُوْهُنَّ اِلی الْکفّارِ (پ۲۸)

وَمَنْ كَانَ يُوْمِنُ بالله والْيَوْمِ الاٰخرِ فلاَ يؤذِجَارَهُ

نمبر ۴ دعاء ہو۔

اِنْ اَكْرَمْتَنِی فجزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً اِنْ اشرَبتنی فجزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً

اِنْ اَطْعَمْتَنِی فجزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً اِن عَلَّمْتَنِی فجزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً

نمبر ۵ ماضی کے شروع میں قد ہو آگے عام ہے خواہ مذکور ہو یا محذوف ہو۔

مثال قد مذکور کی وَاِنْ يُكذِبُوْكَ فقدْ كُذِبَتْ رُسل" مَنْ قبلِكَ (پ۲۲)

مَنْ اطاعنِی فَقَدْ اطاعَ اللّٰهَ۔ وَمَنْ عَصَانی فقد عصی اللّٰه

مثال قد محذوف کی: اِنْ كَان قميصهٗ قُدمِنْ دُبرٍ فَكَذَبَتْ وهُو مِن الصدِقِيْنَ ای فقدكَذَبت

نمبر ۶ شرط کی جزاء ماضی کا وہ صیغہ ہو جس کے شروع میں حرف نفی ہو۔

مثال فَاِنْ لَمْ تَفْعَل فما بلَّغتَ رِسلتَهٗ (پ۶)

نمبر ۷ مضارع کے شروع میں سین ہو۔

مثال وَاِنْ تعاسرتُمْ فَستُرضِعُ له اُخرىٰ

نمبر ۸ مضارع کے شروع میں سوف ہو۔

مثال فَاِنْ استقرَّ مكانه' فسوفَ ترٰنی (پ۹)

نمبر ۹ مؤکد بالن ناصب کا صیغہ ہو۔

مثال وَمَنْ يَبْتغِ غيرَ الاسلامِ ديناً فَلَنْ يُّقبل منه وهوفی الاٰخِرةِ من الخٰسرين

نمبر ۱۰ فعل جامد ہو یعنی فعل غیر متصرف (جس کی بالکل گردان نہ آتی ہو یا صرف ماضی آتی ہو) جیسے نعم بئس لیس وغیرہ

مثال اِنْ تُبْدُوا الصّدقاتِ فَنِعِمّا هی (پ۳)

من حمل علينا السلاحَ فَلَيس مِنّا (بخاری)

فائدہ جملہ اسمیہ میں فاء کی جگہ پر کبھی اذا بھی آجاتا ہے

مثال واذا دُعُوْا اِلی اللّٰه و رسولهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذا فَرِيقٌ منهم مُعْرِضُوْن (پ۱۸)

جائز :۔ دو مقام میں شرط کی جزاء پر فاء کا داخل کرنا جائز ہے یعنی فاء کا لانا اور نہ لانا دونوں جائز ہیں۔

۱۔ مضارع مثبت ہو۔ ۲۔ مضارع منفی ہو۔

عقلی صورتیں کل چار بن گئیں

۱۔ جزاء مضارع مثبت ہو اور اس پر فاء داخل ہو۔

مثال ومن کفر فأمتعه' قليلاً۔ ومن عاد فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ منه

۲۔ جزاء مضارع مثبت ہو لیکن اس پر فاء داخل نہ ہو۔

مثال إِنْ تَنصرُوا اللّٰه يَنصرْكُمْ (پ۲۶) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰه وَرسُوله' يُدخِله' جنّتٍ تجری من تحتها الانهٰر (پ۴)

۳۔ جزا مضارع منفی کا صیغہ ہو اور اس پر فاء داخل ہو۔

مثال وَمن جاء بالسيّئة فلاَ يُجْزىٰ اِلاّ مِثلها (پ۸)

۴۔ جزا مضارع منفی کا صیغہ ہو اور اس پر فاء داخل نہ ہو۔

مثال وَانْ تدعُوْهُم اِلىٰ الهُدىٰ لا يتّبِعُوكُمْ (پ۹)

وَانْ تدْعُ مُثْقلةٌ اِلى حمْلِها لا يُحْمَلْ مِنه' شئیٌ

ممتنع :۔ دو مقام میں شرط کی جزاء پر فاء کا داخل کرنا منع ہے۔

۱۔ ماضی مثبت بغیر قد کے ہو یعنی قد نہ ملفوظ ہو اور نہ مقدر

مثال اِنْ اَحْسنْتُمْ اَحْسنتم لا نفسكم (پ۱۵)

منْ صلّى علىَّ واحدةً صلّى اللّٰه عليه عشراً

مَنْ بَنىٰ لِلّٰهِ مسجدًا بنى اللّٰهُ له' بيتاً فِى الجنّةِ

۲۔ نفی جحد بلم کا صیغہ ہو۔

مثال مَنْ لَمْ يشكرِالنّاس لَم يشكُرِ اللّٰهَ

من قتلَ معاهدًا لم يرَحْ رائحة الجنّةِ

اھم نکتہ: اسی لئے بندہ کی بات یاد رکھنا کہ عام استعمال میں جزاء اگر ماضی کا صیغہ ہو یا نفی جحد بلم کا صیغہ ہو تو وہ ہو گی جس کے شروع میں واؤ۔ فاء۔ ثم وغیرہ نہ ہو یعنی حروف عاطفہ میں سے کوئی بھی نہ ہو۔ لہٰذا اگر شرط کے بعد ماضی یا نفی جحد بلم کے صیغے کے شروع میں واؤ فاء ثم وغیرہ ہوں تو سمجھ لو کہ یہ صیغہ جزاء نہیں ہے بلکہ جزاء آگے آرہی ہے اور یہ واؤ فاء ثم وغیرہ حروف عاطفہ میں سے ہیں اور ان کے بعد والے فعل کا عطف ہو گا ما قبل فعل شرط پر۔ اس قسم کی مثالیں ھدایہ وقدوری اور دیگر عربی کتب میں کثرت سے موجود ہیں لہٰذا ان میں سے دو مثالیں نمونہ کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہیں۔

مثال وان تلا ھا (ای آیۃ السجدۃ) فسجد ثم دخل فی الصلوٰۃ فتلا ھا سجد لھا (ھدایہ ص ۱۶۳)

اب اس جملہ میں جزاء "سجد لھا" ہے کیونکہ اس کے شروع میں فاء' واؤ' ثم وغیرہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ ما قبل والے فعل یعنی فسجد ثمّ دخل فی الصلوۃ۔ فتلاھا یہ شرط کے لیے جزاء نہیں بن سکتے کیونکہ جزاء اگر ماضی کا صیغہ ہو تو وہ ہو گی جس کے شروع میں واؤ' فاء' ثم وغیرہ نہ ہو اور یہاں تو ایک ماضی (دخل) پر ثم داخل ہے اور باقی دو ماضی کے صیغوں (فسجد' فتلا ھا) پر فاء داخل ہے لہٰذا یہ فاء اور ثم عاطفہ ہونگے اور ان کے بعد والے فعل کا عطف ہو گا ما قبل فعل شرط "تلا ھا" (جو اِنْ کا مدخول ہے) پر۔

مثال۲ ومن تلا سجدۃً فلَمْ یَسْجُدْھَا حتّٰی دَخَلَ فی صلوۃٍ فاعادھا و سجد اَجزَأَتْہُ السَّجْدۃُ عن التِّلَاوَتَیْن (ھدایہ اول ص ۱۶۳)

اب اس مثال میں جزاء "فلم یسجدھا" نہیں ہے۔ کیونکہ جزاء اگر نفی جحد بلم کا صیغہ ہو تو وہ ہو گی جس کے شروع میں واؤ فاء وغیرہ نہ ہو۔ اور یہاں تو نفی جحد بلم کے صیغہ پر فاء داخل ہے تو معلوم ہوا کہ یہ فاء جزائیہ نہیں ہے بلکہ فاء عاطفہ ہے اور اس کے بعد والے فعل (لم یسجدھا) کا عطف ما قبل فعل شرط (تلا سجدۃً) پر ہے اور اس کی جزاء اجزأتہ السّجدۃ عن التلاوتین ہے کیونکہ ما قبل ہم نے عرض کیا تھا کہ اگر جزاء ماضی کا صیغہ ہو تو وہ ہو گی کہ جسکے شروع میں واؤ' فاء' ثم وغیرہ حروف عاطفہ میں سے کوئی بھی نہ ہو اور چونکہ اس (اَجزأتہ') کے شروع میں بھی واؤ' فاء' ثم وغیرہ حروف عاطفہ میں سے کوئی بھی نہیں ہے تو لہٰذا یہی جزاء ہو گی۔

جملہ شرطیہ کی آسان تعریف

وہ ہے جسمیں کسی کام کو لٹکا (معلّق) دیا جائے۔ آگے لٹکانے کی دو صورتیں ہیں۔

نمبر1 عام طور پر جزاء والے فعل کو لٹکا دیا جاتا ہے شرط والے فعل کے ساتھ

اِنْ دَخَلْتِ الدّار فانت طالق (اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق ہے) لہذا جزاء والے فعل (وقوع طلاق) کو لٹکا دیا گیا ہے شرط والے فعل کے ساتھ یعنی دخول دار کے ساتھ

نمبر۲ اور کبھی شرط والے کام کو لٹکا دیا جاتا ہے جزاء والے فعل کے ساتھ

قُل اِن کُنتم تُحبّون اللّٰه فَاتّبِعونی. آپ ﷺ فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت کا دعوئی کرتے ہو تو پھر میری اتباع کرو۔ اب اللہ پاک جل جلالہ نے شرط والے کام (اپنے ساتھ محبت) کو لٹکا دیا ہے۔ جزاء والے فعل (اتباع النبی ﷺ) کے ساتھ۔

فائدہ: بعض فقہی مثالوں میں شرط کی مثال مستفتِی کی طرح ہے یعنی شرط میں مسئلہ کا ذکر ہوگا اور جزاء کی مثال مفتی کی طرح ہے یعنی جزاء میں اس مسئلہ کا حل ذکر ہوگا۔

مثال اذا عجز المریضُ عَنِ القیام صلّٰی قاعِدایَرکع و یسجدُ

اب یہاں شرط (اذا عجز المریض عن القیام) میں مسئلہ اور حادثہ کا ذکر ہے کہ مثلاً ایک طالبعلم بیمار ہو جائے اور کھڑا ہونے سے عاجز ہو تو وہ کیا کرے تو جزاء (صلّٰی قاعداً یَرکعُ و یسجد) کے اندر مسئلہ کا حل ذکر ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گا گویا کہ شرط کی مثال مستفتِی کی طرح ہو گی۔ اور جزاء کی مثال مفتی کی طرح ہو گی۔

اِن کی اقسام مشہورہ

اِن پانچ قسم پر ہے۔

نمبرا۔ اِن شرطیہ۔

مثال۔ اِن تنصروا اللہ ینصرکم

تنبیہ:۔ کبھی ان شرطیہ لائے نافیہ کیساتھ ملا ہوا ہوتا ہے اور اِلاَّ استثنائیہ کی شکل میں لکھا ہوا ہوتا ہے اسکو الا استثنائیہ ہر گز نہ سمجھنا بلکہ یہ ان شرطیہ ہے اور نون کا لام میں ادغام ہوا ہے۔

۱۔ اِلاَّ تَنصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ (پ۱۰) ۲۔ اِلاَّ تَنفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ (پ۱۰)

۳۔ وَاِلاَّ تَغْفِرْلِي وَتَرْحَمْنِي اَكُن مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (پ۱۱)

۴۔ وَاِلاَّ تَصرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيهِنَّ (پ۱۲)

اور کبھی اِن شرطیہ کے بعد ما زائدہ ہوگا اور نون کا میم میں اِدغام ہوگا۔

مثال وَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُوْلِي (الآیۃ)

نمبر۲ ان نافیہ اسکی نشانی یہ ہے کہ اسکے بعد اکثر الا استثنائیہ ہوگا۔ اور یہ کبھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے

مثال اِنِ الْكَافِرُوْنَ اِلاَّ فِيْ غُرُوْرٍ۔ اِنْ هُوَ اِلاَّ ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ اور کبھی جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے

مثال اِنْ اَرَدْنَا اِلاَّ الْحُسْنٰى۔ اِن يَدْعُوْنَ مِن دُوْنِهٖ اِلاَّ اِنَاثًا (پ۵)

اور کبھی ان نافیہ کے بعد الاَّ استثنائیہ نہیں ہوگا۔

مثال اِنْ عِندَكُم مِّنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا (پ۱۱)۔ قُلْ اِنْ اَدْرِيْ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ (پ۲۹)

نمبر۳ اِنْ مخففہ من المثقلہ یعنی مشدد (اِنَّ) کو ساکن (اِنْ) کر دیا گیا ہو۔

یہ کبھی جملہ اسمیہ پر داخلہ ہوتا ہے۔ آگے عام ہے خواہ عمل کرے یا نہ کرے۔

مثال عمل کرنے کی۔ وَاِنْ كُلاًّ لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ (فی قراءۃ واحدۃ)

اور مثال عمل نہ کرنے کی وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ

اور کبھی جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے

مثال وَاِنْ وَجَدْنَا اَكْثَرَهُمْ لَفَاسِقِيْنَ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلاَّ عَلَى الْخَاشِعِيْنَ

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ

فائدہ اِنْ مُخَفَّفَهْ مِنَ الْمثقّلهْ کی نشانی یہ ہے کہ اسکے بعد لام ابتدائیہ تاکیدیہ واقع ہوگا اور یہ اکثر افعال ناقصہ' افعال مقاربہ اور افعال قلوب پر داخل ہوتا ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

نمبر ۴ اِن زائدہ یہ اکثر مانافیہ کے بعد کبھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور کبھی جملہ فعلیہ پر۔ مثال جملہ اسمیہ کی ما اِنْ زیدٌ قائم" مثال جملہ فعلیہ کی۔ ما ان اتیتُ بشيءٍ اَنْتَ تکرهه

ان وصلیہ کی تعریف

جس میں نقیض شرط اولی بالجزاء ہو۔ یعنی جو شرط کلام میں ذکر ہے اس کے ساتھ بھی جزاء کا تعلق ہے اور اس کے لئے بھی یہ جزاء بن سکتی ہے لیکن اس کی نقیض کے ساتھ جزاء کا تعلق زیادہ ہے یعنی بطریقِ اولی ہے۔ اس کو عام سادہ زبان میں یوں سمجھو کہ حضرت استاذ محترم نے عید کی تعطیلات کے لئے طلباء میں اعلان فرمایا تو ایک مستغرق فی التعلیم طالب علم نے کھڑے ہو کر کہا اقرأ الدرسَ ولو فی یومِ العیدِ۔ میں تو سبق پڑھوں گا اگرچہ عید ہی کا دن کیوں نہ ہو۔ اب اقرأ الدرسَ یعنی میں سبق پڑھوں گا جزاء ہے اور عید کا دن شرط ہے اور اس کی نقیض عید کے علاوہ باقی دن ہیں۔ اب جزاء (سبق پڑھنا) کا تعلق عید کے دن کے ساتھ بھی ہے کہ میں سبق پڑھوں گا اگر عید کا دن ہو لیکن اس کی نقیض عید کے علاوہ باقی ایام کے ساتھ بطریق اولی ہے یعنی باقی ایام میں تو میں بطریق اولی سبق پڑھوں گا۔

نمبر ۲ بَلِّغُوْا عنّی ولو آيَةً (تم میرا پیغام پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو) اب بلغوا عنی یعنی تم میرا پیغام پہنچاؤ یہ جزاء ہے۔ لو آيَةً یعنی ایک آیت یہ شرط ہے اب اس شرط کی نقیض مثلاً دو تین یا چار آیتیں ہیں تو اب جزاء کا تعلق مذکورہ شرط کے ساتھ بھی ہے یعنی تم میرا پیغام پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہو۔ لیکن اس شرط کی نقیض (یعنی ایک سے زائد آیات) کے ساتھ زیادہ اور بطریق اولی ہے۔ یعنی اگر تین چار آیتیں ہوں تو پھر میرا پیغام بطریق اولی پہنچاؤ۔

فائدہ نمبر ۱ :۔ ان وصلیہ نقیض شرط کے لیے وقوع حکم میں تاکید اور مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے جیسے :اَکْرِمْ اَخَاکَ وان کان جاھلاً تو اپنے بھائی کا اکرام کر اگرچہ وہ جاہل ہو اور اگر وہ بھائی جاہل نہ ہو بلکہ عالم ہو تو پھر بطریق اولیٰ اکرام کر۔ لہٰذا وہ مثال درست نہیں ہوگی جس میں جزاء والا حکم نقیض شرط کے لیے مبالغہ کے ساتھ اور بطریق اولیٰ ثابت نہ ہو جیسے :اَکْرِمْ اَخَاکَ وان کان عالماً اب یہ مثال درست نہیں ہے کیونکہ اسمیں جزاء والا حکم (اکرام الاخ) نقیض شرط (انْ کانَ جاھلاً) کے لیے بطریق اولیٰ ثابت نہیں یعنی یوں نہیں کہا جاتا کہ تو اپنے بھائی کا اکرام کر اگرچہ وہ عالم ہو اور اگر عالم نہ ہو بلکہ جاہل ہو تو پھر تو بطریق اولیٰ اکرام کر۔

فائدہ نمبر ۲ :۔ ان وصلیہ کی نشانی یہ ہے کہ اس کے نیچے وصلیہ کا لفظ لکھا ہوا ہوتا ہے اور اس کے بعد اسکی جزاء ذکر نہیں ہوتی بلکہ ما قبل والا جملہ ہی اس کی جزاء محذوف پر دلالت کرتا ہے اس کو آسانی سے یوں سمجھ لیں کہ گویا ما قبل والا جملہ ہی اس کی جزاء ہے۔

فائدہ نمبر ۳ :۔ جہاں ان وصلیہ کے بعد لٰکِنّ آجائے تو یہ ان وصلیہ شرطیہ بن جاتا ہے اور اس کی جزاء لٰکِنّ سے پہلے محذوف ہوتی ہے اور وہ ہے لاَ یَضرُّنا اور یہ لٰکِنّ لانّ کے معنے میں ہوتا ہے اور یہ دلیل ہوتا ہے جزاء محذوف لاَ یَضرُّنا کے لیے۔

مثال نمبر ۱۔ فَصَحّ اداءُ ہٗ لانّ الترتیب و ان کان فرضاً بینه (ای الوتر) و بینَ العشاءِ لَکِنَّ ادّی الوتر بزعم انه صلی العشاء بالوضوءِ (شرح وقایہ ص ۸۲ باب قضاء الفوائت)

مثال نمبر ۲۔ فخَرَجَ بِه مثل تادیباًفی قولك ضربتهٗ تادیباًفانّهٗ وَانْ کاَنَ مِمّافَعَلَه‘ فاعل فعل مذکورٍ لکنّه لَیْسَ مِمّا یشتمِل علیه معنےالفعل (شرح جامی بحث مفعول مطلق ص ۹۵)

فائدہ نمبر ۳۔ اُردو ترجمہ کرتے وقت ان وصلیہ کے معنی میں "اگرچہ" کا لفظ آتا ہے۔

فائدہ نمبر ۴۔ فعل شرط کے بعد مضارع کے کئی صیغے آرہے ہوں ان میں سے ایک پر فا دوسرے پر اَو اور تیسرے پر سوفَ داخل ہو تو جزاء کی ابتدا اس مضارع کے صیغہ سے ہوگی جس پر سوفَ داخل ہو جیسے :۔ وَمَن یُقاتِلُ فی سبیلِ اللّٰه فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤتیه اجراً عظیماً۔

فائدہ نمبر ۵۔لَو کی جزاء پر عام طور پر لام ابتدائیہ تاکیدیہ داخل ہوتا ہے جیسے :۔لو نشاء لجعلنٰہ حطاماً فظَلْتُم تفکّھُوْنَ اور کبھی لام ابتدائیہ تاکیدیہ کے بغیر آتی ہے جیسے :۔لو نشاء جعلنٰہ اجا جاً فلو لا تشکرون اور کبھی لو شرطیہ کی جزاء پر لفظ ما داخل ہوتا ہے۔ جیسے فلو شاء ربّکَ ما فعلوہُ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مغنی اللبیب ص ۲۸۳ ج ۱ تہذیب النحو فارسی ص ۴۹)

﴿جملہ شرطیہ کے اجراء کا طریقہ﴾

اُستاذ: میرے محترم عزیز طُلباء قرآن کریم' احادیث نبویہؐ اور دیگر کُتبِ عربیہ سے جملہ شرطیہ کی مثالیں نکالیں۔

شاگرد: قرآنِ کریم سے :اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ. اِن جنحوا لِلسّلْم فاجْنح لھا. وَاِنْ یُّریدوا خیانتك فقد خانو اللّٰہ من قبل۔ فَاِنْ شَہِدُوْ فلا تَشْہَد مَعَھُمْ. فَاِذَا قرأت القرآن فَاسْتَعِذْ بااللّٰہ من الشیطٰن الرَّجیم۔

احادیثِ نبویہؐ سے :مَنْ تَوَا ضَعَ لِلّٰہ رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ مَنْ تَشَبّہَ بقوم فھو منھم۔ مَنْ بنیٰ لِلّٰہِ مسجداً بَنیٰ اللّٰہُ لہ' بیتاً فی الجنّۃ۔

دیگر کتب عربیّہ درسیّہ سے :۔ومن رأی ھلال رمضان و حدہ صام۔ اِذا اَذّنَ المُؤذِّ نُون یوم الجمعۃ الآذانَ الاول ترك الناس البَیعَ والشرا۔ وَمَنْ رأی ھلال الفطر وحدہ' لم یفطر (قدوری)

اُستاذ: فَاِذَا قرأت القرآن فَاسْتَعِذْ بااللّٰہ من الشیطٰن الرَّجیم۔یہ کونسا جملہ ہے؟

شاگرد: یہ جملہ شرطیہ ہے۔

اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جملہ شرطیہ ہے؟

شاگرد: اس کے شروع میں اسماء شرطیہ میں سے اذا شرطیہ داخل ہے۔

اُستاذ: جملہ شرطیہ کتنے جملوں سے مل کر بنتا ہے؟

شاگرد: جملہ شرطیہ دو جملوں سے مل کر بنتا ہے۔اس کے پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو جزاء کہتے ہیں۔

اُستاذ : یہاں پر کونسا جملہ شرط ہے اور کونسا جملہ جزاء ہے ؟

شاگرد : فَاِذَا قرأت القرآن یہ جملہ شرط ہےفَاسْتَعِذْبااللّٰه من الشیطٰن الرَّجیم یہ جملہ جزاء ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ فَاسْتَعِذْبااللّٰه من الشیطٰن الرَّجیم یہ جملہ جزاء ہے ؟

شاگرد : یہ قاعدہ ہے کہ جب شرط کی جزاء امر کا صیغہ ہو تو اس کے اوپر فا کا داخل کرنا ضروری ہے تو یہاں بھی فاستعذ امر کا صیغہ ہے لہٰذا یہ ماقبل جملے کے لیے جزاء بنتا ہے۔

اُستاذ : اس جملے کی مختصر ترکیب کریں۔

شاگرد : فا قرآنیہ اذا اسم شرط قرأت فعل۔ تَ ضمیر فاعل' القرآن مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شرط۔ فا جزائیہ۔ اِسْتَعِذْ فعل اَنْتَ ضمیر فاعل با جار لفظ اللّٰه مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوئے اِسْتَعِذْ فعل کے ساتھ۔ من جار' الشیطٰن موصوف الرجیم صفت۔ موصوف اپنی صفت کے ساتھ مل کر مجرور ہوا جار کے لیے، اور جار مجرور مل کر متعلق ہوئے استعذ فعل کے ساتھ۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

اُستاذ : اس جملے کا معنی کیا ہے ؟

شاگرد : جب آپ قرآن پاک پڑھنے کا ارادہ کریں تو پناہ مانگیں اللہ پاک کی ذات کے ساتھ شیطان مردود سے

اُستاذ : ان تَنْصُرُوا اللّٰه یَنْصُرْکُمْ کونسا جملہ ہے ؟

شاگرد : جملہ شرطیہ ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جملہ شرطیہ ہے ؟

شاگرد : اس لیے کہ اس کے شروع میں ان شرطیہ ہے

اُستاذ : اس کی جزاء کونسی ہے ؟

شاگرد : یَنْصُرْکُمْ۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ اس کی جزاء یَنْصُرْکُمْ ہے ؟

شاگرد : یہ قاعدہ ہے کہ جب شرط کی جزاء فعل مضارع کا صیغہ ہو تو اس کے شروع میں فا کا لانا جائز ہے یعنی لا بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی لا سکتے تو یہاں فا داخل نہیں ہے۔

اِن اور لَو وصلیّہ کا اجراء

اُستاذ: میرے محترم عزیز طلباء اِن' اور لَو' وصلیہ کی مثالیں نکالو۔

شاگرد: نمبر ۱۔لَنْ تُغنِی عنکُمْ فِئتُکُمْ شَیئاً وَّ لَوْ کَثُرَتْ

نمبر ۲۔بَلِّغوْ عَنِّی وَلَوْآیَةً

نمبر ۳۔فَاَنْ لِلاِسْتِقْبَالِ وَ اِنْ دَخَلَتْ عَلَی الْمَاضِیْ

اُستاذ۔ مثال نمبر ۳ کی مختصر ترکیب کریں۔

شاگرد۔ فا تفصیلیہ اَنْ باراده لفظ مبتدا۔لِلاِسنتقبال ظرف مستقر متعلق ہے ثَبَتَت فعل یاثابِتة'' اسم فاعل مقدر کے ساتھ۔ثَبَتَتْ فعل هِیَ ضمیر فاعل (راجع بسوئے مبتدا) فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتدا کی۔''یا کہ'' ثَابِتَة'' صیغہ اسم فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهٖ (سہارا پکڑے ہوئے ہے اپنے مبتدا پر اور اپنے فعل معروف والا عمل کرتا ہے) هِیَ ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتدا۔ثابتة'' صیغہ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوا مبتدا کی۔مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

واؤ برائے مبالغہ (بر قول ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی) اِنْ وصلیہ شرطیہ دَخَلَتْ فعل هِیَ ضمیر فاعل راجع بسوئے اِنْ ۔علیٰ جار اَلْمَاضِیْ مجرور تقدیراً جار مجرور مل کر متعلق ہوئے دَخَلَتْ فعل کیساتھ۔دخَلَتْ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط ہوا اور اسکی جزاء ما قبل جملہ کے قرینے کی وجہ سے محذوف ہے اور وہ یہ ہے۔فَاَنْ لِلاِسْتقبالِ تو اب اصل عبارت یوں ہو گی وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَی الْمَاضِیْ فَاَنْ لِلاِسْتَقْبَالِ۔تو شرط اپنی جزاء محذوف سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

عند الزمخشری:۔واؤ حالیہ ہے اور مابعد شرط اِنْ دخَلَتْ عَلَی الْمَاضِیْ اپنی جزاء محذوف سے مل کر حال ہوئی اس ضمیر سے جو لِلاِسْتَقْبَالِ ظرف کے اندر مستتر ہے (کیونکہ ظرفِ مستقر بھی فعل یا شبہ بالفعل کی طرح عامل ہوتی ہے لہٰذا فعل یا شبہ بالفعل کی طرح اس میں بھی ضمیر مستتر ہو سکتی ہے جیسے:۔زَید'' فِی الدّارِ قائماً ایک ترکیب کے مطابق قائِماً

کو نصب "فی الدارِ" نے دیا ہے۔ "فی الدَّارِ" کے اندر ھُوَ ضمیر ذوالحال اور قائِماً حال ہے)
یا کہ حال ہے اس ھِیَ ضمیر سے جو ظرفِ مستقر کے متعلّق (ثَبَتَتْ یاثَابِتَۃ") کے اندر مستتر ہے۔ ھِیَ ضمیر ذوالحال اپنے حال سے مل کر فاعل ہوئی ظرف (للاستقبال) کیلئے یاثَبَتَتْ فعل یاثَابِتَۃ" اسم فاعل کے لیے پھر ظرف اپنے فاعل سے مل کر شبہ بالجملہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی اسی طرح ثَبَتَتْ فعل یاثابتۃ" اسم فاعل اپنے متعلّق سے مل کر خبر ہوئے مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

عندالجزری :۔ واؤ عاطفہ ہے۔ اِنْ دَخَلَتْ عَلَی الْمَاضِیْ۔ جملہ شرطیہ معطوف اور ما قبل نقیض شرط مقدر (اِنْ لَّمْ تَدْخُلْ عَلَی الْمَاضِیْ) معطوف علیہ۔ تو اصل عبارت یہ ہو گی اِنْ لَّمْ تَدْخُلْ عَلَی الْمَا ضِیْ فَاَنْ لِلاِسْتقبالِ (معطوف علیہ) وَ اِنْ دَخَلَتْ عَلَی الْمَاضِیْ فَاَنْ لِلاِسْتقْبَالِ (معطوف) معطوف "علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

عند الرضی :۔ واوَ اعتراضیہ ہے فَاَنْ لِلاِستقبالِ جزاء مقدم ہے۔ وَ اِنْ دخلَتْ عَلَی الماضی شرط مؤخر ہے (کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ شرط اور جزاء کے درمیان اگر واؤ آجائے تو وہ واؤ اعتراضیہ ہو گی اور شرط اور جزاء دونوں الگ الگ جملے معترضے ہو نگے)۔

اُستاذ : بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً کی ترکیب کرو۔

شاگرد : بَلِّغُوْا فعل۔ واوَ ضمیر بارز فاعل' عَنْ جار' نون وقایہ' یا ضمیر متکلم مجرور محلاًّ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے بَلِّغُوْا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ واؤ برائے مبالغہ لَوْ شرطیہ وصلیہ آیَۃً خبر ہے کَانَتْ فعل محذوف کی ھی ضمیر اس کا اسم ہے راجع بسوئے تبلیغ (اور یہ مرجع معنوی ہے کیونکہ مشتق منہ (تبلیغ) مشتق (بلّغوا) کے ضمن میں موجود ہے لہٰذا کَانَتْ فعل اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط ہوا اور اس کی جزاء فَبَلِّغُوْا عَنِّیْ محذوف ہے (اور دال بر جزاء محذوف جملہ متقدمہ (بلّغوا عنّی) ہے جو عوض جزاء ہے یا مثل عوض جزاء ہے) شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

فائدہ نمبر ۱۔ اِنْ یالَوْ وصلیہ کے ما قبل واؤ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ ۱۔ عندالزمخشری واؤ حالیہ ہے ۲۔ عندالجزری واؤ عاطفہ ہے۔ ۳۔ عندالرضی واؤ اعتراضیہ ہے۔ ۴۔ بقول ملا علی قاریؒ واؤ مبالغہ کیلئے ہے

فائدہ نمبر ۲۔ مذکورہ واؤ میں عام تراکیب میں آسانی کے لیے ملا علی قاریؒ کے قول کو اختیار کیا جائے۔

﴿جملہ قسمیہ کو حل کرنے کا طریقہ﴾

قسم کا لغوی معنی ہے پکا کرنا۔ جہاں قسم ہو وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

۱۔ مُقْسِمْ (قسم اُٹھانے والا) ۲۔ مُقْسَمْ بِہٖ (جس ذات کا نام لے کر قسم اُٹھائی جائے)

۳۔ حرف قسم (جس حرف کے ساتھ قسم اُٹھائی جائے) ۴۔جواب قسم (جس مقصد کے لیے قسم اُٹھائی جائے)

مثال تاللّٰہِ لا کیدنَّ اصنامکم بعدَ ان تولّوا مُدبِرِیْن

اس مثال میں مقسم حضرت ابراہیم علیہ السلام، مُقسَم بہ اللہ جل جلالہ، حرفِ قسم تاء اور جوابِ قسم لا کیدنَّ اصنامکم ہے۔

حروف قسم : با۔ تا۔ واؤ وغیرہ ہیں۔

ضابطہ :۔ ہر قسم کے لیے جواب قسم کا ہونا ضروری ہے آگے جواب قسم دو حال سے خالی نہیں۔ جملہ اسمیہ ہوگا یا جملہ فعلیہ ہوگا اگر جملہ اسمیہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ مثبتہ ہوگا یا منفیہ اگر مثبتہ ہو تو اس کی ابتداء میں اِنّ ہوگا یا لام ابتدائیہ تاکیدیہ ہوگا یا دونوں ہوں گے جیسے :

یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین۔والعصر ان الانسان لفی خسر۔ واللّٰہ اِنَّ زیدًا قائم"۔وَاللّٰہُ لذیدٌ قائم اور اگر منفیہ ہو تو اسکی ابتداء میں ما یا لا یا اِن نافیہ ہوگا

مثال واللّٰہُ مَا زید" قائماً۔ واللّٰہُ لا زید فی الدار و لا عمرو۔ واللّٰہُ اِنْ زید" قائم"

اور اگر جملہ فعلیہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں۔ مثبتہ ہوگا یا منفیہ

اگر مثبتہ ہو تو اس کے شروع میں لام تاکید اور قد دونوں ہونگے یا اکیلا لام ہوگا جیسے

واللّٰہ لَقَدْ قَامَ زَیْد" وَاللّٰہُ لاَ فْعَلَنَّ کذا

اور اگر منفیہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں ماضی منفی ہوگا یا مضارع منفی

اگر فعل ماضے منفی ہو تو اس کے شروع میں 'ما' کا لفظ ہوگا جیسے :۔واللّٰہ ما قَامَ زید"

اور اگر مضارع منفی ہو تو اس کے شروع میں ما یا لا یا لفظ لَن ہوگا جیسے :۔

واللہ ما افعَلَنَّ کذا۔ واللہِ لاافعَلَنَّ کذا۔ واللہ لن اَفعَلَ کذا۔

حروف قسم کے اندر اصل باء ہے اسی لیے اس کا استعمال عام ہے۔

واوٗ قسم کے استعمال کے لیے تین شرطیں ہیں۔

۱۔ فعل قسم محذوف ہو۔ فلا یقال اُقسِمُ و اللہِ۔

بخلاف الباء۔ فتستعمل مع الفعل المذکور فیقال اقسمت باللہ

۲۔ سوال کے مقام میں استعمال نہ ہو۔ فلا یقال واللہ اخبرنی بخلاف الباء۔

فیُقَالُ بِاللہ اَخبِرنی

۳۔ اسم ظاہر پر داخل ہو فلا یُقال وَکَ۔ بخلاف الباء فیقال بِکَ

اور تاء قسم کے استعمال کے لیے بھی یہی تین شرطیں ہیں مگر تھوڑا سا فرق ہے کہ اس کا مدخول ہمیشہ اسم اللہ جل جلالہ ہوگا جیسے تاللہ لاکیدن اَصنَامَکُم (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو شرح الشرح مأۃ عامل ص ۳۹)

جملہ قسمیہ کا اجراء

اُستاذ : جملہ قسمیہ کی مثالیں نکالیں۔

شاگرد : والعصر اِنّ الانسانَ لَفِی خُسر۔ والضحیٰ والیلِ اذا سجیٰ ماودّعک ربُّک وَماَ قلیٰ۔ تاللہ لاکیدنَّ اصنامکم۔

اُستاذ : دوسری آیۃ میں یہ کونسا جملہ ہے؟

شاگرد : جملہ قسمیہ ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جملہ قسمیہ ہے؟

شاگرد : اس کے شروع میں واوٗ قسمیہ ہے۔

اُستاذ : جہاں قسم ہو وہاں کتنی چیزوں کا جاننا ضروری ہے؟

شاگرد : وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ مقسم۔ مقسم بہ۔ حرف قسم۔ جواب قسم

اُستاذ : اس مثال میں ان چاروں چیزوں کو ثابت کریں۔

شاگرد : مُقسم اللہ تعالیٰ ہیں۔ الضحی (چاشت کا وقت) اور الّیل اذا سجیٰ (رات جس وقت چھا جائے) معطوف و معطوف الیہ مل کر مقسم بہ ہیں۔ حرف قسم واؤ ہے۔
جواب قسم مَاوَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قلیٰ۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جواب قسم ہے ؟

شاگرد : جواب قسم کے ضابطہ سے معلوم ہوا۔ کیونکہ جواب قسم کے ضابطہ میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ اگر جوابِ قسم فعل ماضی منفی کا صیغہ ہو تو اس کے شروع میں ما کا لفظ ہو گا۔

اُستاذ : یہی چار چیزیں والعصرِ انّ الانسانَ لفی خسر کی مثال میں ثابت کریں۔

شاگرد : مقسم اللہ تعالیٰ ہیں۔ مقسم بہ العصر (زمانہ) ہے حرفِ قسم واؤ ہے۔
جواب قسم اِنّ الاِنسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ہے۔

اُستاذ : آپ کو جوابِ قسم کیسے معلوم ہوا ؟

شاگرد : جواب قسم کے ضابطہ سے کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جب جواب قسم جملہ اسمیہ مثبتہ ہو تو اس کے شروع میں اِنّ ہو گا یا لام ابتدائیہ تاکیدیہ ہو گا۔ یا دونوں ہونگے تو یہاں پر بھی دونوں ہیں۔

اُستاذ : اس جملہ کی مختصر ترکیب کریں ؟

شاگرد : واؤ قسمیہ جار۔ العصرِ مجرور بالکسرہ لفظاً جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے اُقسمُ فعل محذوف کے ساتھ۔ اُقسم فعل انا ضمیر مستتر فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر قسم ہوا۔ اِنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ناصب الاسم ورافع الخبر۔ الانسان اس کا اسم ہے اور لفی خسر ظرفِ مستقر ثبت یا ثابت'' کے ساتھ متعلق ہو کر اس کی خبر ہے۔ تو اِنّ اپنے اسم و خبر سے مل کر جواب قسم ہوا۔ قسم اپنی جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔ باقی جملہائے قسم کی تراکیب کو اسی پر قیاس کر لیں۔

﴿جملہ ندائیہ کو حل کرنے کا طریقہ﴾

ندا کا لغوی معنی ہے "پکارنا"
جہاں ندا ہو۔ وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

نمبر ۱۔ منادِی ۲۔ منادیٰ ۳۔ حرفِ ندا ۴۔ جواب ندا

منادِی پکارنے والے کو کہتے ہیں۔ مُنادیٰ جس کو پکارا جائے۔
حرف ندا۔ جس حرف کے ساتھ پکارا جائے۔ جواب ندا۔ جس مقصد کے لیے پکارا جائے۔

مثال یٰیَحیٰ خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ

اب اس مثال میں منادی اللہ تعالیٰ۔ منادیٰ یحیٰ علیہ السلام۔ حرفِ ندا یا ہے اور جوابِ ندا خُذِ الکِتٰبَ بقوۃٍ ہے۔ حروفِ ندا پانچ ہیں۔ یا۔ اَیَا۔ ھَیَا۔ اَی۔ ھمزہ مفتوحہ ان حروفِ ندا میں یا کثیر الاستعمال ہے۔

﴿منادیٰ کی اقسام و احکام﴾

منادیٰ منصوب ہوگا۔ (تین مقام میں)

۱۔ منادیٰ مضاف ہو جیسے :۔ یا عبدَ اللّٰہ۔ یا رسولَ اللّٰہ

۲۔ منادیٰ مُشابہ بالمضاف ہو جیسے :۔ یا طالعاً جبلاً

مُنادیٰ مُشابہ بالمُضاف اُس کو کہتے ہیں کہ منادی مضاف تو نہ ہو لیکن مضاف کے مشابہ ہو یعنی جس طرح مضاف کا معنی مضاف الیہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتا اسی طرح مُنادیٰ کا معنی دوسرے کلمے کو ملائے بغیر مکمل نہیں ہوتا جیسے طالِعاً کا معنی ہے چڑھنے والا یہ معنی جَبَلاً کے ملائے بغیر مکمل نہیں ہوگا۔

۳۔ مُنادیٰ نکرہ غیر معینہ ہو جیسے نابینا آدمی کسی کو کہے کہ یا رجلاً خذ بیدی

لیکن اگر بینا شخص کہے تو وہ یوں کہے گا یا رجلُ خذبِیَدِیْ۔ اب یہ منادی مفرد معرفہ مبنی بر علامت رفع ہوگا۔

۴۔ مُنادیٰ مفرد معرفہ ہو تو وہ مبنی بر علامت رفع ہو گا جیسے یا زیدُ۔ یا نُوحُ۔ یا ابراہیمُ یعنی وہ مُنادیٰ حرف ندا کے داخل ہونے سے پہلے جس حالت (ضمہّ الف ' واوٗ) پر معرب تھا۔ حرف ندا کے داخل ہونے کے بعد بھی اسی حالت پر مبنی ہو گا۔

سوال یا زیدان اور یا زیدون میں تو مُنادیٰ مفرد نہیں ہے بلکہ تثنیہ اور جمع ہے۔ تو ان کو مفرد کہنا کیسے صحیح ہو گا۔

جواب مفرد چار چیزوں کے مقابلہ میں آتا ہے :۔

مفرد تثنیہ و جمع کے مقابلہ میں   مفرد مرکب کے مقابلہ میں

مفرد جملے کے مقابلے میں   مفرد مضاف و مشابہ بالمضاف کے مقابلہ میں

یہاں مُنادیٰ کی بحث میں مفرد مضاف و مشابہ بالمضاف کے مقابلہ میں ہے یعنی یہاں مفرد ہونے کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ مضاف یا مشابہ بالمضاف نہ ہو آگے عام ہے خواہ وہ واحد' تثنیہ' جمع ہو وہ سب مفرد میں داخل ہے۔

فائدہ :۔ کلام عرب میں بالخصوص قرآن پاک میں پہلی اور آخری قسم کا منادیٰ زیادہ استعمال ہوا ہے۔

فائدہ :۔ جب منادیٰ معرّف باللام ہو تو اس مُنادیٰ اور حرف ندا کے درمیان مذکر کے لیے اَیُّھا اور مؤنث کے لیے اَیَّتُھا کے لفظ کا فاصلہ لائیں گے۔ بشرطیکہ وہ الف لام عوضی بھی نہ ہو اور لازم بھی نہ ہو اگر ہوا تو پھر فاصلہ نہیں لائیں گے جیسے :۔ یا اللّٰہ اب اس میں الف لام عوضی ہے کیونکہ اِلٰہٌ کے ہمزہ سے بدل کر آیا ہے اور لازم بھی ہے کیونکہ لاہٗ کا کلمہ الف لام کے بغیر نثر کلام میں نہیں پایا گیا۔

مطابقی مثال : یایھا الرَّسول بلغ ما انزل الیک من ربِّکَ یا اَیَّتُھَا النفسُ المطمئنَّةُ یا یھا الناس اتَّقوا ربّکُم

فائدہ: کبھی حرف ندا کو حذف کر کے اُس کے عوض میں آخر میں میم مشدد لاتے ہیں۔

جیسے اللّٰھمّ۔ اصل میں یا اللّٰہ تھا۔

فائدہ کبھی حرف ندا کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے ربّنا۔ دعا کے مقام میں جہاں بھی ربّنا اور ربِّ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس سے پہلے حرف ندا محذوف ہے اصل میں یا ربّنا اور یا ربّی تھا یہاں مُنادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ربَّنا منادیٰ منصوب لفظاً اور ربِّ منادیٰ منصوب تقدیراً ہے۔ کیونکہ یہ سولہ قسموں میں سے غیر جمع مذکر سالم مضاف الیٰ یاء المتکلم ہے اور اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے۔

مثال: رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَالَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا۔

﴿جملہ ندائیہ کا اجراء﴾

اُستاذ: محترم طلباء جملہ ندائیہ کی مثالیں نکالو۔

شاگرد: يا اَيُّها المُزَّمِّل قُمِ اللّيل اِلاَّ قَلِيْلاً۔ يٰنوح اهبط بسلٰمٍ منا و بركٰت عليكَ۔ ياابراهيم قد صدّقت الرؤيا۔

اُستاذ: يا اَيُّها المُزَّمِّل قُمِ اللّيل اِلاَّ قَلِيْلاً۔ یہ کونسا جملہ ہے؟

شاگرد: جملہ ندائیہ ہے۔

اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد: اس کے شروع میں یا حرف ندا داخل ہے۔

اُستاذ: جہاں حرفِ ندا ہو وہاں کتنی چیزوں کا جاننا ضروری ہے؟

شاگرد: چار چیزوں کا۔ منادی۔ منادی۔ حرف ندا۔ جواب ندا۔

اُستاذ: اس مثال میں چار چیزوں کو ثابت کرو۔

شاگرد : اس آیۃ کریمہ میں منادِی اللہ تعالیٰ ہیں اور منادیٰ ' المزمل ہے حرف ندا یاء ہے۔ جواب ندا قم الّیل الا قلیلا الایۃ۔

اُستاذ : یاء حرف ندا اور منادیٰ المزمّل کے درمیان ایُّھا کا فاصلہ کیوں لائے ہیں۔

شاگرد : یہ قاعدہ ہے کہ جب منادیٰ معرف باللام ہو تو اس پر جب حرفِ ندا داخل کیا جائے تو منادیٰ اور حرفِ ندا کے درمیان مذکر کے لیے ایّھا وغیرہ اور مؤنث کے لیے ایّتھا کا فاصلہ لاتے ہیں۔

اُستاذ : کیوں؟

شاگرد : تاکہ اجتماع آلتی تعریف کا لازم نہ آئے۔ کیونکہ الف لام اور یاء حروف ندا دونوں نکرہ کو معرفہ بنانے کے آلے ہیں۔

اُستاذ : اس کی ترکیب کرو۔

شاگرد : یاء حرف ندا قائمقام ' اَدعُوْ کے۔ اَدعو فعل اَنا ضمیر فاعل۔ ایُّ مبنی علی الضم موصوف ھا حرفِ تنبیہ مبنی بر سکون۔ المزمِّلُ صفت۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر منادیٰ ہو کر مفعول بہ کے ہوا اَدعو فعل کے لیے۔ ادعو فعل انا ضمیر فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر ندا۔ قم فعل انت ضمیر فاعل الّیل مستثنیٰ منہ الاّ حرف استثناء قلیلاً مستثنیٰ الّیل مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر مفعول فیہ ہوا قم فعل کے لیے۔ قم فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جواب ندا ہوا پھر ندا اپنے جوابِ ندا سے مل کر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔ جہاں بھی قرآن کریم میں ایسی آیات آئیں کہ جن کے اندر منادیٰ کے شروع میں اَیُّھا یا ایتُھا کا لفظ ہو تو ان کی تراکیب کو اسی آیت کی ترکیب پر قیاس کرلیں۔

اُستاذ : یا اِبراھیم قد صدقت الرؤیا یہ کونسا جملہ ہے؟

شاگرد : جملہ ندائیہ ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ جملہ ندائیہ ہے؟

شاگرد : اس کے شروع میں یا حرف ندا داخل ہے۔

اُستاذ : جہاں حرفِ ندا ہو وہاں کتنی چیزوں کا جاننا ضروری ہے ؟

شاگرد : چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ مُنادی۔ منادٰی۔ حرفِ ندا۔ جوابِ ندا۔

اُستاذ : اس مثال میں ان چار چیزوں کو بیان کریں۔

شاگرد : منادی اللہ تعالیٰ۔ مُنادٰی حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حرفِ ندا یا اور جوابِ ندا قَد صَدَقتَ الرؤیا ہے۔

اُستاذ : اس جملہ ندائیہ کی مختصر ترکیب کریں۔

شاگرد : یا حرفِ ندا قائم مقام اَدْعُوْ فعل کے۔ اَدْعوا فعل۔ اَنا ضمیر فاعل۔ ابراہیم منادیٰ مفرد معرفہ مبنی بر ضمہ ہو کر مفعول بہ ہوا اَدعو فعل کے لیے اَدْعُوْ فعل اَنا ضمیر فاعل اور منادی مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر ندا۔ قد حرف تحقیق مع التقریب۔ صدَّقتَ فعل ت ضمیر فاعل الرؤیا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب ندا (مقصود بالندا) ہوا ندا اپنے جواب ندا سے مل کر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔

جار مجرور کی ترکیب کو حل کرنے کا طریقہ

ظرف کا قاعدہ :۔ ظرف دو قسم پر ہے

ا۔ ظرف حقیقی :۔ ظرف زمان اور ظرف مکان کو ظرف حقیقی کہتے ہیں۔

۲۔ ظرف مجازی :۔ جار مجرور کو ظرف مجازی کہتے ہیں۔

جار مجرور کو ظرف مجازی اس لیے کہتے ہیں کہ ظرف کا معنی ہے برتن تو حرف جر کا مدخول بھی فعل اور شبہ بالفعل کے معنی کے لیے بمنزلہ برتن کے ہوتا ہے جیسے :۔ خَتَمَ اللّٰه علیٰ قُلُوْبِهِم اب علیٰ کا مدخول قلوبهم ' خَتَمَ کے لیے بمنزلہ ظرف اور برتن کے ہے کیونکہ وہ مہر کفار کے دلوں پر جا لگی ہے۔

ظرف مجازی دو قسم پر ہے :۔ (اسی طرح بعض ظرفِ حقیقی جیسے :۔ قبل ۔ بعد وغیرہ بھی دو قسم پر ہے) ا۔ ظرف مستقر ۲۔ ظرف لغو

ظرف مستقر : ظرفِ مستقر وہ ظرف ہے کہ جس کا متعلق محذوف ہو آگے عام ہے خواہ افعالِ عامہ میں سے ہو یا افعال خاصہ میں سے۔ عند البعض ظرف مستقر کی تعریف یہ ہے کہ ظرف مستقر وہ ظرف ہے کہ جس کا متعلق محذوف ہو اور افعال عامہ میں سے ہو۔

افعال عامہ کی تعریف :۔ مالا یَخلو عنه فعلٌ

یعنی افعال عامہ وہ ہیں جن سے کوئی بھی فعل خالی نہ ہو۔ افعال عامہ آٹھ ہیں۔ چار مشہور اور چار غیر مشہور ہیں۔

چار مشہور کو شاعر نے شعر میں ذکر کیا ہے :۔

افعال عامہ چہار اند نزدِ اربابِ عقول
کون است وجود است و ثبوت و حصول

چار غیر مشہور یہ ہیں :

تَلبس ۔ لصوق۔ لسوق۔ لذوق ان چاروں کا معنی "ملنا" ہے۔

افعال خاصہ کی تعریف :۔ مَا یَخلُوا عنہ فعل''

افعال خاصہ وہ ہیں جن سے کوئی فعل خالی ہو۔ ان آٹھ افعال عامہ کے علاوہ باقی سب افعال خاصہ ہیں کیونکہ ان آٹھ کے علاوہ جتنے بھی افعال ہیں وہ ضرور کسی نہ کسی فعل سے خالی ہیں جیسے :۔ ضَرَبَ۔ نَصَرَ مثلاً یہ اَکَلَ' اور شرب والے فعل سے خالی ہیں لیکن افعالِ عامہ سے کوئی بھی فعل خالی نہیں ہے۔ وجود۔ ثبوت۔ کون۔ حصول سے دُنیا کا کوئی بھی فعل خالی نہیں۔

مثال: قِرَاءۃ'' پڑھنا ایک فعل ہے اس میں یہ چاروں فعل موجود ہیں

پڑھنا ہے یہ ''کون'' ہے پڑھنا ثابت ہے یہ ''ثبوت'' ہے

پڑھنا حاصل ہے یہ ''حصول'' ہے پڑھنا موجود ہے یہ ''وجود'' ہے

ظرف لغو :۔ ظرف لغو وہ ظرف ہے جس کا متعلق مذکور ہو آگے عام ہے خواہ افعال عامہ میں سے ہو یا افعالِ خاصہ میں سے عند البعض ظرف لغو وہ ہے جس کا متعلق افعال خاصہ میں سے ہو خواہ مذکور ہو یا محذوف ہو۔

ظرف لغو کی علامات : فعل کے بعد اسم فاعل کے بعد اسم مفعول کے بعد اسم تفصیل کے بعد صفتِ مشبہ کے بعد اور مصدر کے بعد جو بھی جار مجرور آجائے تو وہ جار مجرور اسی فعل یا اسم فاعل' اسم مفعول وغیرہ کے ساتھ متعلق ہوں گے جو پہلے ذکر ہے۔

جیسے :۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلیٰ قُلُوبِھِم۔ اِنّی جَاعِلٌ'' فِی الاَرْضِ خَلِیفَۃً۔ الَّذی جَعَلَ لَکُمُ الارْضَ یہ سب ظرف لغو ہیں کیونکہ ان کا متعلق ما قبل مذکور ہے۔

ظرفِ لغو کی وجہ تسمیہ :۔ ظرف لغو کو ظرف لغو اس لیے کہتے ہیں کہ لغو کا معنی ہے محروم ہونا تو ظرف لغو کو بھی ظرفِ لغو اس لیے کہتے ہیں کہ وہ بھی اپنے عامل کی جگہ قرار پکڑنے سے محروم رہتی کیونکہ عامل خود ما قبل مذکور ہوتا ہے۔

ظرفِ مستقر کی وجہ تسمیہ :۔ ظرف مستقر کو مستقر اس لیے کہتے ہیں کہ مستقر مشتق ہے استقرار سے اور استقرار کا معنی ہے قرار پکڑنا۔ تو ظرفِ مستقر بھی اپنے عامل کی جگہ پر قرار پکڑ لیتی ہے اسی لیے اس کو ظرفِ مستقر کہتے ہیں جیسے :۔ الحمدُ ثَبَتَ لِلّٰہِ۔ ثَبَتَ عامل کو حذف کر دیا اور ظرفِ مستقر کو اسکی جگہ کھڑا کر دیا۔

ظرف مستقر کے مقامات کا بیان

ظرف مستقر چار مقام میں واقع ہوتی ہے خبر۔ صلہ۔ صفت۔ حال

خبر کے مقام میں تب ہوگی جب پہلے مبتدا ہو۔

صلہ کے مقام میں تب ہوگی جب پہلے اسم موصول ہو۔

صفت کے مقام میں تب ہوگی جب پہلے موصوف ہو

حال کے مقام میں تب ہوگی جب پہلے ذوالحال ہو۔

مقامِ خبر :۔اگر ظرف مستقر خبر کے مقام میں ہو تو اس کے متعلّق میں اختلاف ہے اور دو مذہب ہیں:

بصریوں کا اور کوفیوں کا

بصری :۔بصری حضرات کہتے ہیں کہ ہم اس کا متعلق فعل نکالیں گے کیونکہ ظرفِ مستقر اپنے عامل کی جگہ پر واقع ہوئی ہے اور اصل عمل کرنے میں فعل ہے اس لیے ہم اس کا متعلق فعل نکالیں گے۔ جیسے :الحمد للہ (ای ثَبَتَ لِلّٰہ)اور کوفی نحوی کہتے ہیں ہم اس کا متعلق اسم نکالیں گے کیونکہ ظرفِ مستقر خبر کے مقام میں واقع ہوئی ہے اور اصل خبر میں افراد ہے تو اسم بھی مفرد ہوتا ہے نہ کہ جملہ۔ لہٰذا کوفیوں کے نزدیک تقدیرِ (اصل) عبارت یوں ہوگی۔الحمدُ للّٰہِ (ای ثابِت" لِلّٰہِ)

مقامِ صلہ :۔ظرف مستقر اگر صلے کے مقام میں ہو تو پھر اس کا متعلق فعل نکالیں گے کیونکہ صلہ جملہ ہوتا ہے اور فعل بھی اپنے فاعل سے مل کر جملہ ہوتا ہے جیسے :۔

والذین من قبلکم (ای ثَبَتُوا من قبلکم)

مقامِ صفت :۔ظرف مستقر اگر صفت کے مقام میں ہو تو اکثر اس کا متعلق فعل اور بعض اسم نکالتے ہیں جیسے :۔علیٰ معنی فی نفسها (ای ثَبَتَ اَوثابِتٍ فی نفسها)

مقامِ حال :۔ ظرف مستقر اگر حال کے مقام میں واقع ہو تو اکثر اس کا متعلق فعل اور بعض اسم نکالتے ہیں جیسے :۔ فاللفظِيَةُ مِنها عَلىٰ نَوعَينِ (اى ثَبتَتْ اَوْ ثابِتَتًا مِنها)

فائدہ :۔ جو بھی جار مجرور ہو بشرطیکہ وہ جار مجرور زائد نہ ہو وہ یا تو ظرفِ مستقر ہوگا (اگر چار مقام میں واقع ہو) یا ظرفِ لغو ہوگا (اگر چھ چیزوں کے بعد واقع ہوا)

حروفِ جارّہ کی وجہ تسمیہ :۔ حروف جارہ کو جارہ اس لیے کہتے ہیں کہ جارہ مشتق ہے جَرّ سے اور جرّ کا معنی ہے کھینچنا۔ چونکہ حروفِ جارّہ بھی ما قبل فعل یا شبہ بالفعل کے معنی کو کھینچ کر اپنے مدخول تک پہنچادیتے ہیں اسی لیے ان کو حروف جارہ کہا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ حرف جر کی مثال قلی کی طرح ہے جیسے قلی کا کام ہوتا ہے اسٹیشن سے سامان اٹھا کر گاڑی تک پہنچانا اسی طرح حرف جر کا کام بھی یہی ہے کہ ما قبل فعل یا شبہ بالفعل کے معنی کو اٹھا کر اپنے مدخول تک پہنچانا جیسے خَتَمَ اللّٰهُ على قلوبهم اب علیٰ نے یہاں خَتَمَ کے معنی (مہر) کو اٹھا کر اپنے مدخول قلوبھم تک پہنچادیا۔ اب معنی یہ ہوگا کہ اللہ پاک نے مہر لگائی ان کے دلوں پر اگر علیٰ کا لفظ موجود نہ ہوتا تو یہ مہر کتاب پر لگ سکتی تھی کپڑے پر بھی لگ سکتی تھی لیکن علیٰ نے اس مہر کا تعلق دنیا کی تمام چیزوں سے کاٹ کر اپنے مدخول کے ساتھ جوڑ دیا کہ یہ مہر کفار کے دلوں پر لگی ہے۔

فائدہ :۔ اگر جار مجرور سے پہلے فعل، اسم فاعل، اسم مفعول وغیرہ متعدد متعلق ذکر ہوں تو یہ جار مجرور اسی کے ساتھ متعلق ہونگے جس کے ساتھ متعلق کرنے سے معنی ٹھیک ہو جیسے :۔

قد نرىٰ تقلّبَ وَجهك فى السماء ۔ اب اس مثال میں جار مجرور کے متعلق میں دو احتمال ہیں۔ قد نرىٰ (فعل) ہوگا یا تقلّبَ (مصدر) ہوگا۔ اب اگر قد نرىٰ فعل کے ساتھ متعلق کریں تو معنی ہوگا تحقیق ہم آسمان میں دیکھ رہے ہیں یہ معنی ٹھیک نہیں کیونکہ یہاں پر مقصودِ باری تعالیٰ اپنی رؤية فى السماء کو بیان کرنا نہیں اور اگر جار مجرور کو تقلّبَ مصدر کے ساتھ متعلق کریں تو حرف جر تَقلّبَ والے معنی کو اپنے مدخول السماء کے ساتھ ملادے گا اور معنی یوں ہوگا تحقیق ہم دیکھ رہے ہیں آپ کے چہرہ (انور) کے پھرنے کو آسمان کی طرف۔ اب معنی ٹھیک ہوگا۔

جار مجرور کا اجراء

اُستاذ: جار مجرور کی مثالیں نکالو؟

شاگرد: وَاِذقَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰئِكَةِ ۔ وَلاَ تَلبِسُوا الحَقّ بِالْبَاطِلِ ۔ فَاغسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيدِيكُمْ اِلَى الْمرَافِقِ

اُستاذ: تیسری آیت میں اِلَى المرَافِقِ یہ ظرف مستقر ہے یا ظرفِ لغو؟

شاگرد: ظرفِ لغو ہے۔

اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

شاگرد: ظرف لغو کی نشانی سے معلوم ہوا کیونکہ آپ نے ہمیں ظرف لغو کی نشانی یاد کروائی تھی کہ فعل کے بعد اسم فاعل کے بعد اسم مفعول وغیرہ کے بعد جو بھی جار مجرور آجائے وہ اسی فعل وغیرہ کے ساتھ متعلق ہوگا۔ اسی لیے ہم عرض کرتے ہیں کہ الیٰ المرافقِ ظرفِ لغو ہے اور فاغسلوا فعل کے ساتھ متعلق ہے۔

اُستاذ: وجوھکُم کے ساتھ متعلق ہو سکتا ہے؟

شاگرد: جی نہیں کیونکہ ایک تو یہ اسمِ جامد ہے اور اسم جامد بغیر (تاویل کے) متعلق نہیں بن سکتا دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر آپ الی المرافق کو وجوھکم کے ساتھ متعلق کریں بھی تو معنی میں فساد لازم آئے گا کیونکہ حرف جر کا کام یہ ہے کہ وہ جس لفظ کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اس کے معنی کو کھینچ کر اپنے مدخول تک پہنچا دیتا ہے اب معنی یہ ہوگا تمہارے چہرہ کہنیوں تک ہے (تو کیا لوگوں کا چہرہ کہنیوں تک لمبا ہوتا ہے؟) حالانکہ چہرہ کی لمبائی کہنیوں تک نہیں بلکہ ٹھوڑی کے نیچے تک ہے۔ اسی طرح ایدیکم کے ساتھ متعلق نہیں کر سکتے کیونکہ پھر مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے ہاتھ کہنیوں تک ہیں حالانکہ ہاتھ کی

لمبائی کہنی تک نہیں بلکہ کندھے تک ہے۔ لہٰذا جب یہ دونوں کے ساتھ متعلق نہیں ہو سکتا تو پھر مان لیں کہ فاغسلو کے ساتھ متعلق ہے اور اس کے معنی کو کھینچ کر اپنے مدخول تک پہنچا رہا ہے تو معنی یوں ہو گا کہ دھوؤں تم اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک یعنی الیٰ نے دھونے والے معنی کو اپنے مدخول المرافق تک پہنچادیا۔

اُستاذ: شرح مأۃ عامل نوع اول میں الباء للالصاق میں للالصاق 'اللام للاختصاص میں للاختصاص اورالواو للقسم میں للقسم ظرف مستقر ہیں یا ظرفِ لغو۔

شاگرد: ظرفِ مستقر ہیں۔

اُستاذ: ظرفِ مستقر کسے کہتے ہیں؟

شاگرد: جس کا متعلق محذوف ہو۔

اُستاذ: ظرف مستقر کتنے مقام میں واقع ہوتی ہے؟

شاگرد: چار مقام میں۔

اُستاذ: یہاں کس مقام میں ہے؟

شاگرد: خبر کے مقام میں؟

اُستاذ: آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ خبر کے مقام میں ہے؟

شاگرد۔ جملہ اسمیہ کی علامت نمبر ۵ سے معلوم ہوا کہ کلام کے شروع میں الف لام والا اسم اور اس کے بعد جار مجرور آجائے تو وہ ہمیشہ مبتدا خبر بنیں گے۔

اُستاذ: ان کا متعلق محذوف کیا نکالیں گے؟

شاگرد: اس کے دو متعلق نکالیں گے ثَبَتَتْ یاثَابِتَۃ'' کیونکہ ظرف مستقر جب خبر کے مقام میں ہو تو اس کے دو متعلق محذوف نکالتے ہیں بصریوں کے نزدیک فعل اور کوفیوں کے نزدیک اسم۔ لہٰذا مختصر ترکیب یہ ہے کہ ثَبَتَتَ یاثَابِتَۃ'' اسم فاعل اور ان دونوں میں ھِیَ ضمیر فاعل ہے تو یہ دونوں اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوئے مبتدا (الباء ' اللام ' الواو) کی اور مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

عدد کی مفید بحث

(یعنی ممیز تمیز کی ترکیب کو حل کرنے کا طریقہ)

عدد کا لغوی معنی ہے گننا۔ اصطلاح میں عدد کی دو تعریفیں ہیں۔

نمبر ۱ اَلعَددُ ما یعدُّ بہٖ

عدد وہ ہے جس کے ذریعے کسی چیز کو شمار کیا جائے۔ ان حضرات کے نزدیک عدد ایک سے شروع ہوتا ہے۔

نمبر ۲ اَلعَددُ نِصفُ مَجمُوعِ الحَا شِیَتَینِ

دو حاشیوں کے مجموعے کا آدھا

مثال دو عدد ہے کیونکہ یہ دو حاشیوں کے مجموعہ کا آدھا ہے کیونکہ دو کے نیچے کا حاشیہ ایک ہے اور اوپر کا تین ہے ان دونوں حاشیوں کو جمع کریں تو مجموعہ چار ہے اور چار کے مجموعہ کا آدھا دو ہے۔ ان حضرات کے نزدیک عدد دو سے شروع ہوتا ہے کیونکہ ایک کا اوپر والا حاشیہ ہے نیچے والا نہیں۔

ہر عدد میں ابہام ہوتا ہے اس کے بعد جو لفظ عدد کے ابہام کو دور کرے اس کو تمیز کہتے ہیں۔

مثال مثال کے طور پر قرآن پاک میں موجود ہے۔

اِذقال یُوسُفُ لابیہ یاابتِ اِنّی رأیتُ اَحَدَ عَشَرَ

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے فرمایا کہ میں نے دیکھے گیارہ اب گیارہ کے اندر ابہام ہے۔ گیارہ کیا دیکھے جب کوکباً کہا تو اب ابہام دور ہو گیا۔ کہ گیارہ سے مراد ستارے ہیں اور تعبیر میں گیارہ ستاروں سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی ہیں۔

آگے عدد باعتبار تمیز کے تین قسم پر ہے۔

عددِ اقل :۔ تین سے لے کر دس تک اس کو عدد اقل کہتے ہیں

عددِ اوسط :۔ گیارہ سے لے کر ننانوے تک اس کو عددِ اوسط کہتے ہیں۔

عددِ اعلیٰ :۔ سو سے لے کر مالا نہایۃ تک اس کو عددِ اعلیٰ کہتے ہیں۔

﴿تمیز کے اعراب کے بارہ میں اہم ضوابط﴾

عددِ اقل :۔ عددِ اقل کی تمیز ہمیشہ جمع مجرور ہو گی۔ خلاف العقل ہو گی۔ بشرطیکہ عددِ اقل کی تمیز خود مائۃ کا لفظ نہ ہو۔ اگر عددِ اقل کی تمیز خود مائۃ کا لفظ ہو تو پھر مفرد مجرور ہو گی۔ جیسے کہ ثلٰثُ مأۃٍ
عددِ اقل کی تمیز خلاف العقل ہو گی خلاف العقل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمیز مذکر ہے تو عدد کو مؤنث لائیں گے اور اگر تمیز مؤنث ہے تو عدد کو مذکر لائیں گے۔

مثال ثَلٰثَۃُ رِجالٍ اور اگر تمیز مؤنث ہے تو عدد کو مذکر لائیں گے۔ ثلاثُ نسوۃٍ
قرآن مجید میں سب کی مثالیں موجود ہیں

مثال	تین کی	ثَلٰثَۃَ قروءٍ
مثال	چار کی	اَرْبعۃ اَشھرٍ
مثال	پانچ کی	بِخَمسۃِ الٰفٍ من الملئِکۃِ منزلین
مثال	چھ کی	فِیْ سِتَّۃِ اَیّامٍ ثم استویٰ علی العرش
مثال	سات کی	سبعَ لیالٍ
مثال	آٹھ کی	ثَمٰا نیَۃَ اَیّامٍ
مثال	نو کی	تِسعَۃُ رَھطٍ
مثال	دس کی	من عَشَرَۃِ مسٰکین

فائدہ :۔ ایک اور دو (واحد۔ اثنان) اپنی تمیز کے ساتھ ذکر نہیں ہوتے۔ کیونکہ ایک اور دو کا معنی خود ان کی تمیز سے حاصل ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ رَجُلٌ (ایک مرد)۔ رجلانِ (دو مرد)
اب ایک اور دو والا معنیٰ رَجَلٌ اور رجلانِ سے حاصل ہے

عدد اوسط :۔ عددِ اوسط کی تمیز مفرد منصوب ہو گی۔

۱۱	۔	۱۲
۲۱	۔	۲۲
۳۱	۔	۳۲
۴۱	۔	۴۲
۵۱	۔	۵۲
۶۱	۔	۶۲
۷۱	۔	۷۲
۹۱	۔	۹۲

ان سب اعداد کی تمیز موافق العقل ہو گی یعنی تمیز مذکر ہو تو عدد کی دونوں جزئیں مذکر ہوں گی۔ اگر تمیز مؤنث ہو تو عدد کی دونوں جزئیں مؤنث ہوں گی۔

بالترتیب مثال یہ کہ : اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً — احدٰی عشرةَ امرأةً

اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً	احدٰی عشرةَ امرأةً
اِثْنا عَشَرَ رَجُلاً	اثنتا عشرةَ امرأةً
اَحَدُوَ عِشْرُوْن رَجُلاً	احدٰی عشرون امرأةً
اِثْنَانِ وَ عِشْرُوْن رَجُلاً	اثنتان و عشرون امرأةً
احدوَ تِسعونَ رجلاً	احدی و تسعون امرأةً
اِثْنَانِ و تسعون رجلاً	اثنتان و تسعون امرأةً

۱۳	سے لے کر	۱۹	تک
۲۳	سے لے کر	۲۹	تک
۳۳	سے لے کر	۳۹	تک
۴۳	سے لے کر	۴۹	تک
۵۳	سے لے کر	۵۹	تک
۶۳	سے لے کر	۶۹	تک
۷۳	سے لے کر	۷۹	تک
۸۳	سے لے کر	۸۹	تک
۹۳	سے لے کر	۹۹	تک

کی تمیز خلاف العقل ہو گی۔ اگر تمیز مؤنث ہو تو عدد کی دو جزؤوں میں سے پہلی جزء مذکر ہو گی اور اگر تمیز مذکر ہو تو عدد کی پہلی جزء مؤنث ہو گی

مثالیں بالترتیب:۔ مثال تیرہ کی ثَلٰثَةَ عَشَرَ رَجُلاً ثَلٰثَ عشرہ اِمرءَ ةً

مثال تئیس کی ثلثةوعشرون رَجُلاً ثلث وعشرون اِمرأةً

قرآنی امثلہ:۔ اَحَدَ عَشَرَ کوکباً فانفَجَرَت منهُ اثنتا عشرة عیناً

فائدہ:۔ آٹھ عقود اکیلے استعمال ہوں یا کسی عدد کے ساتھ مل کر استعمال ہوں۔ ہمیشہ ایک ہی حال پر رہیں گے خواہ اس کی تمیز مذکر ہو یا مونث وہ آٹھ عقود یہ ہیں

عشرون	ثلثون	اربعون	خمسون
ستون	سبعون	ثمانون	تسعون

جیسے:۔ عشرون رجلاً۔ عشرونَ اِمراۃً

عددِ اعلیٰ:۔ عددِ اعلیٰ کی تمیز مفرد مجرور ہو گی

مأ ۃ رَجلٍ۔ مأۃَ عامٍ ثمَّ بعثه۔ اَلفَ سَنَةٍ۔ مئتی درهمٍ

فائدہ:۔ مقامِ تمیز کے اندر عدد اعلیٰ سے مراد صرف پانچ عدد ہیں مأۃ'' مئتان الف'' الفانِ آلافٍ

فائدہ:۔ ممیّز اور تمیز کا ترجمہ مُمیّز سے شروع کرنا ہے۔

مثال اَحَدَعشر کوکباً (گیارہ ستارے)

فائدہ:۔ بدانکہ مراتب اعداد یہ ہیں۔ اکائی دہائی سینکڑہ ہزار' دس ہزار' لاکھ دس لاکھ 'کروڑ دس کروڑ' ارب دس ارب 'کھرب دس کھرب' نیل دس نیل' پدم دس پدم' سنکھ دس سنکھ' مہا سنکھ۔

اعداد ۔ واحد'' اثنان ثلثة'' اربعة'' خمسة ستة'' سبعة'' ثمانية'' تسعة عَشَرَة''
اَحَدَ عَشَرَ اثنا عشر ثلاثة عشر اربعة عشر خمسة عشر ستّة عشر سبعة
عشر ثمانية عشر تسعة عشر عشرون احد'' و عشرون اثنان و عشرون
ثلثة و عشرون اربعة و عشرون خمسة و عشرون ستة و عشرون
سبعة و عشرون ثمانية و عشرون تسعة'' و عشرون ثلثون اربعون
خمسون ستون سبعون ثمانون تسعون مائة مائتانِ ثلثُ مائةٍ اربع مائةٍ
خمس مائةٍ ستّ مائةٍ سبع مائةٍ ثمان مائةٍ تسع مائةٍ الف'' الفان ثلثةُ
آلافٍ اربعة آلافٍ خمسة آلافٍ ستّةُ آلافٍ سبعة آلافٍ ثمانية آلافٍ
تسعة آلافٍ عَشَرة آلافٍ ۔ مِائة الفٍ لاکھ الف الفٍ یامِلیوُن دس لاکھ عَشرةُ
مليون کروڑ مائة مِليون دس کروڑ الف مِليون ارب عَشرة آلافِ مِليون دس ارب
مائة الف مِليون کھرب الفُ الفِ مِليُون یابلیُون دس کھرب عَشرة بِليون
نیل مائة بِليون دس نیل الفُ بليون پدم عَشَرةُ آلافِ بليون دس پدم مائة
الف بليون سنکھ الف الف بليون یاتَرِليُون دس سنکھ عَشرة تَرِليُون مَہا سنکھ۔
نقطوں کے لحاظ سے بھی فرق معلوم کر لیا جائے اگر ایک کی دائیں جانب ایک نقطہ ہو تو یہ
عدد دس کا ہے اگر دو ہوں تو ایک سو کا اگر تین ہوں تو ایک ہزار کا اگر چار ہوں تو دس ہزار کا
اگر پانچ ہوں تو ایک لاکھ کا اگر چھ ہوں تو دس لاکھ کا۔ اسی طرح ایک ایک نقطہ زیادہ ہونے
سے عدد زیادہ ہو گا یہاں تک کہ ایک مہا سنکھ میں ایک کی دائیں جانب اُنیس نقطے ہوں گے
جس کو عربی میں عشرة تَرِليُون کہتے ہیں۔

﴿ممیّز تمیز کا اجراء﴾

اُستاذ : ممیّز تمیز کی مثالیں نکالو۔

شاگرد : ووٰعدناموسی ثلثین لیلۃً والمطلّقات یَترَبّصنَ بانفسهنّ ثلثة قروءٍ۔

اُستاذ : پہلی مثال میں ثلثین یہ کونسا عدد ہے؟

شاگرد : عدد اوسط ہے۔

اُستاذ : اس کی تمیز کیا ہوتی ہے؟

شاگرد : عدد اوسط کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے۔

اُستاذ : ثلثین لَیلَۃً ممیز تمیز مل کر پورا جملہ ہوتے ہیں یا جملہ کا جز۔

شاگرد : جملے کا جز ہوتے ہیں۔

اُستاذ : یہاں کونسی جز ہیں؟

شاگرد : یہ ممیز تمیز مل کر وٰعدنا کے لیے دوسرا مفعول بن رہے ہیں۔

اُستاذ : مکمل ترکیب کریں۔

شاگرد : واؤ قرأنیه۔ وٰعدنا فعل نا ضمیر فاعل موسٰی مفعول اول ثلثین اسم عدد مبہم ممیز ناصب التمیز لیلۃً تمیز منصوب بالفتحۃ لفظاً۔ ممیّز اپنی تمیز سے مل کر مفعولِ ثانی ہوا وٰعدنا فعل کیلیے۔ وٰعدنا فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اُستاذ : شرح مأۃ عامل سے ممیّز تمیز کی مثالیں نکالیں۔

شاگرد : وَهِیَ (اَلْحُروفُ الجارۃُ) سبعةَ عَشَرَ حَرْفاً۔ وَ هِیَ ستّةُ حُرُوفٍ۔

وَهِیَ اَربَعَةُ اَحْرُفٍ۔ وَهِیَ خمْسَةُ اَحرُفٍ۔ وَهِیَ تِسعَةُ اَسمَاءٍ۔

اُستاذ : ستّۃ'' یہ کونسا عدد ہے ؟

شاگرد : یہ عددِ اَقل ہے۔

اُستاذ : اس کی تمیز کیا ہوتی ہے ؟

شاگرد : اس کی تمیز جمع مجرور اور خلاف العقل ہوتی ہے یعنی اگر تمیز مذکر ہے تو عدد مؤنث ہو گا اور اگر تمیز مؤنث ہے تو عدد مذکر ہو گا جیسا کہ اس مثال (ستّۃُ اَحرُفٍ) میں اسکی تمیز جمع مجرور ہے اور خلاف العقل ہے۔

اُستاذ : میرے عزیز طالب علم آپ کے ذہن میں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں سے ممیّز تمیز کی یکمشت بہت سی مثالیں مل جائیں ؟

شاگرد : جی ہاں قرآن کریم میں جہاں سے سورتوں کی ابتداء ہوتی ہے اور ان کی ابتدا میں ایک سطر لکھی ہوتی ہے جس میں رکوع اور آیات کی تعداد کا بیان ہوتا ہے وہاں اسم عدد مبہم ممیز اور اس کی تمیز کی اکٹھی ۱۱۴ مثالیں مل جائیں گی وہاں خوب ممیّز تمیز اور عدد کی بحث کا اجرا ہو سکتا ہے۔

اُستاذ : نمونہ کے طور پر کسی سورۃ کی ابتدائی سطر پیش کرو۔

شاگرد : سورۃالفاتحہ کے شروع میں لکھا ہے سورۃ الفاتحہ مکیۃ و ھی سبعُ آیاتٍ۔ سورۃالرحمٰن کے شروع میں لکھا ہے سورۃُ الرحمن مدنیۃ و ھی ثمان و سبعون آیۃً و ثلث رکُوعاتٍ۔

فائدہ : جب سو سے زائد کسی عدد کی کوئی لفظ تمیز واقع ہو تو اعراب کے اندر تمیز کے ساتھ والے عدد کا اعتبار ہو گا یعنی اگر وہ عدد اقل ہے تو اسکی تمیز جمع مجرور ہو گی جیسے عندی مأۃ و ثلاثۃُ رجالٍ۔ اور اگر عدد اوسط ہے اس کی تمیز مفرد منصوب ہو گی جیسے عندی مأۃ واحد عشر رجلاً اور اگر عدد اعلیٰ ہے تو پھر اس کی تمیز مفرد مجرور ہو گی۔

جیسے :۔عندی الف'' و مأۃُ رجلٍ۔

اسمِ متمکّن کا اعراب

اسم متمکن کا اعراب تین قسم پر ہے۔ نمبر۱۔ رفع نمبر۲۔ نصب نمبر۳۔ جر

نمبر۱ رفع :۔ تین چیزوں کے ساتھ آتا ہے۔ ضمہ۔ واوَ۔ الف

نمبر۲ نصب :۔ چار چیزوں کے ساتھ آتا ہے۔ فتحہ۔ کسرہ۔ الف۔ یاء۔

نمبر۳ جر :۔ تین چیزوں کے ساتھ آتی ہے کسرہ۔ فتحہ۔ یاء

اسمِ متمکن اعراب کی اقسام کے لحاظ سے سولہ قسم پر ہے۔ پھر آگے سولہ اقسام دو قسم پر ہیں

نمبر۱ آٹھ اقسام کا اعراب بالحرکت ہے اور اعراب بالحرکت تین ہیں :۔ ضمہ۔ فتحہ۔ کسرہ

نمبر۲ آٹھ اقسام کا اعراب بالحرف ہے اور اعراب بالحرف تین ہیں :۔ واوَ۔ الف۔ یا

اعراب بالحرکت :۔ وہ اقسام جن کا اعراب بالحرکت ہے وہ یہ ہیں۔

		رفع	نصب	جر
۱۔	مفرد منصرف صحیح	ضمہ (لفظی)	فتحہ (لفظی)	کسرہ (لفظی)
	مثال	جاءَ نی زیدٌ	رَأیتُ زیداً	مررتُ بزَیدٍ
۲۔	مفرد منصرف جاری مجری صحیح	ضمہ (لفظی)	فتحہ (لفظی)	کسرہ (لفظی)
	مثال	جاءَ نی دلوٌ	رَأیتُ دلواً	مررتُ بدلوٍ
۳۔	جمع مکسر منصرف	ضمہ (لفظی)	فتحہ (لفظی)	کسرہ (لفظی)
	مثال	جاءَ نی رجالٌ	رَأیتُ رجالاً	مررتُ برجالٍ
۴۔	جمع مؤنث سالم	ضمہ (لفظی)	کسرہ (لفظی)	کسرہ (لفظی)
	مثال	جاءَ نی مسلماتٌ	رَأیت مسلماتٍ	مررتُ بمسلماتٍ

		رفع	نصب	جر
۵۔	غیر منصرف	ضمہ (لفظی)	فتحہ (لفظی)	فتحہ (لفظی)
	مثال	جاء نی احمدُ	رأیتُ احمدَ	مررتُ باحمدَ
۶۔	اسم مقصور	ضمہ (تقدیری)	فتحہ (تقدیری)	کسرہ (تقدیری)
	مثال	جاء نی موسیٰ	رأیتُ موسیٰ	مررتُ بموسیٰ
۷۔	غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم	ضمہ (تقدیری)	فتحہ (تقدیری)	کسرہ (تقدیری)
	مثال	جاء نی غلامی	رأیتُ غلامی	مررتُ بغلامی
۸۔	اسم منقوص	ضمہ (تقدیری)	فتحہ (لفظی)	کسرہ (تقدیری)
	مثال	جاء نی القاضی	رأیتُ القاضیَ	مررتُ بالقاضی

نوٹ :۔ نحویوں کے نزدیک صحیح وہ ہوتا ہے جس کے لام کلمے کے مقابلہ میں یا آخر میں حرفِ علت نہ ہو لہٰذا نحویوں کے نزدیک ہفت اقسام میں سے صحیح۔ مھموز۔ مثال۔ اجوف۔ مضاعف وہ لفیف مقرون جس کے لام کلمے کے مقابلہ میں یا آخر میں حرفِ علت نہ ہو جیسے ویلٌ یومٌ۔ اسی طرح وہ ناقص جسکے لام کلمے کے مقابلہ میں حرفِ علت تو ہو لیکن آخر میں حرفِ علت نہ ہو جیسے صلوٰۃ، زکوٰۃ وہ سب اقسام صحیح میں داخل ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ نحویوں کے نزدیک ہفت اقسام نہیں بلکہ دو اقسام ہیں نمبر۱ صحیح نمبر۲ معتل (یعنی جس کے لام کلمہ کے مقابلے میں حرفِ علت ہو) جاری مجریٰ صحیح وہ ہوتا ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلے میں حرف علت تو ہو لیکن ما قبل ساکن ہو جیسے دلو "نحو"

اعراب بالحرف :۔ وہ آٹھ اقسام جن کا اعراب بالحرف ہے وہ یہ ہیں۔

	رفع	نصب	جر
۱۔ اسمائے ستہ مکبّرہ موحدّہ مضاف الی غیر یاء المتکلم	واوٌ (لفظی)	الف (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ ابوک	رَأیتُ اباک	مَرَرْتُ بابیک
۲۔ مثنّی	الف (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ مسلمان	رَأیتُ مسلِمَینِ	مَرَرْتُ بِمسلِمَینِ

۳۔ اثنان واثنتان	الف (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ اثنانِ	رَأیتُ اِثْنَینِ	مَرَرْتُ بِاِثْنَینِ
۴۔ کلاو کلتا مضاف الی المضمر	الف (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ کلاهُما	رَأیتُ کلَیهِمَا	مَرَرْتُ بِکلَیهِمَا
۵۔ جمع مذکر سالم	واوٗ (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ مُسْلِمُوْنَ	رَأیتُ مُسْلِمِیْنَ	مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ
۶۔ اُولُوْ	واوٗ (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ اُولُوْمالٍ	رَأیتُ اُولِی مالٍ	مَرَرْتُ بِاُولِی مالٍ
۷۔ عشرون تا تسعون	واوٗ (لفظی)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ عَشْرُوْن	رَأیتُ عشرِینَ	مَرَرْتُ بِعشْرِین
۸۔ جمع مذکر سالم مضاف الیٰ یاء المتکلم	واوٗ (تقدیری)	یاء (لفظی)	یاء (لفظی)
مثال	جَاءَ نِیْ مسلمیَّ	رَأیتُ مسلمِیَّ	مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ

﴿اعراب کی سولہ اقسام﴾

اعراب کی سولہ اقسام دو قسم پر ہیں :۔

خاصہ اور عامہ :۔ خاصہ وہ ہیں جو مخصوص الفاظ کے ساتھ خاص ہوں۔ یعنی وہ الفاظ پائے جائیں گے تو وہ اقسام پائی جائینگی ورنہ نہیں۔ خاصہ کے اندر پانچ اقسام داخل ہیں۔

نمبر۱ اسمائے ستہ مکبرہ موحّدہ مضافہ الی غیر یاءِ المتکلم۔

نمبر۲ کلا و کلتا نمبر۳ اثنان و اثنتان

نمبر۴ عشرون سے لے کر تسعون تک نمبر۵ اُولوُ

عامہ :۔ وہ اقسام ہیں جو مخصوص الفاظ کے ساتھ خاص نہ ہوں یعنی بہت سارے الفاظ کے اندر وہ اقسام پائی جائیں باقی گیارہ اقسام عامہ میں داخل ہیں۔ پھر عامہ دو قسم پر ہے۔

منصرف۔ غیر منصرف

منصرف میں دس اقسام داخل ہیں :۔ چار جمع ہیں۔ ا۔ جمع مکسر ۲۔ جمع مؤنث سالم ۳۔ جمع مذکر سالم ۴۔ جمع مذکر سالم جو مضاف ہو یائے ضمیر متکلم کی طرف اور ایک قسم تثنیہ ہے باقی پانچ قسموں میں دیکھو آخر میں کوئی حرف علت ہے یا نہیں اگر حرف علت نہ ہو تو مفرد منصرف صحیح اور اگر آخر میں حرف علت ہے تو پھر اگر وہ حرفِ علت واؤ یا یاء ما قبل ساکن ہے تو مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح ہے۔ اور اگر آخر میں الف ہو تو اسم مقصور ہے۔ اور اگر آخر میں حرفِ علت یاء ما قبل مکسور ہو تو وہ دو حال سے خالی نہیں۔ وہ یاء متکلم کی ہو گی یا کہ نہیں اگر ہو یعنی یاء کا میرے یا میرا والا معنی ہو تو وہ غلامی والی قسم ہے یعنی غیر جمع مذکر سالم الی یاء المتکلّم اور اگر یاء متکلم کی نہ ہو تو اسم منقوص ہے۔

اسم متمکن کے اعراب کے بارے میں سوال کرنے کا انداز

سیقول السّفهاءُ

اُستاذ محترم	السفهاءُ یہ عامہ میں سے ہے یا خاصہ میں سے ؟
شاگرد	عامہ میں سے
اُستاذ محترم	آپ کو کیسے معلوم ہوا؟
شاگرد	کیونکہ خاصہ کی پانچ اقسام ہیں اور یہ ان پانچ اقسام میں سے کسی میں بھی داخل نہیں۔
اُستاذ	یہ عامہ کی اقسام میں سے منصرف ہے یا غیر منصرف۔

شاگرد — منصرف ہے کیونکہ اس میں غیر منصرف کے نو اسباب میں سے کوئی سبب نہیں ہے۔

اُستاذ — منصرف کی کونسی قسم ہے۔ واحد تثنیہ جمع ؟

شاگرد — جمع ہے۔

اُستاذ — کونسی جمع ہے ؟

شاگرد — جمع مکسّر ہے۔

اُستاذ — میں کہتا ہوں یہ جمع مؤنث سالم ہے ؟

شاگرد — جی نہیں کیونکہ اُس کے آخر میں الف تا ہوتی ہے۔

اُستاذ — جمع مذکر سالم ہے ؟

شاگرد — نہیں کیونکہ اُس کے آخر میں واو ما قبل مضموم یا یاء ما قبل مکسور اور نون مفتوح ہوتا ہے۔

اُستاذ — جمع اقصیٰ ہے ؟

شاگرد — نہیں کیونکہ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے پہلے دو حرفوں پر فتحہ اور تیسری جگہ الف علامت جمع اقصیٰ کی ہوتی ہے۔

اُستاذ — الحمد للہ آپکو جمع کی اقسام یاد ہیں۔ تو اب آپ بتائیں کہ جمع مکسر کا اعراب بالحرکت ہو گا یا اعراب الحرف ؟

شاگرد — اعراب بالحرکت ہو گا یعنی رفع ضمہ لفظی نصب فتحہ لفظی اور جر کسرہ لفظی کے ساتھ ہو گا۔

﴿غیر منصرف﴾

ہراُس اسم کو کہتے ہیں جس میں غیر منصرف کے نو اسباب میں سے دو سبب پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو قائم مقام دو سببوں کے ہو۔ منع صرف کے نو اسباب یہ ہیں :۔

عدل۔ وصف۔ تانیث۔ معرفہ۔ عجمہ۔ جمع۔ ترکیب۔ وزن فعل۔ الف نون زائد تان

عدل :۔ عدل کے لغوی معنی ہیں "پھرنا" (اسی معنی کی طرف محرم آفندی والے نے اشارہ کیا ہے وھُو فی اللغة الصرف۔ ویقال اسم مَعدُول" ای مَصرُوف" محرم آفندی ص ۷۹ ج ۱)

اصطلاح میں عدل ہراُس اسم کو کہتے ہیں جو اپنی قانونی شکل سے نکل کر غیر قانونی شکل کی طرف چلا جائے۔ سمیت باقی رکھنے مادہ اور معنی اصل کے یعنی اصلی حروف بھی باقی رہیں اور اصلی معنی بھی۔ جیسے :۔ عمر ۔ ثُلث ۔ مثلث

عدل دو قسم پر ہے **عدل تحقیقی۔** **عدل تقدیری**

عدل تحقیقی :۔ ایک اسم کے وجود اصلی پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود ہو۔

جیسے :۔ ثُلث ۔ مَثْلَثَ ۔ یہ ثَلٰثَة" ۔ ثَلٰثَة" سے نکلے ہیں اور ان کے اندر عدل تحقیقی ہے کیونکہ ان کے وجود اصلی پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ ہمارے پاس دلیل موجود ہے اور وہ دلیل انکے (ثُلث ۔ مَثْلَثَ) معنی کے اندر تکرار ہے کیونکہ (ثُلث ۔ مَثْلَثَ) دونوں کا معنی ہے (تین ۔ تین) اور قاعدہ یہ ہے کہ معنی کا تکرار یہ مستلزم ہوتا ہے لفظ کے تکرار کو تو معلوم یہ ہوا کہ یہ اصل میں ثلثة" ۔ ثلثة" تھے پھر ان سے نکل کر ثُلث ۔ مَثْلَثَ بنے ہیں۔

عدل تقدیری : ایک اسم کے وجود اصلی پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ کوئی اور دلیل ہمارے پاس موجود نہ ہو۔ جیسے عُمَر ۔ زُفر یہ کلام عرب میں غیر منصرف پائے گئے حالانکہ نحویوں کے نزدیک غیر منصرف وہ ہوتا ہے جس میں دو سبب ہوں یا ایک دو کے قائم مقام ہو اب ان کے

اندر ایک سبب علم موجود ہے۔ دوسرا سبب موجود نہیں اب اگر ان کو ایک سبب کی وجہ سے غیر منصرف پڑھیں تو نحویوں کا قانون ٹوٹتا ہے تو نحویوں نے اپنے قانون کو بچانے کے لیے انکے اندر دوسرا سبب عدل فرض کر لیا اور یوں کہا کہ عمر اور زفر اصل میں عامرٌ۔ زافرٌ تھے ان سے نکل کر عمر اور زفر بنے ہیں۔ اب ان کے وجود اصلی پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور دلیل نہیں۔

وصف :۔ وصف کا لغوی معنی ہے "بیان کرنا"

اصطلاحی تعریف :۔ كون الاسم دالاً على ذاتٍ مبهمةٍ ماخوذةٍ مع بعض صفاتها

وصف ہر اس اسم کو کہتے ہیں جو مبهم ذات مع الوصف پر دلالت کرے۔ جیسے اَحْمَرُ ہر اس ذات پر دلالت کرتا ہے جس کے لئے حمرة" ثابت ہے۔

عجمہ :۔ لغت میں "گونگا" ہونے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں عجمہ ہر اس لفظ کو کہتے ہیں جس کا بنانے والا غیر عربی ہو آگے عجمہ کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں ہیں۔

۱۔ علمیت فی العجمہ یعنی عجمی زبان میں علم ہو۔ آگے عجمی زبان میں علم ہونا دو قسم پر ہے۔

۱۔ حقیقی　　　۲۔ حکمی

حقیقی : ایک لفظ عجمی زبان میں بھی علم ہو اور جب اس کو عربی زبان کی طرف نقل کیا گیا ہو تو بطور علم ہی کے استعمال کیا گیا ہو جیسے :۔ ابراھیم

حکمی : ایک لفظ عجمی زبان میں تو علم نہ ہو لیکن جب عربی زبان کی طرف بغیر تصرف کے نقل کیا گیا ہو تو بطور نام ہی کے استعمال کیا گیا ہو۔ جیسے قالون اب قالون عجمی زبان میں ہر کھری چیز کو کہتے ہیں لیکن جب اس کو عربی زبان کی طرف نقل کیا گیا تو پھر یہ نام رکھ دیا گیا ایک عمدہ قرأت کرنے والے قاری صاحب کا۔

۲۔ وجود احد الامرین (ا) متحرک الاوسط ہو مثال شتَر (ب) زائد علی الثلثة ۔ مثال ابراھیم

جمع :۔ یہاں جمع سے مراد جمع اقصیٰ ہے۔ جمع اقصیٰ بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ جس کلمہ سے جمع اقصیٰ بنائی جائے اس کے پہلے دو حرفوں پر فتحہ دیا جائے تیسری جگہ الف علامت جمع اقصیٰ کی لائی جائے۔ اس کے بعد دیکھیں گے ایک حرف ہے یا دو حرف یا تین حرف ہیں اگر ایک ہے یعنی ایک مشدد حرف ہے تو برحال چھوڑ دینگے جیسے دوابٌّ اگر دو حرف ہیں تو پہلے حرف کو کسرہ دوسرے کو برحال چھوڑیں گے جیسے مضربٌ'' سے مضاربُ اور اگر تین حرف ہوں تو پہلے کو کسرہ اور دوسرے حرف کو یاء ساکنہ سے بدل دینگے اور تیسرے کو برحال چھوڑ دینگے جیسے :۔مصباح'' سے مَصَابِیح

تانیث :۔ ہر اس اسم کو کہتے ہیں جس میں تانیث کی علامت ہو۔

تانیث دو قسم پر ہے۔ ۱۔ لفظی ۲۔ معنوی

لفظی :۔ جس میں تانیث کی علامت لفظاً موجود ہو جیسے :۔فاطمة . خديجة

معنوی :۔ جس میں تانیث کی علامت لفظاً نہ ہو جیسے :۔زینب

آگے تانیث لفظی دو قسم پر ہے ۱۔بالتاء ۲۔بالالف

تانیث لفظی بالتاء :۔ جس کے آخر میں تا ہو جیسے :۔طلحۃ

تانیث لفظی بالالف :۔ جس کے آخر میں الف ہو خواہ الف مقصورہ ہو جیسے :۔حُبلیٰ یا الف ممدودہ ہو جیسے :۔حَمْرَاءُ

معرفہ :۔ جس کو واضع نے کسی معین چیز کے لیے وضع کیا ہو۔ معرفہ کی سات اقسام میں سے یہاں پر علم مُراد ہے۔

ترکیب :۔ یہاں ترکیب سے مراد مرکب منع صرف ہے۔

مرکب منع صرف کی تعریف :۔ دو اسموں کو واضع نے الگ الگ معنوں کے لیے وضع کیا ہو بعد میں آنے والے نے دونوں کو ایک کر دیا ہو اور دوسرا اسم متضمّن حرف کا نہ ہو۔
جیسے بَعْلَبَکّ ۔ معدی کرب ۔ حضر موت

وزن فعل :۔ ایک کلمہ ہو تو اسم لیکن فعل کے وزن پر ہو جیسے احمد۔ اشرف۔ اکبر

الف نون زائد تان :۔ وہ اسم جس کے آخر میں الف نون زائد تان ہو۔ جیسے عثمان۔ فرحان

﴿غیر منصرف کے نو اسباب کو ذہن نشین کرنے کا آسان طریقہ﴾

غیر منصرف کے نو اسباب کو چار حصوں میں تقسیم کریں

نمبر ۱ علم اور وصف ان دو سببوں میں سے ہر ایک سبب کو سبب معین کہا جاتا ہے یعنی یہ دونوں ایسے سبب ہیں جو دوسرے اسباب کے ساتھ غیر منصرف کا سبب بننے میں تعاون اور مدد کرنے والے ہیں جیسے : عجمہ ' ترکیب ' تانیث بالتاء یہ غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتے جب تک کہ ان کو علم کا تعاون شامل نہ ہو۔

نمبر ۲ باقی بچے سات ان میں سے ڈیڑھ سبب یعنی جمع اقصیٰ اور آدھی تانیث (تانیث بالالف) یہ اکیلے (یعنی جمع اقصیٰ اکیلی اور تانیث بالالف اکیلی) قائم مقام دو سببوں کے ہیں جیسے دو روپے کا نوٹ دیکھنے میں تو ایک ہے لیکن حقیقت میں قائم مقام دو روپے کے ہے۔

نمبر ۳ باقی بچے ساڑھے پانچ ان میں سے اڑھائی کو نکال لیں یعنی عجمہ ' ترکیب اور آدھی تانیث (یعنی تانیث لفظی بالتاء اور تانیث معنوی) ان میں دوسرا اسبب ہمیشہ علم ہو گا کیونکہ ان میں علم ان کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لئے شرط ہے اور یہ اڑھائی سبب مشروط ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ مشروط بغیر شرط کے نہیں پایا جاتا جیسے وضو شرط ہے نماز کے لئے تو نماز بغیر وضو کے نہیں پائی جاتی۔ (اگر پانی پر قادر ہو)

نمبر ۴ باقی تین سبب رہ گئے عدل ' وزنِ فعل ' الف نون زائد تان۔ ان میں دوسرا اسبب ہمیشہ علم ہو گا یا وصف۔

فائدہ :۔ علم اور وصف آپس میں جمع نہیں ہو سکتے کیونکہ علم چاہتا ہے خصوص کو اور وصف چاہتی ہے عموم کو اور عموم خصوص کے درمیان منافات ہے یعنی یہ آپس میں ضد ہیں۔

نقشہ برائے اجتماع اسبابِ منع صرف

جمع اقصیٰ ۔ تانیث بالالف		عجمہ ۔ ترکیب ۔ تانیث بالتاء		
		علم	علم	علم
ضَوَارِبُ	حبلیٰ	ابراہیم	بعلبک	طلحة

فعل مضارع کا اعراب

فعل مضارع کا اعراب

تین قسم پر ہے نمبر۱۔رفع نمبر۲۔نصب نمبر۳۔جزم

رفع (دو چیزوں کے ساتھ آتا ہے) نمبر۱۔ ضمہ کے ساتھ نمبر۲۔اثباتِ نون اعرابی کیساتھ

نصب (دو چیزوں کے ساتھ آتا ہے) نمبر۱۔ فتحہ کے ساتھ نمبر۲۔اسقاطِ نون اعرابی کے ساتھ

جزم (تین چیزوں کے ساتھ آتا ہے) نمبر۱۔سکون کے ساتھ۔ نمبر۲۔حذفِ لام کے ساتھ

نمبر۳۔اسقاطِ نون اعرابی کے ساتھ

﴿باعتبارِ اعراب فعل مضارع چار قسم پر ہے﴾

نمبر۱ مفرد صحیح (نحویوں کے نزدیک صحیح وہ ہوتا ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت نہ ہو) مجرد از ضمیر بارز

	رفع	نصب	جزم
	ضمہ (لفظی)	فتحہ (لفظی)	سکون
مثال	ھو یضربُ	لنْ یضرِبَ	لم یضرِبْ

نمبر۲ مفرد معتل واوی و یائی مجرد از ضمیر بارز

رفع	نصب	جزم
ضمہ (تقدیری)	فتحہ (لفظی)	حذفِ لام

مثال ھو یدعوُ وَیرمیُ لن یّد عو وَ یرمیَ لم یدعُ و یرمِ

نمبر ۳۔ مفرد معتل الفی مجرداز ضمیربارز

رفع	نصب	جزم
ضمہ (تقدیری)	فتحہ (تقدیری)	حذفِ لام

مثال ھو یرضیٰ لن یرضیٰ لم یرضَ

نمبر ۴۔ صحیح یا معتل مشتمل بر ضمیربارز

رفع اثباتِ نون اعرابی کیساتھ نصب وجزم اسقاطِ نون اعرابی کے ساتھ

مثال ھُمَا یَضرِبانِ وَ یَدعُوانِ وَ یَرضَیَانِ لنْ یَضربَا وَ یَدعُوا وَ یَرضَیَا لَمْ یَضرِبَا وَ یَدعُوا وَیرضیَا

فائدہ : پہلی تین قسمیں (یعنی مفرد صحیح ۔ معتل واوی ویائی۔ معتل الفی مجرد از ضمیر بارز) فعل مضارع کے پانچ صیغوں کے لئے ہیں۔ واحد مذکر غائب۔ واحد مؤنث غائب۔ واحد مذکر حاضر۔ واحد متکلم۔ جمع متکلم چوتھی قسم (یعنی صحیح یا معتل مشتمل برضمیربارز) باقی سات یعنی چار تثنیہ ' دو جمع مذکر' ایک واحد مؤنث حاضر کے صیغوں کو شامل ہے۔ (جمع مؤنث کے دو صیغوں کے علاوہ کیوں کہ دو مبنی ہیں)

﴿فعل مضارع کے اعراب کا آسان حل﴾

فعل مضارع کے کل چودہ صیغے ہیں ان میں سے دو کو نکال دو (یعنی جمع مؤنث غائب وجمع مؤنث حاضر) باقی بچے بارہ ان میں سے پانچ صیغے لے لو۔ واحد مذکر غائب۔ واحد مؤنث غائب۔ واحد مذکر حاضر۔ واحد متکلم و جمع متکلم اب اگر یہ پانچ صیغے صحیح کے ہیں تو ان کا اعراب پہلی قسم والا ہوگا۔ یعنی رفع ضمہ کے ساتھ۔ نصب فتحہ کے ساتھ۔ جزم سکون کیساتھ تینوں کی مثالیں بالترتیب یہ ہیں کہ :۔ ھُو یَضربُ لَن یضربَ لم یضربْ

اور اگر یہ پانچ صیغے معتل واوی ویائی کے ہوں تو پھر ان کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم حذف لام (کلمہ) کے ساتھ ہوگا تینوں کی مثالیں بالترتیب هُوَ یَدْعُوْ هُوَیَرْمِیْ لَنْ یَّدْعُوَ۔ لَنْ یَّرْمِیَ۔ لَمْ یَدْعُ لَمْ یَرْمِ اور اگر یہ پانچ صیغے معتل الفی کے ہوں تو پھر ان کا اعراب رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ اور نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جزم حذف لام کلمہ کے ساتھ ہوگا: هُوَیَرْضٰی لَنْ یَّرْضٰی لَمْ یَرْضَ۔

نوٹ :۔ ناقص واوی ویائی ولفیف کا مضارع مجہول بھی معتل الفی میں داخل ہے۔

باقی سات صیغے بچے وہ خواہ صحیح کے ہوں یا معتل واوی ویائی کے ہوں یا معتل الفی کے ان سب کا ایک ہی اعراب ہے رفع اثبات نون اعرابی کے ساتھ اور نصب و جزم اسقاطِ نون اعرابی کے ساتھ۔

مثال رفع کی :۔ همَا یَضرِبَانِ۔ یَدْعُوَانِ۔ یَرْمِیَانِ۔ یَرْضَیَانِ

مثال نصب کی :۔ لنْ یَضرِبَا۔ لَنْ یَدْعُوَا۔ لَنْ یَرْضَیَا۔

مثال جزم کی :۔ لَمْ یَضرِبَا۔ لَمْ یَدْعُوَا۔ لَمْ یَرْمِیَا

اجراء :۔

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْن

اُستاذ : نَعْبُدُ یہ دو (جمع مؤنث غائب وحاضر) میں سے ہے یا بارہ میں سے ؟

شاگرد : بارہ میں سے (بارہ سے مراد جمع مؤنث غائب وحاضر کے علاوہ باقی بارہ صیغے ہیں)۔

اُستاذ : پانچ (واحد مذکر ومؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم) میں سے ہے یا سات (ان پانچ اور دو صیغوں کے علاوہ) میں سے ؟

شاگرد : پانچ میں سے ہے کیونکہ یہ جمع متکلم کا صیغہ ہے۔

اُستاذ : اس کا اعراب کیا ہوگا ؟

شاگرد : اس کا اعراب رفع ضمہ لفظی کیساتھ اور نصب فتحہ لفظی کیساتھ اور جزم سکون کیساتھ ہوگا کیونکہ یہ جمع متکلم کا صیغہ فعل مضارع کے اعراب کی اقسام میں سے پہلی قسم میں داخل ہے یعنی مفرد صحیح مجرد از ضمیر بارز۔

مرفوعات، منصوبات، مجرورات

مرفوعات :۔

۱۔ مُبتدا
۲۔ خبر
۳۔ فاعل
۴۔ نائب فاعل
۵۔ حروف مشبّہ بالفعل کی خبر
۶۔ لائے نفی جنس کی خبر۔
۷۔ ماولا مشبّھتان بلَیسَ کااسم
۸۔ افعال ناقصہ کااسم
۹۔ افعال مقاربہ کااسم

منصوبات :۔

۱۔ مفعول بہ
۲۔ مفعول لہ
۳۔ مفعول معہ
۴۔ مفعول مطلق
۵۔ مفعول فیہ
۶۔ حال
۷۔ تمیز
۸۔ حروفِ مشبّہ بالفعل کااسم
۹۔ ماولا مشبّھتان بلَیسَ کی خبر
۱۰۔ افعال مقاربہ کی خبر
۱۱۔ افعال ناقصہ کی خبر
۱۲۔ لائے نفی جنس کااسم
۱۳۔ مستثنیٰ

مجرورات :۔

۱۔ مدخول بحرفِ جر
۲۔ مضاف الیہ
۳۔ مجرور بجرّ جوار

عوامل

- **معنوی**
  - **ابتداء**: عوامل لفظیہ سے خالی ہونا
  - **خلوّ**: یعنی فعل مضارع کا ناصب وجازم سے خالی ہونا
- **لفظی**
  - **حروف عاملہ**
    - **داخل بر اسم**
      - **برمفرد**
        - حروف جارہ: با، تا، کاف، لام، واو، منذ، مذ، خلا، رُبّ، حاشا، مِن، عدا، فی، عن، علی، حتّی، الی
        - حروف نداء: یا، ایا، ھیا، اَیْ، ہمزۂ مفتوحہ
      - **برجملہ**
        - حروف مشبہ بالفعل: اِنّ، اَنّ، کأنّ، لیتَ، لکنّ، لعلّ
        - ما و لا المشبہتان بلیس
        - لائے نفی جنس
    - **داخل بر فعل مضارع**
      - حروف جازمہ: لَمْ - لمّا - لام امر - لائے نہی - اِنْ
      - حروف ناصبہ: اَنْ - لَنْ - کَیْ - اِذَنْ
  - **افعال عاملہ**
    - **فعل**
      - مجہول
      - معروف
        - لازمی
        - متعدّی
          - متعدّی بیک مفعول
          - متعدّی بدو مفعول، اقتصار بریکے روا باشد، چوں اَعْطٰی
          - متعدّی بدو مفعول، اقتصار بریکے روا نباشد، چوں افعال قلوب: علمتُ، ظننتُ، حسبتُ، خلتُ، زعمتُ، رأیتُ، وجدتُ
          - متعدّی بسہ مفعول: اَعْلَمَ - اَرٰی - اَنْبَأَ - اَخْبَرَ - خَبَّرَ - نَبَّأَ - حَدَّثَ
    - **افعال تعجب**
    - **افعال مدح و ذم**: نِعْمَ، حَبَّذا، بِئْسَ، سَاءَ
    - **افعال مقاربہ**: اَوْشَکَ - عَسٰی - کَادَ - کَرَبَ
    - **افعال ناقصہ**: کانَ - صارَ - ظلَّ - باتَ - اَصْبَحَ - اَضْحٰی - اَمْسٰی - عادَ - آضَ - لیسَ - مادامَ - مابَرِحَ - مافَتِئَ - مازالَ - راحَ - غدا - ماانفکَّ
  - **اسماء عاملہ**
    - اسمائے شرطیہ: مَنْ، مَا، مَتٰی، اَیّ، اَیّان، اَنّٰی، اَیْنَ، اِذْمَا، حَیْثُمَا، مَہْمَا
    - اسم فاعل
    - اسم مفعول
    - صفت مشبہ
    - اسم تفضیل
    - مصدر
    - اسم تام
    - مضاف
    - اسمائے کنایات: کَمْ، کَذَا
    - اسمائے افعال
      - بمعنی امر حاضر: رُوَیْدَ، بَلْهَ، حَیَّهَلْ، عَلَیْکَ، دُوْنَکَ، هَا
      - بمعنی ماضی: هَیْهَاتَ، شَتَّانَ، سَرْعَانَ

مستثنیٰ کی بحث

مستثنیٰ ہر اُس اسم کو کہتے ہیں جو اِلاَّ یا اخواتِ اِلاَّ کے بعد واقع ہو۔ تا کہ اس بات پر دلالت کرے کہ جس حکم کی نسبت اِلاَّ کے ماقبل کی طرف کی گئی ہے اس حکم کی نسبت اِلاَّ کے مابعد کی طرف نہیں کی گئی۔

غیرُ و سِویٰ و سِوَاءَ وحَاشا و خَلاَ وما خلا وما عدَا ولَیْسَ ولا یَکونُ و ما خَلاَ

مستثنیٰ کی اقسام :۔

مستثنیٰ دو قسم پر ہے۔ **۱۔ متصل ۲۔ منقطع**

متصل :۔ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے ہو جیسے :۔جاء نی القوم الا زیداً

منقطع :۔ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے نہ ہو جیسے :۔جاء نیِ الْقَوْمُ اِلاّ حِمَارًا

مستثنیٰ کا اعراب

مستثنیٰ کا اعراب چار قسم پر ہے : ۱۔نصب۔ ۲۔نصب وبدل۔ ۳۔بحسبِ العوامل۔ ۴۔جر

نصب :۔ مستثنیٰ پانچ مقام میں منصوب ہوگا۔

۱۔ مستثنیٰ متصل ہو۔اِلاّ کے بعد ہو کلام موجب میں ہو۔

مثال | جاء نی القوم الاّ زیداً

۲۔ مستثنیٰ منقطع ہو۔

مثال | جاء ني القوم الاّ حماراً

فائدہ : کلام دو قسم پر ہے ۱۔موجب ۲۔غیر موجب

موجب : جس میں حرف نفی، نہی، استفہام نہ ہوں

غیر موجب : جس میں حرف نفی، نہی، استفہام ہوں۔

۳۔ مستثنیٰ ہو۔ الا کے بعد ہو۔ کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ سے مقدم ہو۔

مثال   ما جاء نی الا زیداً احد''

۴۔   مستثنیٰ ہو۔ خلا و عدا کے بعد واقع ہو۔ اکثر علماء کے نزدیک منصوب ہو گا

مثال   جاء نی القوم خلا زیداً

۵۔   مستثنیٰ ہو۔ ما' خلا' ما عدا ' لَیْسَ ولا یکون کے بعد واقع ہو۔

مثال   جاء نی القوم ما خلا زیداً

نصب وبدل :۔ مستثنیٰ ہو۔ الاّ کے بعد ہو۔ کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو دو وجہ پڑھنی جائز ہیں نصب پڑھنا بھی جائز ہے اور بدل بنانا بھی جائز ہے جیسے :ماجاء نی اَحَدٌ الا زیداً و الاَّ زیدٌ

حسبِ عوامل :۔ مستثنیٰ ہو۔ اِلاَّ کے بعد واقع ہو۔ کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ محذوف ہو۔ تو مستثنیٰ کا اعراب حسبِ عوامل ہو گا یعنی اگر عامل رافع ہے تو مرفوع عامل ناصب ہے تو منصوب اور اگر عامل جارہ ہے تو مجرور جیسے :۔مَا جَاءَ نِی اِلاَّ زید''

وَ مَا رَاَیتُ اِلاَّ زَیدًا   وَ مَا مَرَدتُ اِلاَّ بِزَیدٍ   اس کو مستثنیٰ مفرّغ کہتے ہیں۔

فائدہ :۔اِلاَّ کے بعد جار مجرور آجائے تو وہ اکثر مستثنیٰ مفرّغ ہوتا ہے۔

جر :۔ مستثنیٰ ہو۔ غَیْر' سِوىٰ ' سَوَاءَ کے بعد ہو تو مستثنیٰ مجرور ہو گا

مستثنیٰ ہو۔ حَاشَا کے بعد واقع ہو تو اکثر کے نزدیک مستثنیٰ مجرور اور بعض کے نزدیک منصوب ہو گا۔

جیسے :۔ جَاءَ نِی القوم غَیرَ زیدٍ و سوىٰ زیدٍ و سَوَاءَ زیدٍ وَحَاشَا زیدٍ

غیرُ کا اعراب :۔جو اعراب مستثنیٰ بالاّ کا ہے وہی اعراب خود لفظ غیر کا ہوگا یعنی جن صورتوں میں مستثنیٰ منصوب ہوگا اگر ان صورتوں میں اِلاَّ کی جگہ پر غیر کا لفظ استعمال ہوا تو وہ بھی منصوب ہوگا جیسے جاء نی القومُ غیرَ زیدٍ۔ اور جس صورت میں مستثنیٰ پر نصب وبدل دونوں جائز ہوں اس صورت میں اگر الاّ کی جگہ پر غیرُ کا لفظ استعمال ہو تو ہو اس پر بھی نصب وبدل دونوں جائز ہوں گے جیسے :۔ماجاء نی اَحَدٌ'' غیرُ زیدٍ و غیرَ زیدٍ اور جن صورتوں میں مستثنیٰ معرب علیٰ حسب العوامل ہوتا ہے اگر انہیں صورتوں میں الاّ کی جگہ پر غیرُ کا لفظ استعمال ہوا تو اسکا اعراب بھی علیٰ حسب العوامل ہوگا یعنی اگر عامل رافع ہے تو وہ مرفوع ہوگا' عامل ناصب ہے تو منصوب ہوگا' عامل جارہ ہے تو مجرور ہوگا جیسے :۔ماجاء نی غیرُ زیدٍ و ما رأیتُ غیرَ زیدٍ وما مررت بغیر زیدٍ

فائدہ :غیرُ کا لفظ صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن کبھی کبھی استثناء کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیساکہ جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ اصحابک ۔ اسی طرح الاَّ وضع تو استثناء کیلئے ہے ہے لیکن بسا اوقات صفت کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور اس وقت یہ غیرُ کے معنی میں ہوتا ہے جیساکہ :

لا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحمّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یہاں پر اِلاَّ صفت کے لئے ہے بمعنی غیرُ

توابع کی بحث

تابع کی تعریف :۔ تابع ہر اُس دوسرے لفظ کو کہتے ہیں جو اپنے پہلے لفظ کے ساتھ اعراب میں بھی موافق ہو (کہ دونوں کا اعراب ایک ہو) اور جہت میں بھی موافق ہو۔ جہت میں موافق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر متبوع فاعل وغیرہ ہونے کی وجہ سے مرفوع، مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہو تو تابع بھی فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع، مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب اور مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا۔

مثال تابع فاعل کی : جاءنی زیدٌ العالِمُ

مثال تابع مفعول کی : رئیتُ زیداً العالِمَ

مثال تابع مضاف الیہ کی : بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تابع کی اقسام :۔ تابع پانچ قسم پر ہے

۱۔ نعت ۲۔ عطف بحرف ۳۔ بدل ۴۔ تاکید ۵۔ عطف بیان

نعت :۔ نعت یعنی صفت ہر اُس تابع کو کہتے ہیں جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو اُس کے متبوع کے اندر یا متبوع کے متعلق کے اندر پایا جائے۔ تابع کو نعت یا صفت کہتے ہیں اور متبوع کو موصوف یا منعوت کہتے ہیں جیسے :۔ جَاءَ نِیۡ رَجُلٌ عَالِمٌ اس کی مزید تفصیل موصوف صفت کی علامات میں گذر چکی ہے۔

عطف بحرف :۔ ہر اُس تابع کو کہتے ہیں جو حروف عاطفہ کے بعد ذکر ہو اور اپنے متبوع کے ساتھ مقصود بالنسبت ہو۔ یعنی جس حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے اس سے مقصود تابع

اور متبوع دونوں ہوں (بشرطیکہ مفرد کا عطف مفرد پر ہو) جیسے: ضَرَبَ زید'' و عمر''

حروف عاطفہ دس ہیں:

دَہ حروف عاطفہ مشہور اند یعنی واؤ فاء

ثُمّ' حتّٰی ' اَو' اِمّا ' اَم 'بَل 'لٰکِنْ ' وَلاَ

اس کے متبوع کو معطوف علیہ اور تابع کو معطوف کہتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل معطوف و معطوف علیہ کے بیان میں گذر چکی ہے

بدل :۔ بدل لغت میں عوض کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ہر اس تابع کو کہتے ہیں جو مقصود بالنسبت ہو یعنی جس حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے اُس سے مقصود متبوع نہ ہو بلکہ تابع ہو متبوع کو صرف توطیہ تمہید کیلئے ذکر کیا گیا ہو جیسے :الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔ متبوع کو مبدل منہ اور تابع کو بدل کہتے ہیں۔

بدل کی اقسام :۔ بدل چار قسم پر ہے

۱۔**بدل الکل** :۔ بدل اور مبدل منہ کا مصداق ایک ہو جیسے :۔جاءَ نِیْ زید'' اخوك

۲۔**بدل البعض** :۔بدل مبدل منہ کے مصداق کا جز ہو جیسے :۔ضُرِبَ زَید'' رأسُہ

۳۔**بدل الاشتمال** :۔ بدل مبدل منہ کے ساتھ متعلق ہو جیسے :۔سُلِبَ زَیْد'' ثوبہٗ

۴۔**بدل الغلط** :۔جو غلطی کے بعد صحیح لفظ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہو

جیسے :۔ایک آدمی راستے سے گذر رہا تھا گدھے کے پچھلے دو پاؤں پر نظر پڑی اندھیرا ہونے کی وجہ سے اُس کو آدمی سمجھا اور کہا مررتُ بِرَجُلٍ لیکن جب اگلے دو پاؤں پر نظر پڑی تو کہا کہ مجھے غلط فہمی ہوئی تو کہا: مررتُ بحمارٍ ای مررتُ برجلٍ حمارٍ

بدل مبدل منہ کی علامات

۱۔ لقب کے بعد نام ذکر ہو تو عام طور پر بدل مبدل منہ بنتے ہیں۔

قال الشیخ الامام الاجل الزاهدُ ابو الحسن احمد

۲۔ پہلے کسی چیز کی تعداد عدد کے ذریعے بیان ہو پھر آگے اُس کی تفصیل ہو تو تفصیل میں ہر ایک بدل بھی بن سکتا ہے ماقبل کے لیے جیسے :۔مِأةُ عامِلٍ لفظيةٍ و معنويةٍ

۳۔ هذا اسم اشارہ کے بعد الف لام والا اسم ذکر ہو تو ترکیب میں صفت کی طرح بدل اور عطفِ بیان بھی بن سکتا ہے جیسے :۔رَبِّ يَسِّرْ هٰذا الكتابَ عليّ

عطف بیان :۔ ہر اُس تابع کو کہتے ہیں جو صفت تو نہ ہو مگر اپنے متبوع کو واضح اور روشن کر دے جیسے :اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُوْ حفْصٍ عُمَرُ ۔اسکے متبوع کو مُبیّن اور تابع کو عطف بیان کہتے ہیں۔

عطف بیان کی علامت :۔نام اور کنیت اکٹھے ذکر ہوں تو جو چیز مشہور ہو اُس کو بناؤ عطف بیان اور جو غیر مشہور ہو اُس کو بناؤ مُبیَّن۔

مثال نام مشہور کی :۔اَقْسَمَ باللّٰهِ ابو حفْصٍ عُمَر

مثال کنیت مشہور کی :۔قال عبد اللّٰهِ ابنِ مسعودٍ

تاکید :۔ تاکید ہر اس تابع کو کہتے ہیں جو اپنے متبوع کے حال کو پکا کرے نسبت کے اندر یا شمول کے اندر

نسبت کے اندر پکا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ماقبل کی طرف سے جس حکم کی نسبت متبوع کی طرف کی گئی ہے اس نسبت کے اندر سامع کو شک ہو تاکید آ کر اس شک کو دور کر دے

جیسے :۔ جاء نی امیر المؤمنین۔اب سامع کو شک ہو گا کہ امیر المومنین کہاں آئے ہونگے اُن کا کوئی نمائندہ آیا ہو گا مگر جب تاکید کیساتھ دوبارہ کہا۔جاء نی امیرالمؤمنین امیر المؤمنین تو شک دور ہو گیا کہ امیر المومنین ہی تشریف لائے ہونگے۔

شمول کے اندر پکا کرنے کا مطب یہ ہے کہ ما قبل کی طرف سے جو حکم متبوع کے افراد کو شامل ہو رہا ہے اس شمول کے اندر سامع کو شک ہے کہ یہ حکم سب کو شامل ہے یا بعض کو تاکید لا کر اس شک کو دور کر دیا جیسے :۔ جاء نی طُلاَّب' کہا تو سامع کو شک ہوا کہ بعض طلباء تشریف لائے ہونگے لیکن کلھم کا لفظ ذکر کیا تو شک دور ہو گیا کہ تمام طلباء آئے یعنی چھوٹے بڑے سب طلباء۔ جاء نی طُلاَّ ب' کلھم

تاکید کی اقسام :۔ تاکید دو قسم پر ہے۔ ۱۔ **لفظی** ۲۔ **معنوی**

تاکید لفظی :۔ جو لفظ کے تکرار کے ساتھ ہو جیسے :۔کلا اذا دکت الارض دکًّا دکاً

تاکید معنوی :۔ تاکید معنوی آٹھ لفظوں کے ساتھ آتی ہے

نفس'' عَین'' ۔ کلاو کلتا۔ کل'' ۔ اجمع ۔ اکتعُ ۔ ابتعُ ۔ ابصعُ۔

جیسے :۔ جاء نی طُلاَّ ب' کلھم

نکتہ :۔نفس'' ۔ عَیٗن''۔ کُل''۔ جب ضمیر کے ساتھ استعمال ہوں تو ما قبل کے لیے تاکید بنیں گے۔ بشرطیکہ ان پر کوئی حرف جر داخل نہ ہو جیسے :۔فَسَجَدالملٰئِکۃُ کلھم اجمعون

کچھ باتیں نحو میر کی

لفظ مستعمل کلام عرب میں دو قسم پر ہے۔ ۱۔ مفرد ۲۔ مرکب

مفرد :۔ وہ لفظ ہے جو تنہا ایک معنی پر دلالت کرے جیسے :۔ رجل "اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔

کلمہ تین قسم پر ہے۔ اسم فعل حرف

اسم :۔ وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے کلمے کا محتاج نہ ہو اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے :۔ زید"

علاماتِ اسم :۔ اسم کی پہچان کے لیے چند علامات ہیں جن کو شاعر نے شعر میں ذکر کیا ہے

لام و تنوین حرف جر مسند الیہ منسوب داں
پس مصغر تثنیہ مجموع مضاف را بخواں
ندا وتائے متحرکہ موصوف علامت اسم داں
نظم کر دم آنچہ دیدم در کتاب نحویاں

فعل :۔ فعل وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے کلمے کا محتاج نہ ہو اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے :ضَرَبَ

علامات فعل :۔ علامات فعل کو شاعر نے شعر میں اس طرح بیان کیا ہے۔

سین 'سوف' جازمہ 'قد' تائے ساکنہ 'مسند و نہی 'امر داں
اتصال تاء فعلت 'نون تاکید و خفیفہ مرفوع بارز را فعل بخواں

حرف :۔ وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی بتانے میں کسی دوسرے کلمہ کا محتاج ہو اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے :۔ من ' الی ' علی

علامات حرف :۔ کسی لفظ پر جو نہ ہو کوئی علامت فعل و اسم
یہی عدمِ علامت ہے حرف کی علامت عزیزم

مرکب :۔ وہ لفظ ہے جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے حاصل ہو یعنی جس میں لفظ کی جز معنی کے جز پر دلالت کرے جیسے :۔ زید" قائم"

مرکب دو قسم پر ہے ۱۔ مرکب تام (مفید) ۲۔ مرکب ناقص (غیر مفید)

مرکب تام (مفید) :۔ مرکب مفید وہ مرکب ہے کہ کہنے والا بات کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو فائدہ خبر یا طلب کا حاصل ہو جیسے :۔ زید" عالم" ۔ ضَرَبَ زید"

مرکب مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔

مرکب مفید دو قسم پر ہے۔ ۱۔ جملہ خبریہ ۲۔ جملہ انشائیہ

جملہ خبریہ : جملہ خبریہ وہ جملہ ہے کہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے جیسے : زید" عالم" یعنی زید عالم ہے۔ جملہ خبریہ دو قسم پر ہے۔ ۱۔ جملہ فعلیہ ۲۔ جملہ اسمیہ

جملہ فعلیہ :۔ وہ جملہ ہے جس کی پہلی جز فعل ہو اور دوسری جز اسم ہو۔ پہلی جز کو فعل اور مسند کہتے ہیں اور دوسری جز کو مسند الیہ اور فاعل کہتے ہیں جیسے :۔ ضَرَبَ زید"

جملہ اسمیہ :۔ وہ جملہ ہے جس کی پہلی جز اسم ہو اور دوسری جز خواہ اسم ہو یا فعل جیسے : زید" عالم" اس کی پہلی جز مسند الیہ ہوتی ہے اور اس کو مبتدا بھی کہتے ہیں اور اسکی دوسری جز مسند ہوتی ہے اور اسکو خبر بھی کہتے ہیں۔

فائدہ :۔ مسند حکم ہوتا ہے اور مسند الیہ جس پر حکم لگایا جائے اسم مسند اور مسند الیہ دونوں ہو سکتا ہے۔ فعل صرف مسند ہوتا ہے نہ کہ مسند الیہ جبکہ حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ۔

جملہ انشائیہ :۔ جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے کہ جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔

جملہ انشائیہ کی مشہور اقسام :۔ جملہ انشائیہ کی دس مشہور اقسام ہیں جن کو کسی شاعر نے شعر میں بیان کیا ہے :۔

تمنی ترجّی عقود اے اخی
ندا و قسم، عرض و امر و نہی
استفہام و تعجب بخواں اے جواں
ایں دہ قسم انشاء است بخوبی بداں

مرکب ناقص (غیر مفید) :۔ مرکب غیر مفید وہ ہے کہ جب بات کہنے والا کہہ کر خاموش ہو جائے تو سننے والے کو فائدہ طلب یا خبر کا حاصل نہ ہو جیسے :۔عبد اللّٰہ۔ احد عشر

مرکب ناقص کی چند اقسام ہیں :۔

۱۔ **مرکب اضافی** :۔ وہ مرکب جو مضاف و مضاف الیہ سے مل کر بنے جیسے غُلامُ زیدٍ

۲۔ **مرکب بنائی** :۔ واضع نے دو اسموں کو علیحدہ علیحدہ معنوں کے لئے وضع کیا ہو۔ بعد میں آنے والے نے دونوں کو ایک کر دیا ہو اور دوسرا اسم متضمن حرف کا ہو جیسے :۔ اَحَدَ عَشَرَ (اصل میں اَحَد "وَ عَشَر") اِثْنَا عَشَرَ

۳۔ **مرکب منع صرف (مزجی)** :۔ وہ مرکب ہے جو دو اسموں سے مل کر بنے ایسے دو اسم کہ واضع نے اُن کو الگ الگ معنی کے لیے وضع کیا ہو لیکن بعد میں آنے والے نے اُن کو ایک کر دیا ہو اور دوسرا اسم متضمن حرف کا نہ ہو یعنی ان دونوں اسموں کے درمیان میں ربط دینے والا کوئی حرف نہ ہو جیسے :بعلبکَ۔ معدی کرب

۴۔ **مرکب توصیفی** :۔ وہ مرکب جو موصوف صفت سے مل کر بنے جیسے۔ الصرف الکامل

۵۔ **مرکب صوتی** :۔ وہ مرکب ہے جو اسم اور آواز سے مل کر بنے جیسے :۔ سیبویہ

دیگر مرکبات :۔

۱۔ مرکب بیانی :۔ وہ مرکب ہے جو مبین اور عطف بیان سے ملکر بنے جیسے :اقسم باللّٰہِ ابو حفصٍ عمر

۲۔ مرکب عطفی :۔ وہ مرکب ہے جو معطوف و معطوف علیہ سے مل کر بنے بشرطیکہ مفرد کا عطف مفرد پر ہو جیسے :۔ جاءنی زید" و عمرو قاسم"

۳۔ مرکب حالی :۔ وہ مرکب ہے جو حال اور ذوالحال سے مل کر بنے جیسے جاء نی زید" راکباً

۴۔ مرکب تاکیدی :۔ وہ مرکب ہے جو مؤکد تاکید سے مل کر بنے جیسے : جاء نی طُلاب" کُلھم

۵۔ مرکب بدلی : وہ مرکب ہے جو بدل اور مبدل منہ سے ملکر بنے جیسے :سیدالانبیاء محمدٌ المصطفیٰ

۶۔ مرکب تمیزی :۔ وہ مرکب ہے جو ممیّز اور تمیز سے مل کر بنے۔ مرکب تمیزی دو قسم پر ہے۔

۱۔ مرکب تمیزی عددی۔ ۲۔ مرکب تمیزی غیر عددی۔

۱۔ مرکب تمیزی عددی :۔ وہ مرکب ہے کہ جس میں ممیّز عدد ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ درھماً

پھر مرکب تمیزی عددی دو قسم پر ہے۔ ۱۔ مرکب بنائی ۲۔ مرکب غیر بنائی

مرکب تمیزی عددی بنائی :۔ وہ مرکب ہے کہ جس میں ممیّز اَحَدَ عَشَرَ سے لے کر تِسعَةَ عَشَرَ تک کا عدد ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ دِرھماً

مرکب تمیزی عددی غیر بنائی :۔ وہ مرکب ہے جس میں ممیّز اَحَدَ عَشَرَ سے تِسعَةَ عَشَرَ کے علاوہ کوئی عدد ہو جیسے :۔ اربعین لیلةً

۲۔ مرکب تمیزی غیر عددی :۔ وہ مرکب ہے جس میں ممیّز عدد نہ ہو بلکہ کوئی اور لفظ ہو جیسے :۔ عِندی رِطَل" زیتاً عندی قَفِیزَانِ بُرّا

کلماتِ عرب دو قسم پر ہیں

معرب ومبنی

معرب: جسکا آخر بدل جائے عوامل کے بدلنے کیساتھ جیسے: جاء نی زیدٌ۔ رأیتُ زیداً۔ مررتُ بزیدٍ۔

مبنی: جسکا آخر نہ بدلے عوامل کے بدلنے کیساتھ جیسے: جاء نی ھؤلاءِ۔رئیتُ ھؤلاءِ۔مررتُ بھؤلاءِ

اسی لئے کسی شاعر نے کہا

مبنی آں باشد کہ مانند بر قرار   معرب آن باشد کہ گردوبار بار

معرب دنیامیں دو چیزیں واقع ہوتی ہیں۔

ا۔اسم متمکن جو ترکیب میں واقع ہو۔ ۲۔ فعل مضارع جو نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو

مبنی دو قسم پر ہے:۔ نمبرا۔ مبنی الاصل نمبر۲ مشابہ بالاصل

نمبرا۔ مبنی الاصل تین چیزیں ہیں۔ فعل ماضی ۔امر حاضر معلوم۔ تمام حروف

(اسم متمکن جو ترکیب میں واقع نہ ہو اور فعل مضارع کے وہ صیغے جو نون جمع مؤنث اور نون تاکید پر مشتمل ہیں وہ مبنی ہیں)

نمبر۲۔ مشابہ بالاصل (اس کا دوسرا نام اسمِ غیر متمکن ہے) اور وہ آٹھ قسم پر ہے۔

مضمرات

یہ جمع مضمر کی ہے اور مضمر ضمیر کو کہتے ہیں اور ضمیر کی تعریف یہ ہے۔ جس کے ذریعے متکلم۔ مخاطب اور غائب کے حال کو بیان کیا جائے ضمیر کی مکمل تفصیل جملہ فعلیہ کے حل میں گزر چکی ہے۔

اسم اشارہ

ہر اس اسم کو کہتے ہیں جس کو واضع نے کسی معین (محسوس او کالمحسوس) چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے وضع کیا ہو۔ جہاں اسمِ اشارہ ہو وہاں چار چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔

نمبر ۱۔ مشیر (اشارہ کرنے والا) نمبر ۲۔ مشار الیہ (جس کی طرف اشارہ کیا جائے)۔
نمبر ۳۔ اسمِ اشارہ (جس اسم کے ساتھ اشارہ کیا جائے) نمبر ۴۔ مخاطب (جس کو اشارہ کیا جائے)

مثال خالد کی کتاب گم ہو گئی اور طاہر کی اس کتاب کی طرف نظر پڑی اور اس نے خالد کو کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ھذا الکتابُ تو طاہر مشیر کتاب مشار الیہ اور ھذا اسمِ اشارہ خالد مخاطب

اسمِ اشارہ تین قسم پر ہے :۔

نمبر ۱۔ قریب (ذا) نمبر ۲ متوسِطِ (ذاك) نمبر ۳ بعید (ذالك)

قِلَّة الالفاظ تدلّ علی قلة المعانی کثرة الالفاظ تدلّ علی کثرةِ المعانی

لہٰذا ذا میں الفاظ کم ہیں تو قوت بھی کم ہے یعنی اس کے ساتھ اشارہ قریب کی طرف ہو سکتا ہے۔ آگے جتنے لفظ بڑھتے جائیں گے تو ان کی قوت بھی بڑھتی چلی جائے گی۔

لہٰذا ذاك اسمِ اشارہ متوسط کیلئے اور ذالك بعید کے لئے ہوگا۔

سوال قرآنِ مجید میں ذالك الکتب یہ اسمِ اشارہ بعید کیلئے ہے حالانکہ کتاب (قرآن پاک) تو قریب ہے۔

جواب نمبر ۱۔ جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہ اس کتاب کی طرف اشارہ ہے جو لوحِ محفوظ میں موجود ہے۔

جواب نمبر ۲۔ مشارٌ الیہ کا بُعد دو قسم پر ہے۔

نمبر ۱ حسّی نمبر ۲ رتبی

یہاں کتاب اللہ میں اگرچہ بُعد حسی تو نہیں ہے لیکن بعد رتبی ہے کیونکہ قرآن کریم معارف و اسرار اور حقائق و دقائق کا ایک ایسا سمندر ہے کہ اس سمندر کے دروازہ تک پہنچنے کیلئے آٹھ دس سال لگتے ہیں۔ آگے دروازہ کھول کر ان حقائق میں سے ایک قطرہ کو حاصل کرنے کے لئے کتنا عرصہ لگتا ہے اس کو اللہ پاک ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس کو آپ یوں سمجھیں۔

ہمارے اُستاذِ محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر دامت برکاتھم العالیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتھم العالیہ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی البازیؒ دامت برکاتھم العالیہ تشریف فرما ہوں اور ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوں تو اب وہ اگرچہ حساً قریب ہیں لیکن عظمت اور مرتبے کے لحاظ سے انتہائی بعید ہیں ہم تو ان کے خاکپا کے برابر بھی نہیں۔

۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی البازیؒ دار فانی سے رحلت فرما گئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ راجعون٥)

فائدہ :۔ کبھی اسمِ اشارہ کے شروع میں ھا تنبیہ کی لاتے ہیں غافل مخاطب کو خبر دار کرنے کیلئے۔اور کبھی اسمِ اشارہ کے آخر میں کاف حرفیہ خطابیہ لاتے ہیں مخاطب کے حال پر دلالت کرنے کے لیے اور کاف حرفیہ کل چھ ہیں مصداق کے لحاظ سے اور پانچ ہیں صورۃ کے لحاظ سے۔

كَ ۔ كُما۔ كم۔ كِ ۔ كُما۔ كنّ

ضابطہ :۔اسم اشارہ بھی واحد۔ تثنیہ۔ جمع مذکر مؤنث لایا جاتا ہے۔اور کاف حرفیہ خطابیہ بھی واحد تثنیہ 'جمع مذکر 'مؤنث لایا جاتا ہے لیکن اسمِ اشارہ کو واحد 'تثنیہ 'جمع 'مذکر یا مؤنث لائیں گے مشار'الیہ کو دیکھکر۔یعنی اگر مشار'الیہ واحد' تثنیہ' جمع' مذکر یا مؤنث ہے تو اسمِ اشارہ بھی واحد۔ تثنیہ۔ جمع مذکر یا مؤنث لائیں گے۔ لیکن کاف حرفیہ خطابیہ کو واحد۔ تثنیہ۔ جمع۔ مذکر یا مؤنث لائیں گے مخاطب کو دیکھ کر یعنی مخاطب اگر مذکر یا مؤنث ہے تو کاف حرفیہ خطابیہ بھی مذکر یا مؤنث لائیں گے۔اور اگر مخاطب واحد۔ تثنیہ۔ جمع ہے تو کاف حرفیہ خطابیہ بھی واحد تثنیہ جمع لائیں گے۔ مثال :۔ ذالك الكتابُ لا ريبَ فيه

اب یہاں چار چیزیں موجود ہیں۔

نمبر ا۔ مشیر۔ الله تعالیٰ نمبر ۲۔ مشار'الیہ کتاب ہے

نمبر ۳۔ مخاطب حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ نمبر ۴۔ اسم اشارہ ذالك ہے

سوال ذا اسمِ اشارہ مفرد مذکر کیوں لائے ؟

جواب اس کا مشار الیہ الکتاب مفرد مذکر ہے۔

سوال کاف حرفیہ خطابیہ مفرد مذکر کیوں لائے

جواب مخاطب حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے اس لئے کاف حرفیہ خطابیہ مفرد مذکر لائے۔

مثال نمبر ۲۔ اولٰئِك علیٰ هدیً من ربّهم

نمبر ا۔ مشیر اللہ پاک کی ذات ہے۔

نمبر ۲۔ مشار'الیہ۔متقین ہیں جو موصوف ہیں اوصاف خمسہ کے ساتھ۔

نمبر ۳۔ مخاطب ہیں حضرت محمد ﷺ کیونکہ اول مخاطب حضرت محمد ﷺ ہیں۔

نمبر ۴۔ اسمِ اشارہ اولئک ہے۔

سوال اسم اشارہ کو جمع کیوں لائے ؟

جواب مشارٌالیہ متقین جمع مذکر ہے

سوال کاف حرفیہ خطابیہ مفرد مذکر کیوں لائے ؟

جواب اس لیے کہ مخاطب حضرت محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔

مثال نمبر ۳۔ وَنُوْدُوْٓا اَن تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْن

مشیر اللہ تعالیٰ ہیں۔ مشار الیہ جنت ہے

مخاطب اہلِ جنت ہیں اسمِ اشارہ ''تی'' ہے

سوال ''تی''اسم اشارہ مفرد مؤنث کیوں لائے ؟

جواب الجنۃُ مشار الیہ مفرد مؤنث ہے۔

سوال کُم حرفِ خطاب جمع مذکر کیوں لائے ہو۔

جواب اہل جنت مخاطبین جمع ہیں پھر مذکر کو مؤنث پر غلبہ دے کرکم حرف خطاب جمع مذکر لایا گیا ہے۔

فائدہ :۔ تی کے آخر میں کاف حرفِ خطابیہ لاحق کیا اور درمیان میں لام داخل کیا تو تی لْ كَ ہو گیا تو یا التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گئی تلک ہو گیا۔

قرآنی امثلہ :۔تِلْكَ الرُّسُل فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

تِلْكَ اُمَّة'' قَدْخَلَتْ لَهَامَا كَسَبَتْ

اُولٰئِكَ عَلَيْہِم لَعْنَةُ اللّٰه وَالْمَلٰئِكَة وَالنَّاس اَجْمَعِين

اِسمِ موصول

تعریف :۔ اسم موصول اُس ناتمام اور نا معلوم چیز کو کہتے ہیں جس کی تمامیت اور معلومیت مابعد والے جملہ سے حاصل ہو اور مابعد والے جملہ کو صِلَہ کہتے ہیں۔ اور موصول اپنے صلہ سے مل کر جملہ کی ایک جز بنتا ہے۔ (اسمائے موصولہ نحو میر میں مذکور ہیں)

مثال :۔ الذین "وہ لوگ" اب آپ وہ لوگ وہ لوگ کہتے رہیں تو یہ اسمِ موصول ناتمام بھی ہے اور نامعلوم بھی۔ لیکن جب آپ نے آگے پڑھا : یُؤمِنُونَ بِالْغَیبِ وَیُقِیمُونَ الصّلٰوۃ تو وہ اسم موصول جو ناتمام اور نا معلوم تھا اب تمام بھی ہو گیا اور معلوم بھی ہو گیا۔ کہ وہ لوگ وہ ہیں جو غیب کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔

مَنْ و مَا میں فرق :۔ مَنْ ذوی العقول کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے :۔ مَن رَّبُّكَ. مَن نَّبِیك اور ما غیر ذوی العقول کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے :۔ ما دِینُكَ لیکن کبھی ایک دوسرے کی جگہ پر بھی استعمال ہوتے رہتے ہیں۔

مثال مَنْ کی :۔ جو ما کی جگہ استعمال ہو۔ فَمِنهُم مَنْ یَمشِی عَلیٰ بَطنِهٖ وَمِنهُم مَن یَمشِی عَلیٰ رِجلَینِ وَمِنهُم مَنْ یَمشی عَلیٰ اَربَعٍ

مثال مَا کی :۔ جو مَن کی جگہ استعمال ہو۔

والسماء وما بنٰها (قسم آسمان کی اور اس ذات کی جس نے آسمان کو بنایا)۔

اَیّ" و اَیّة" :۔

سوال : ایّ" و ایّة" معرب ہیں ان کو مبنی کی بحث میں کیوں ذکر کیا گیا ؟

جواب : کا حاصل یہ ہے کہ ایّ" و ایّة" کی چار حالتیں ہیں۔

تین حالتوں میں معرب اور ایک حالت میں مبنی ہیں تو ایک حالت میں مبنی ہونے کی وجہ سے اس کو مبنی کی بحث میں ذکر کیا ہے۔

ایّ" وایّة" کی چار حالتیں :۔

ایّ" اور ایّة" دو حال سے خالی نہیں۔ مضاف ہونگے یا کہ نہیں اگر مضاف نہ ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں۔ صدر صلہ کا مذکور ہو گا یا کہ محذوف۔ اگر مضاف ہوں تو پھر دو حال سے خالی نہیں صدر صلہ کا مذکور ہو گا یا محذوف۔ تو کل چار صورتیں بنیں گی۔

نمبر۱۔ ایّ" و ایّة" مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ مذکور ہو جیسے :۔ ایٌّ هو قائم

نمبر۲۔ ایّ" و ایّة" مضاف نہ ہوں اور صدر صلہ مذکور نہ ہو جیسے :۔اَیٌّ قائِمٌ

نمبر۳۔ ایّ" و ایّة" مضاف ہوں اور صدر صلے کا مذکور ہو جیسے :۔اَیُّهُم هو قائِمٌ

نمبر۴۔ ایّ" و ایّة" مضاف ہوں اور صدر صلے کا مذکور نہ ہو جیسے :۔اَیُّهُم قائِمٌ

ایّ" و ایّة" پہلی تین صورتوں میں معرب ہیں۔ اور چوتھی صورت میں مبنی ہیں۔
اسی ایک صورت کی وجہ سے ان کو مبنی کی بحث میں ذکر کیا۔

فائدہ :۔ اسم موصول کے بعد والے جملے کو صلہ کہتے ہیں اور ان کے اندر ھُو وغیرہ مبتدا کو صدر کہتے ہیں۔

اَسمائے اَفعال

ان کو کہتے ہیں جو بظاہر اسم ہوں لیکن معنی فعل والا ہو۔ بعض فعل امر حاضر کے معنی میں ہیں۔

رُوَید بمعنی اَمهِل۔ دُونكَ بمعنی خذ۔ بله بمعنی اُترُكَ۔

هَا بمعنی خُذ۔ عليك بمعنی اَلزِمْ۔ حَيّهل بمعنی اَقبِلُ۔

هَلُمَّ بمعنی اِیت۔ آمِیْن بمعنی اِستَجِبُ۔

بعض فعل ماضی معلوم کے معنی میں ہیں۔

هَیهَاتَ بمعنی بعد۔ سَرُعَانَ بمعنی سرع۔ شَتَّانَ بمعنی اِفتَرَقَ۔

اسمائے اصوات

ان اسماء کو کہتے ہیں جو انسان کی زبان سے نکلیں خوشی کے وقت اور غمی کے وقت۔ یا کسی جانور کی آواز نقل کرنے کے وقت یا کسی جانور کو آواز دینے کے وقت۔

مثال خوشی کی عرب والے خوش ہوں تو بَخٍ بَخٍ کہتے ہیں۔

دوسری زبان میں خوشی کے الفاظ علیحدہ ہیں۔ مثلاً۔ واہ واہ

مثال غمی کی اُف۔ ھائے۔ اُوہ

مثال جانور کی آواز نقل کرنے کی

غاق غاق۔ میاؤں چیں چیں

کوے کی آواز بلی کی آواز چڑیا کی آواز

مزید اس کی مثال معلوم کرنی ہو تو گاؤں میں کسان جب زمین میں ھل چلاتے ہیں اس وقت جانور کو جو آواز دیتے ہیں وہ بھی اسمائے اصوات میں داخل ہے۔

مثال بئے بئے ھٹ ھٹ

اسمائے ظروف

ان اسماء کو کہتے ہیں۔ جو کسی جگہ یا وقت والے معنے پر دلالت کرے اگر وقت والے معنے پر دلالت کریں تو ظرف زمان اور اگر جگہ والے معنے پر دلالت کریں تو ظرف مکان کہتے ہیں۔

ظرفِ زمان:۔ اِذْ۔ اِذَا۔ متیٰ۔ کیف۔ اَیَّانَ۔ اَمْسِ۔ غدًا۔ قبلُ۔ بعدُ۔ قطّ۔ عَوْضُ۔ مذ۔ منذ

متی کے دو معنی:۔ اگر شرط کیلئے ہو تو اس کا معنی ہو گا "جب" اگر استفہام کے لئے ہو تو اس کا معنی ہو گا "کب" مثال شرط کی (متیٰ تَذْهَبْ اَذْهَبْ)

مثال استفہام کی:۔ متیٰ هٰذا الوعْدُ اِنْ کُنْتُم صٰدِقِینَ

کَیْفَ حال دریافت کرنے کے لئے آتا ہے۔ کَیْفَ حَالُكَ

ایَّانَ وقت دریافت کرنے کے لئے آتا ہے۔ اَیَّانَ مُرسٰهَا
اَمسِ کل گذشتہ کے لئے آتا ہے۔ غداً کل آئندہ کیلئے آتا ہے۔
مُذْ و منذ کسی کام کی ابتدائی یا کل مدت بیان کرنے کے لئے آتے ہیں۔

قَبْلُ بَعْدُ کی تین حالتیں :۔ قبل بعد ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں۔ تو ان کا مضاف الیہ دو حال سے خالی نہیں مذکور ہو گا یا محذوف ہو گا۔ اگر مذکور ہو تو معرب جیسے :۔ مِنْ قَبْلِه

اور اگر مضاف الیہ محذوف ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں محذوف نَسیامنسیّا ہو گا یا محذوف منوی ہو گا۔

اگر مضاف الیہ محذوف نَسیامنسیّا ہو تو پھر معرب ہے جیسے :۔جاءَ نِیْ زید" مِنْ قبلٍ و من بعدٍ (آیا میرے پاس زید کسی سے پہلے اور کسی کے بعد) اور اگر مضاف الیہ محذوف منوی ہو تو پھر مبنی ہے

جیسے :۔لِلّٰهِ الامرُ مِن قَبْلُ و مِنْ بعدُ ای من قبلِ کلّ شئٍ و من بَعْدِ کُلّ شئٍ۔

محذوف :۔نَسیامنسیّا:۔جو نہ ذہن میں ہو' نہ کتاب اور کلام میں ہو۔

محذوف منوی :۔جو ذہن میں ہو لیکن کتاب اور کلام میں نہ ہو۔

حَیْثُ۔ قُدّام۔ خلف۔ فوق۔ تحت۔ یمین۔ شمال یہ ظرف مکان ہیں۔

اسمائے کنایات

ان اسماء کو کہتے ہیں جن کے ذریعے مبہم عدد یا مبہم بات کی طرف اشارہ کیا جائے۔ اگر مبہم عدد کی طرف اشارہ کیا جائے تو اس کو کنایہ از عدد کہتے ہیں۔ اور اگر مبہم بات کی طرف اشارہ کیا جائے تو اس کو کنایہ از حدیث کہتے ہیں۔

مثال کنایہ از عدد (کم و کذا) کَمْ رَجُلاً عِنْدَکَ کتنے مرد تیرے پاس ہیں۔

مثال کنایہ از حدیث (کَیتَ وذَیتَ)

مثال کَیتَ کی قال فلان کیتَ وکیتَ۔ فلاں نے ایسے ایسے کہا۔

مثال ذیت کی قُلتُ لَه' ذیتَ وذَیتَ۔ میں نے اس سے ایسے ایسے کہا۔

مرکب بنائی

واضع نے دو اسموں کو علیحدہ علیحدہ معنوں کے لئے وضع کیا ہو۔ بعد میں آنے والے نے دونوں کو ایک کردیا ہو اور دوسرا اسم متضمن حرف کا ہو جیسے :۔ اَحَدَ عَشَرَ اِثْنَا عَشَرَ

اِسم باعتبار عموم وخصوص کے دو قسم پر ہے

اسم باعتبار معنی (عموم وخصوص) کے دو قسم پر ہے۔ معرفہ نکرہ

معرفہ :۔ جس کو واضع نے کسی معین چیز کے لیے وضع کیا ہو۔ معرفہ سات قسم پر ہے

۱۔اعلام ۲۔ مضمرات ۳۔اسمائے موصولات

٤۔ معرف باللام (ایک اسم نکرہ ہو اس پر الف لام داخل کر کے اس کو معرفہ بنالیا ہو) جیسے :۔الرجل

۵۔معرفہ بنداء: (ایک اسم نکرہ ہو اس پر حرف نداء داخل کرکے اس کو معرفہ بنالیا ہو) جیسے :۔یارجل

٦۔اسمائے اشارات۔ ۷ کوئی اسم ان پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو سوائے معرفہ بنداء کے

غلام زید۔ غلام ھذا۔ غلام الّذی

معرفہ بنداء کی طرف مضاف اس لیے نہیں ہو سکتا کہ معرفہ بنداء صدارتِ کلام کو چاہتا ہے اب اگر اس کی طرف کسی لفظ کو مضاف کریں تو اس کی صدارت فوت ہو جائے گی۔

اعلام (نام) پانچ قسم پر ہے

اسمِ محض۔ لقب۔ کنیت۔ تخلص۔ خطاب

اسمِ محض :۔ پیدائش کے وقت والدین نے جو نام رکھا ہو جیسے :۔طلحہ نعمان۔ بلال

لقب :۔ وہ نام ہے جو کسی کے اچھے یا برے وصف کو بیان کرے۔ جیسے اسد اللّٰہ۔ سیف اللّٰہ

کنیت :۔ وہ نام جس کے شروع میں دس لفظوں میں سے کوئی لفظ ہو

اب۔ ام۔ اخ ۔ اخت۔ ابن بنت ۔ خال ۔ خاله ۔ عمّ ۔ عمّة''

مثال ابو القاسم ۔أم کلثوم۔ ابن مسعود ۔ ابوالطیب۔ بنت مریم۔

خطاب : وہ نام ہے جو کسی بادشاہ' حاکم یا کسی جماعت کی طرف سے بطور اعزاز کے ملے۔ جیسے :۔

امیر شریعت۔ شمس العلماء۔ حکیم الامت۔ شیخ الاسلام۔

تخلص :۔ شعراء اپنی پہچان کیلئے ایک مختصر نام رکھتے ہیں اور اس نام کو شعروں میں ذکر کرتے ہیں تو اسی نام کو

تخلص کہا جاتا ہے جیسے : سعدی۔ فردوسی۔ کمتر۔

نکرہ :۔ نکرہ ہر وہ اسم ہوتا ہے جسکو واضع نے کسی غیر معین چیز کے لیے وضع کیا ہو یا جیسے : رَجُلٌ'' غلاَم''

اسم کی اقسام باعتبار جنس

اسم باعتبار جنس کے دو قسم پر ہے ا۔ مذکر ۲۔ مؤنث

مذکر :۔ مذکر وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ پائی جائے جیسے :۔زید۔ عمرو۔ بکر۔

مؤنث :۔ مؤنث وہ اسم ہے جس میں تانیث کی علامات میں سے کوئی علامت پائی جائے جیسے :۔ امرأة''

تانیث کی علامات :۔ تانیث کی چار علامات ہیں :

تائے ملفوظہ۔ تائے مقدرہ۔ الف مقصورہ۔ الف ممدودہ

تائے ملفوظہ :۔ جو لفظاً موجود ہو جیسے طلحة ' حنظلة۔ حمزة

سوال :۔ یہ تو صحابہؓ کے نام ہیں اور وہ مذکر تھے۔

جواب :۔ نحوی لوگ الفاظ سے بحث کرتے ہیں نہ کہ معانی اور ذات سے لہٰذا لفظوں میں تانیث کی علامت موجود ہو تو مؤنث کہیں گے خواہ وہ مذکر کے نام ہی کیوں نہ ہوں۔

فائدہ :۔ تانیث لفظی تذکیر حقیقی کو زائل نہیں کرتی اسی وجہ سے طلحة وغیرہ مذکر ہے ہاں غیر منصرف کا سبب بننے میں اس کا لحاظ ہوگا لہٰذا طلحة علمیۃ اور تانیث لفظی کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

تائے مقدرہ :۔ تائے مقدرہ تانیث کی وہ علامت ہے جو ظاہر نہ ہو جیسے اَرض' اصل میں اَرضَنة'' تھا۔

دلیل :۔ اَرضْ'' اصل میں اَرضَنة'' تھا کیونکہ اسکی تصغیر اُریضَنة'' آتی ہے۔ اور تصغیر کے متعلق قانون یہ ہے کہ التصغیر والتکسیرُ یردان الا شاء الی اصلها تصغیر و تکسیر اشیاء کو اپنی اصل کی طرف لوٹا دیتی ہیں اسکو مؤنث سماعی بھی کہتے ہیں یعنی عربوں سے سنی جانے والی۔

الف مقصورہ :۔ جیسے :۔ حُبْلیٰ ' ضربیٰ

الف مقصورہ کی تعریف :۔ جس کے آخر میں ہمزہ یا کوئی حرف مُشدّد نہ ہو۔

الف ممدودہ :۔ جیسے :۔ حمرآءُ ۔ بیضاءُ

الف ممدودہ کی تعریف :۔ جس کے آخر میں ہمزہ یا کوئی حرف مشدّد ہو۔

تانیث دو قسم پر ہے ۱۔ حقیقی ۲۔ لفظی

مؤنث حقیقی :۔ اُس کو کہتے ہیں جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر ہو جیسے۔ امرأة''

مؤنث لفظی :۔ اُس کو کہتے ہیں جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر نہ ہو جیسے :۔ ظلمة''

اسم کی اقسام باعتبار عدد

اسم باعتبار عدد کے تین قسم پر ہے۔ ۱۔ واحد ۲۔ تثنیہ ۳۔ جمع

واحد :۔ واحد وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے :۔ رجل''

تثنیہ :۔ تثنیہ وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے جیسے :۔ رجلانِ

تثنیہ دو قسم پر ہے۔ ۱۔ حقیقی ۲۔ حکمی

تثنیہ حقیقی :۔ تثنیہ حقیقی اُس کو کہتے ہیں جس میں چار شرطیں پائی جائیں۔

۱۔ مفرد بھی ہو ۲۔ مفرد تثنیہ کا مادہ بھی ایک ہو۔

۳۔ دو پر دلالت بھی کرے۔ ۴۔ اس کے آخر میں الف ما قبل مفتوح نون مکسور ہو یا یا ما قبل مفتوح نون مکسور ہو۔ جیسے :۔ رَجُلَانِ رجلَیْنِ

تثنیہ حکمی :۔ تثنیہ حکمی اُس کو کہتے ہیں جس میں مذکورہ بالا شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے جیسے :۔ کلا وکلتا ان میں صرف تیسری شرط پائی جارہی ہے یعنی دو پر دلالت کرنا۔ اثنانِ، اثنتانِ ان میں پہلی دو شرطیں نہیں پائی جارہیں۔

جمع :۔ جمع وہ ہے جو تین یا تین سے زیادہ پر دلالت کرے جیسے :۔ رِجال، العالمین

جمع دو قسم پر ہے۔ ۱۔ جمع حقیقی ۲۔ جمع حکمی

جمع حقیقی :۔ جمع حقیقی وہ ہے جس میں چار شرطیں پائی جائیں

۱۔ اُس کا مفرد بھی ہو ۲۔ جمع اور مفرد کا مادہ بھی ایک ہو۔

۳۔ تین یا تین سے زائد پر دلالت کرے ۴۔ اُس جمع کے آخر میں واوَ ما قبل مضموم نون مفتوح یا یاء ما قبل مکسور نون مفتوح ہو۔ جیسے :۔ مُسلِمُونَ مُسلِمِینَ

جمع حکمی :۔ جمع حکمی وہ جمع ہے جس میں مذکورہ بالا شرائط میں کوئی ایک نہ پائی جائے جیسے اُولُو اس میں پہلی اور تیسری شرط پائی جارہی ہے باقی نہیں پائی جارہیں۔ اسی طرح عشرون وغیرہ اس میں پہلی اور دوسری شرط نہیں پائی جارہی ہیں۔ جمع حکمی کو ملحق بالجمع بھی کہتے ہیں۔

جمع باعتبار لفظ دو قسم پر ہے ۱۔ جمع مکسر ۲۔ جمع سالم

جمع مکسر :۔وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے جیسے رجال'' جمع ہے رَجُل'۔ مَسَاجِدُ جمع ہے مَسْجِدُ' کی۔ جمع مکسر کے اوزان ثلاثی میں سماعی ہوتے ہیں یعنی عربوں سے سنے ہوئے اور رباعی اور خماسی میں قیاسی ہوتے ہیں یعنی فعَالِلُ و فعالیلُ کے وزن پر آتے ہیں جیسے جَعْفَر'' کی جمع ہے جَعَافِرُ جحمرش'' سے جحامِرُ حرف خامس کو حذف کرنے کیساتھ 'دینار کی جمع دنانیر۔

جمع سالم :۔وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے جیسے :۔مسلمون ' مسلمات''

جمع سالم دو قسم پر ہے :۔ا۔ جمع مذکر سالم ۲۔ جمع مؤنث سالم 'جمع مذکر سالم وہ ہے جس کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم نون مفتوح یا یاء ما قبل مکسور نون مفتوح ہو جیسے :۔مسلمون' مسلمین

جمع مؤنث سالم :۔وہ ہے جس کے آخر میں الف اور تاء ہو جیسے :۔مُسلِمَات''

جمع باعتبار معنی دو قسم پر ہے ا۔ جمع قلّت ۲۔ جمع کثرت

جمع قلت :۔ ایسی جمع جو تین سے لے کر نو تک بولی جائے جمع قلت کے چار اوزان ہیں :۔

ا۔افعل'' جیسے اکلب'' ۲۔افعال'' جیسے اقوال''

۳۔فِعْلَة'' جیسے غِلْمَة'' ۴۔أَفعِلَة'' جیسے أَغوِنَة''

ان کے علاوہ مسلمون اور مسلمات بھی بغیر الف لام کے جمع قلت میں شمار ہوتے ہیں۔

جمع کثرت :۔ ایسی جمع ہے جس کا اطلاق ۱۰ سے لے کر مالا نہایہ تک ہوتا ہے۔ جمع قلت کے اوزان کے علاوہ جمع کے تمام اوزان جمع کثرت کے اوزان ہیں۔

فائدہ :۔ جمع قلت اور جمع کثرت ایک دوسرے کی جگہ پر بھی استعمال ہوتی ہیں۔

مثال جمع قلت کی کہ جمع کثرت کی جگہ استعمال ہوئی ہو۔اصحاب الجنة

مثال جمع کثرت کی کہ جمع قلت کی جگہ استعمال ہوئی ہو۔قولہ تعالیٰ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ

عبارت پڑھنے اور سننے کا طریقہ

ابتداء میں چند دن ایک سطر یا جہاں مضمون ختم ہو رہا ہے وہاں تک عبارت سنی جائے پھر آہستہ آہستہ مقدار بڑھا دی جائے اور تمام طلباء سے بلا تفریق عبارت سنی جائے چاہے طلباء کی تعداد سو سے زائد کیوں نہ ہو پہلی مرتبہ عبارت سننے کے وقت طالبعلم کو عبارت میں بالکل مت روکیں تاکہ عبارت میں روانگی اور تسلسل برقرار رہے اور طالبعلم کی غلطی کو ذہن میں رکھیں اور اگر طالبعلم زیادہ ہوں تو ایک کاپی رکھ لیں اس میں ہر طالبعلم کا نام لکھ لیں جب بھی کوئی طالبعلم غلطی کرے تو اس غلطی کو نوٹ کر لیں۔ جب سب طالبعلم عبارت پڑھ چکیں تو اب غلطی کرنے والے طالبعلم سے دوبارہ عبارت پڑھوائیں اب دوبارہ غلطی کی ہے مثلاً زبر کی جگہ زیر پڑھا ہے تو اس سے پوچھیں کہ یہ زیر کیوں پڑھا ہے۔ حالانکہ نہ اس پر حرف جر داخل ہے اور نہ یہ مضاف الیہ ہے اور نہ ہی کسی مجرور کا تابع ہے۔ اسی طرح جن طلباء نے عبارت صحیح پڑھی ہے ان سے بھی عبارت کے اندر اعراب کے بارے میں سوالات کئے جائیں کیونکہ بعض دفعہ طالبعلم اندازے سے صحیح عبارت پڑھ لیتا ہے لیکن اُس کو وجہ اعراب بالکل معلوم نہیں ہوتی اسی بات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر طالبعلم عبارت صحیح بھی پڑھے تو پھر بھی اس سے پوچھیں کہ آپ نے اس لفظ پر یہ اعراب کیوں پڑھا ہے۔ جمعرات کے دن سبق آگے پڑھانے کے بجائے کتاب کی ابتدا سے لے کر آخر سبق تک ہر طالبعلم سے مکمل عبارت سنی جائے اگر طلباء کی تعداد زیادہ ہو تو پھر ہر طالبعلم سے کم از کم ایک ورق عبارت سنی جائے اگر درمیان میں طالبعلم غلطی کرے تو اس کو بالکل مت روکیں بلکہ اس کی غلطی کو ذہن میں رکھیں یا کسی کاپی پر نوٹ کر لیں تاکہ عبارت میں روانگی اور تسلسل برقرار رہے۔ جب تمام طالبعلم عبارت پڑھ چکیں تو اب غلطی والے مقام سے دوبارہ عبارت پڑھوائی جائے اگر طالبعلم دوبارہ غلطی کرے تو اس طالبعلم سے وجہ اعراب کے متعلق پوچھا جائے کہ آپ نے اس لفظ پر یہ اعراب کیوں پڑھا اور اس پر کون سا عامل داخل ہے؟ اس سلسلہ کو اس انداز سے کم از کم تین یا چار ماہ تک جاری رکھا جائے الحمد للہ اس ترتیب سے طلباء میں انشاء اللہ عربی عبارت پڑھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے گا۔ اس ترتیب کو قدوری اور ہدایۃ النحو میں اختیار کیا جائے کیونکہ یہ دونوں کتابیں ابتدائی طلباء کو عبارت کے اندر چلانے میں تجربۃً مفید ثابت ہوئی ہیں۔

﴿عبارت میں نوک جھونک کا ایک انداز﴾

اُستاذ : میرے عزیز طالبعلم ایک حدیث مبارکہ کی تلاوت فرمائیں۔

شاگرد : كلّكُمْ راعٍ وكلكم مسئول عن رعيته۔

اُستاذ : کُلّکُمْ ترکیب میں کیاواقع ہو رہا ہے ؟

شاگرد : یہ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا ہے۔

اُستاذ : مبتدا کا اعراب کیا ہو تا ہے ؟

شاگرد : مبتدا کا اعراب رفع ہے یعنی مبتدا مرفوع ہو تا ہے۔

اُستاذ : راعٍ ترکیب میں کیاواقع ہو رہا ہے ؟

شاگرد : خبر ہے۔

اُستاذ : خبر تو مرفوع ہوتی ہے آپ تواس کو مجرور پڑھ رہے ہیں۔

شاگرد : اُستاذ جی مجھے غلط فہمی ہوئی یہ تو مضاف الیہ ہے۔

اُستاذ : بڑے احمق ہو رات کو مطالعہ نہیں کیا کھڑے ہو جاؤ اور مطالعہ کر کے آؤ۔

وقفہ برائے مطالعہ

شاگرد : اُستاذ جی میری سمجھ میں یہی آیا ہے کہ یہ مضاف الیہ ہے کیونکہ عام طور پر مجرور دُنیا میں دو ہی چیزیں واقع ہوئی ہیں۔ مضاف الیہ یا مدخول بحرف جر۔ تو حرف جر تو اس پر داخل نہیں لہٰذا یہ مضاف الیہ ہی ہوگا۔

اُستاذ : اگر راعٍ کا لفظ مضاف الیہ ہے تو پھر یہاں مضاف کونسا لفظ ہے ؟

شاگرد : کُلّ مضاف ہے۔

اُستاذ : وہ تو کم ضمیر کی طرف مضاف ہے۔

شاگرد : اُستاذ جی (آہستہ سے) پھر کُم ضمیر مضاف ہو گی۔

اُستاذ : تمہارا انداز بتلا رہا ہے کہ آپ کو اپنی بات پر یقین نہیں ہے میرے عزیز ضمیر تو کبھی مضاف ہو ہی نہیں سکتی اسی طرح اسم اشارہ اور اسم موصول وغیرہ بھی کبھی مضاف نہیں ہو سکتے۔ ہاں یہ مضاف الیہ ہو سکتے ہیں۔

شاگرد : اُستاذ جی میں نے تو بڑا غور کیا لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

اُستاذ : آپ نے کتنی دیر غور کیا ہے ؟

شاگرد : دس منٹ

اُستاذ : یہ تو آپ نے غور نہیں کیا بلکہ کتاب کا نظارہ کیا ہے جیسے سیر و تفریح کرنے والا آدمی چڑیا گھر کا نظارہ کرتا ہے یعنی سرسری سی نظر ڈال کر چلتا بنتا ہے۔ غور تو وہ ہوتا ہے جو سخت پیاس کی حالت میں پانی کو اور سخت بھوک کی حالت میں کھانے کو بھلا دے لیکن آج پہلا دن ہے اس لیے میں آپ کے ساتھ اتنا تعاون کرتا ہوں کہ راعٍ ماقبل کے لیے خبر بن رہا ہے اب آپ یہ بتائیں خبر تو مرفوع ہوتی ہے تو اس پر رفع کہاں ہے ؟

شاگرد : ۔۔۔۔ غور ۔۔۔۔ فکر ۔۔۔۔ سوچ میں گم۔ اُستاذ جی اس کا مرفوع ہونا سمجھ نہیں آرہا۔

اُستاذ : یہ اعراب کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے ؟

شاگرد : مفرد منصرف صحیح

اُستاذ : اس کا رفع تو ضمہ لفظی کے ساتھ آتا ہے جیسے جاء نی زید، مگر یہاں تو ضمہ لفظی نہیں ہے۔

شاگرد : اعراب کی باقی اقسام میں سے تو کوئی قسم بنتی نظر نہیں آتی۔

اُستاذ : معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ کی صرف کمزور ہے۔ اب آپ بتائیں راعٍ کونسا صیغہ ہے تاکہ آپ کی صرف کا کچھ امتحان ہو جائے۔

شاگرد : اُستاذ جی دراصل بات یہ ہے کہ میں نے میٹرک کر رکھی تھی مجھے کسی نے مشورہ دیا کہ آپ تو سمجھ دار ہیں لہٰذا آپ کو صرف اور فارسی پڑھے بغیر ثانیہ میں داخلہ مل جائے گا اس لیے میں نے صرف اور فارسی پڑھے بغیر ثانیہ شروع کر دیا۔ یہ تو مجھے اب معلوم ہو رہا ہے کہ

علم الصرف کتنا اہم علم ہے۔ عربی کتابوں میں اس کی کتنی ضرورت پیش آتی ہے۔

اُستاذ : خشت اول چوں نہد معمار کج۔ تاثریا مے رود دیوار کج

میرے عزیز آپ کے مشیر نے آپ کو بہت ہی غلط مشورہ دیا۔ علم صرف کو علوم عربیہ دینیہ کے اندر بنیادی مقام حاصل ہے اور علم صرف و نحو کی اہمیت کے بارہ میں مقولہ مشہور ہے الصرف أمّ العلوم و النحوُ ابوھا۔ علم صرف علوم کے لیے بمنزلہ ماں کے ہے اور نحو بمنزلہ باپ کے لہٰذا جس بچہ کے سر پر والدین کا سایہ نہ ہو وہ یتیم ہوتا ہے اسی طرح وہ طالبعلم جس کو صرف و نحو یاد نہیں وہ بھی باقی علوم کے اندر بمنزلہ یتیم کے بے یارومددگار ہوگا اس لیے میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنی صرف کو مضبوط کریں اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے تعلیم کے سلسلہ کو آگے جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ صرف کی کوئی کتاب شروع کر دیں اس میں قوانین کو بمع گردانوں کے خوب یاد کریں انشاء اللہ آپ کو بہت جلد اس سوال کا جواب معلوم ہو جائے گا کہ راعٍ سولہ قسموں میں کونسی قسم ہے۔

شاگرد : اُستاذ جی آپ نے تو میری نبض پر ہاتھ رکھا ہے اور میرے مرض کی صحیح تشخیص کی ہے۔ اللہ پاک آپ کو اپنی شایان شان اجر عظیم عطا فرمائے۔ میں انشاء اللہ ابھی ارشاد الصرف 'الصرف الکامل یا الصرف العزیز شروع کرتا ہوں کیونکہ ابھی تو میں ابتدائی درجات میں ہوں اور ابتداء میں کمزوری دور کرنا آسان ہوتا ہے۔

وقفہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ برائے یاد کردن صرف ۔۔۔۔۔۔۔۔ وقفہ

اُستاذ : میرے عزیز آج تو آپ بڑے خوش و خرم نظر آرہے ہیں کیا وجہ ہے ؟

شاگرد : اُستاذ جی میں کیوں نہ خوش ہوں آپ نے میری خیر خواہی کے لیے جو مبارک مشورہ دیا تھا وہ تیر بہدف ثابت ہوا۔ الحمد للہ میں نے صرف کی گردانیں بمع قوانین کے خوب یاد کرلی ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے آج مجھے معلوم ہو گیا کہ راعٍ کونسا صیغہ ہے اور اعراب کی سولہ قسموں میں کونسی قسم ہے ؟

اُستاذ: بَارَكَ اللّٰهُ فِىْ عِلْمِكُمْ وَ عَمَلِكُمْ۔بتاؤ کونسی قسم ہے؟

شاگرد: یہ ناقص سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ کیونکہ یہ اصل میں راعیٌ تھا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا یدعو تدعو والے قانون کے تحت ضمہ گر گیا پھر التقاءِ ساکنین آگیا یاء اور نون تنوین کے درمیان لہٰذا التقاءِ ساکنین کی وجہ سے یاء گر گئی تو راعٍ ہو گیا اور اعراب کی یہ سولہ قسموں میں سے اسم منقوص ہے اور اسم منقوص کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ آتا ہے لہٰذا اب ترکیب آسان ہو گئی۔ کُلُّکُمْ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا اور راعٍ خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اُستاذ: ماشاء اللہ آپ نے واقعی صرف یاد کی ہے اور آپ نے صحیح جواب دیا لہٰذا میرے عزیز صرف کی گردانوں کو خوب یاد کریں اور صیغوں کی خوب مشق کریں کیونکہ جتنی زیادہ صیغوں کی مشق ہو گی اتنی ہی زیادہ صیغوں کی پہچان ہو گی اور جتنی زیادہ صیغوں کی پہچان ہو گی اتنی ہی زیادہ مطالعہ کے اندر قوت پیدا ہو گی اور عربی عبارت کا ترجمہ اور مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو گی۔ماشاء اللہ آپ نے ترکیب تو حل کر لی اب بتائیں کہ راعٍ کا معنی کیا ہے۔

شاگرد: اُستاذ جی راعٍ کا معنی معلوم نہیں۔

اُستاذ: لغت میں دیکھو۔

شاگرد: اُستاذ جی مجھے لغت دیکھنے کا طریقہ نہیں آتا۔

اُستاذ: میرے عزیز کسی لفظ کا معنی لغت میں دیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جس لفظ کا معنی دیکھنا ہو اس لفظ کا مادہ یعنی اصلی حروف کو معلوم کرو اور اصلی حروف کو معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کلمہ کے اندر جتنے حروف زائدہ ہیں ان کو گرا دو مثلاً کلمہ کے اندر ضمیریں اور علامتیں سب کی سب زائد ہوتی ہیں آگے علامت سے مراد عام ہے خواہ وہ باب اور گردان کی علامت ہو یا تثنیہ جمع اور مؤنث کی علامت ہو۔ لہٰذا یضربُ۔ تضربُ۔ اضربُ۔ نضربُ وغیرہ

میں علامت مضارع حروف اتین یَضرِبانِ ۔ تضرِبانِ وغیرہ میں الف ضمیر اور نون اعرابی ضَرَبْتَ۔ ضَرَبتما۔ ضربتم الخ میں تَ تُما تُم الخ ضمیریں۔ یہ سب کے سب زائد ہیں ان کا مادہ میں کوئی دخل نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح اگر کوئی اصلی حرف کسی قانون کی وجہ سے گرا ہوا ہے یا کسی حرف کے ساتھ بدلا ہوا ہے یا کسی دوسرے حرف میں ادغام کیا ہوا ہے تو اس کو مادہ میں واپس لاؤ۔ ☆ یہاں یہ بات پیشِ نظر رہے کہ اصلی مادہ کو معلوم کرنے کے لیے صرف کے قوانین اور گردانوں کا یاد ہونا انتہائی ضروری ہے بالخصوص اجوف، ناقص اور لفیف کے صیغوں کے اندر اصلی حروف کو معلوم کرنے کے لیے صیغوں کی پہچان انتہائی ضروری ہے اور صیغوں کی پہچان تب ہوگی جب پہلے گردانیں اور قوانین یاد ہوں۔ اصلی مادہ معلوم کرنے کی چند مثالیں۔

صیغہ	اصلی مادہ	صیغہ	اصلی مادہ
ضربتم	ضَرَبَ	سَلْ	سَئَلَ
یَعِدُ	وَعَدَ	مَاتَتْ	مَوَتَ
قُلْنَ	قَوَلَ	لَم تَنْتَفِخ	نَفَخَ
یؤمنون	اَمَنَ	اِتّقٰی	وَقَیَ

جب اصلی مادہ معلوم ہو گیا تو اب اس کا معنی لغت کی کسی کتاب مثلاً مصباح اللغات اور المنجد وغیر میں دیکھو۔ لغت میں پہلے مجرد الفاظ کے معنی لکھے ہوتے ہیں۔ پھر مزید کے۔ پھر ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں جو معنی مقام کے مناسب ہو وہ معنی کر لیں۔ مثال کے طور پر آپ نے قدوری کتاب الطہارۃ ص ۲۳ پر ایک لفظ لم تَنْتَفِخْ کا معنی معلوم کرنا ہے تو سب سے پہلے اس کا مادہ نکالیں وہ ہے نَفَخَ۔ اب لغت کی کتاب مثلاً مصباح اللغات میں 'ن' والی تختی نکالیں اور پھر اُسمیں وہ صفحہ تلاش کریں جس میں نَفَخَ والا مادہ لکھا ہو۔ اُسمیں نَفَخَ مجرد کا پہلا معنی لکھا ہے منہ سے پھونک مارنا۔ نَفَخَ مجرد کا یہ معنی تو یہاں پر ٹھیک نہیں لہٰذا

آگے دیکھتے جاؤ اور باب افتعال کا صیغہ تلاش کرو کیونکہ یہ صیغہ باب افتعال کا ہے لہٰذا جب آگے دیکھا تو بابِ افتعال کا صیغہ مل گیا اور وہ ہے اِنْتَفَخَ اس کا پہلا معنی ہے پھولنا اور دوسرا معنی ہے بلند ہونا۔ تو اب یہاں پہلا معنی مقام کے مناسب ہے۔ تو یہاں پہلا معنی ہی مراد ہو گا۔ لہٰذا پوری عبارت کا مطلب یہ ہو گا۔ ''جب کنوئیں میں کوئی مردار چوہایا کوئی اور جانور پایا گیا اور گرنے کا وقت بھی معلوم نہیں اور وہ جانور پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو اس کنوئیں کے پانی سے وضو کرنے والے نمازی ایک دن اور ایک رات کی نمازوں کو لوٹائیں گے۔ مسئلہ کی وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو قدوری کتاب الطہارۃ ص ۲۳۔

میرے عزیز آپ اس تفصیل سے لغت میں کسی لفظ کا معنی دیکھنے کا طریقہ سمجھ گئے ہونگے۔

شاگرد : جی اُستاذ جی الحمد للہ یہ طریقہ خوب ذہن نشین ہو گیا۔

اُستاذ : اُستاذ اب آپ بتائیں کہ راعٍ کا اصلی مادہ اور معنی کیا ہے ؟

شاگرد : اس کے اصل مادہ میں دو احتمال ہے۔ ناقص واوی ہو رَعَوَیا ناقص یائی ہو رَعَیَ۔ پہلا احتمال تو ٹھیک نہیں کیونکہ (ناقص واوی) رعا یرعو رَعْوًا کا معنی ہے غلطی سے رجوع کرنا۔ یہ معنی مقام کے مناسب نہیں ہے اور اگر ناقص یائی ہے رعا یرعیٰ رَعْیاً تو پھر اس کے کئی معنی ہیں۔ ۱۔ جانور کا گھاس چرنا۔ ۲۔ جانور کو گھاس چرانا۔ ۳۔ ستاروں کے غروب کا انتظار کرنا۔ ۴۔ حفاظت کرنا (دیگر معانی لغت کی کتب میں ملاحظہ ہوں) تو اس حدیث شریف میں چوتھا معنی ٹھیک بنتا ہے کہ تم سب کے سب محافظ اور نگہبان ہو۔ اسی طرح کلکم مسئول عَنْ رَعِیّتہٖ۔ میں رَعِیّتہٖ کے کئی معنی ہیں۔ ۱۔ چرنے والے جانور۔ ۲۔ جانور جو چرائے جائیں۔ ۳۔ قوم۔ ۴۔ کسی حاکم کے ماتحت عام لوگ۔ اب یہاں چوتھا معنی مقام کے مناسب ہے لہٰذا چوتھا معنی مراد لیا جائے گا۔ لہٰذا حدیث پاک کا مطلب یہ ہو گا کہ تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارہ میں سوال کیا جائے گا۔

اجراء کا طریقہ

اجراء کے دو طریقے ہیں۔

نمبرا: نحو میر پڑھانے کے ساتھ ساتھ۔

نحو میر کی جو بحث پڑھائی جائے اس بحث کا قرآن پاک احادیث نبویہؐ سے اجراء کرایا جائے۔
مثلاً جب نحو میر میں علامات اسم 'فعل' حرف' پڑھادی جائیں تو اب طلباء کرام سے قرآن پاک سامنے رکھ کر ایک آیت کی تلاوت کروائی جائے مثلاً قرآن پاک کی ایک آیت الحمد للّٰہ ربّ العٰلمین کی تلاوت کی تو اب سوال کا طریقہ یہ ہوگا۔

اُستاذ : الحمد مفرد ہے یا مرکب؟

شاگرد : مفرد ہے۔

اُستاذ : مفرد کا دوسرا نام کیا ہے؟

شاگرد : کلمہ

اُستاذ : یہ کلمے کی کونسی قسم ہے؟

شاگرد : اسم ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ اسم ہے؟

شاگرد : الحمد کے الف لام کے ذریعے معلوم ہوا کہ یہ اسم ہے کیونکہ الف لام کا داخل ہونا اسم کی علامت ہے۔

اُستاذ : اس علامت کی قرآن پاک اور احادیث نبویہؐ سے چند مثالیں نکالیں تاکہ آپکے ذہن میں کشادگی پیدا ہو جائے۔

شاگرد : اس علامت کی مثالیں قرآن پاک اور احادیث نبویہؐ کے اندر بے شمار ہیں جیسے :۔

قرآن کریم سے :العٰلمین' الرحمن' الرحیم' الکتاب' المزمل' المدثّر

احادیث نبویہؐ سے :الاعمال ' النیات' الید' العُلیا

اسی طرح باقی ابحاث کی بارے میں سوالات کئے جائیں۔

نمبر ۲: نحو میر کے اختتام پر۔

نحو میر ختم کرنے کے بعد دو قسم کے سوالات ہونگے۔

سوالات کی پہلی قسم کا تعلق مفردات کے ساتھ ہوگا یعنی کلمات کے ذاتی تعارف کے بارے میں سوالات ہونگے۔

سوالات کی دوسری قسم کا تعلق مرکبات کے ساتھ ہوگا۔

﴿مفردات کے بارہ میں سوالات کرنے کا طریقہ﴾

مثلاً نحو میر کے ختم کرنے کے بعد طالب علم نے یہ آیت الحمد للّٰہ رب العٰلمین پڑھی اب سوال کا طریقہ یہ ہوگا۔

اُستاذ : العٰلمین مفرد ہے یا مرکب؟

شاگرد : مفرد ہے کیونکہ اکیلا لفظ ہے۔

اُستاذ : مفرد (کلمۃ) کی کونسی قسم ہے؟

شاگرد : اسم ہے۔

اُستاذ : اسم کی کونسی علامت پائی گئی ہے؟

شاگرد : اسمیں اسم کی دو علامتیں پائی گئی ہیں ایک الف لام کا داخل ہونا اور دوسری صیغہ جمع کا ہونا

اُستاذ : معرفہ ہے یا نکرہ؟

شاگرد : معرفہ ہے۔

اُستاذ : معرفہ کی کونسی قسم ہے؟

شاگرد : معرف باللام ہے۔

اُستاذ : مذکر ہے یا مؤنث؟

شاگرد : مذکر ہے کیونکہ اس میں تانیث کی علامت موجود نہیں ہے۔

اُستاذ : واحد تثنیہ جمع میں سے کیا ہے۔

شاگرد : جمع ہے۔

اُستاذ : جمع مکسر ہے یا جمع سالم ؟

شاگرد : جمع سالم ہے۔

اُستاذ : جمع سالم ہے تو اُس کی کونسی قسم ہے ؟

شاگرد : جمع مذکر سالم ہے۔

اُستاذ : جمع مذکر سالم کسے کہتے ہیں ؟

شاگرد : جس مفرد کے آخر میں واؤ ما قبل مضموم اور نون مفتوح ہو یا یاء ما قبل مکسور اور نون مفتوح ہو۔

اُستاذ : معرب ہے یا مبنی ؟

شاگرد : معرب ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ معرب ہے ؟

شاگرد : اس لیے کہ یہ مبنی الاصل بھی نہیں ہے اور اسم غیر متمکن کی آٹھ قسموں میں سے بھی نہیں ہے۔

اُستاذ : معرب دُنیا میں کتنی چیزیں واقع ہوتی ہیں ؟

شاگرد : دو چیزیں واقع ہوئی ہیں ا۔ فعل مضارع جو نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو۔ ۲۔ اسم متمکن جو ترکیب میں واقع ہو۔

اُستاذ : الغلمین معرب کی ان دو چیزوں میں سے کونسی چیز واقع ہوا ہے ؟

شاگرد : یہاں الغلمین اسم متمکن ترکیب میں واقع ہو رہا ہے۔

اُستاذ : جب آپ نے الغلمین کے معرب ہونے کا دعویٰ کیا تو آپ کے اوپر چار سوال مسلط ہو گئے۔

ا۔ معرب کیوں ہے ؟ ۲۔ اعراب کیا ہے ؟ ۳۔ محل اعراب کیا ہے ؟ ۴۔ عامل اعراب کیا ہے ؟

اُستاذ : معرب کیوں ہے ؟

شاگرد : اسم متمکن ترکیب میں واقع ہو رہا ہے۔

اُستاذ : اعراب کیا ہے اور اعراب کی سولہ قسموں میں سے کونسی قسم ہے ؟

شاگرد : اس کا اعراب اعراب بالحرف ہے۔ جر یاء ما قبل مکسور کے ساتھ اور اعراب کی سولہ قسموں میں سے جمع مذکر سالم ہے۔

اُستاذ : محل اعراب کیا ہے ؟

شاگرد : محل اعراب کا سوال اعراب بالحرکت میں ہوتا ہے اعراب بالحرف میں نہیں جیسے لِلّٰہِ میں محلِ اعراب ہ ہے۔

اُستاذ : العلمین میں عامل اعراب کیا ہے ؟

شاگرد : ربّ مضاف اسمیں عامل ہے۔

اُستاذ : عامل کتنی قسم پر ہے ؟

شاگرد : عامل دو قسم پر ہے لفظی اور معنوی

اُستاذ : ربّ عامل لفظی ہے یا معنوی ؟

شاگرد : عامل لفظی ہے۔

اُستاذ : عامل لفظی کتنی قسم پر ہے ؟

شاگرد : تین قسم پر ہے۔ ۱۔ حروف عاملہ۔ ۲۔ افعال عاملہ۔ ۳۔ اسمائے عاملہ۔

اُستاذ : یہ ان تینوں میں سے کون سی قسم سے ہے ؟

شاگرد : یہ اسمائے عاملہ سے ہے۔

اُستاذ : اسمائے عاملہ کتنے ہیں ؟

شاگرد : گیارہ ہیں۔

اُستاذ : یہ کونسی قسم ہے ؟

شاگرد : اسم مضاف

اُستاذ : یہ کیا عمل کرتا ہے ؟

شاگرد : یہ اپنے مضاف الیہ کو جر دیتا ہے۔

اُستاذ : رب العٰلمین کے اندر مضاف الیہ کو جر نہیں دیا کیونکہ آپ تو العٰلمین پر فتحہ پڑھتے ہیں ؟

شاگرد : اُستاذ جی جر آنے کا مطلب صرف کسرہ کا آنا نہیں ہے بلکہ جر تین چیزوں کے ساتھ آتی ہے۔ کسرہ کے ساتھ 'فتحہ کے ساتھ اور یاء کے ساتھ یہاں پر جر یاء کے ساتھ ہے۔ اسی طرح رفع آنے کا مطلب ضمّہ ہی نہیں بلکہ رفع تین چیزوں کے ساتھ آتا ہے ضمّہ کے ساتھ 'واؤ کے ساتھ اور الف کے ساتھ۔ اسی طرح نصب آنے کا مطلب صرف فتحہ آنا نہیں بلکہ نصب چار چیزوں کے ساتھ آتا ہے۔ فتحہ کے ساتھ 'کسرہ کے ساتھ' یا کے ساتھ اور الف کے ساتھ

اُستاذ : جر کسرہ 'فتحہ اور یا کے ساتھ کتنی اور کون کونسی قسموں میں آتا ہے ؟

شاگرد : جر کسرہ کے ساتھ سات قسموں کے اندر آتا ہے۔

۱۔ مفرد منصرف صحیح۔ ۲۔ جاری مجریٰ صحیح۔ ۳۔ جمع مکسر منصرف۔ ۴۔ جمع مؤنث سالم۔
۵۔ غیر جمع مذکر سالم جب مضاف ہو یاء متکلم کی طرف۔ ۶۔ اسم مقصور۔ ۷۔ اسم منقوص

اور جر فتحہ کے ساتھ ایک قسم میں آتی ہے اور وہ غیر منصرف ہے باقی آٹھ قسموں میں جر یاء کے ساتھ آتی ہے۔

۱۔ اسماء ستہ مکبرہ موحدہ مضافہ الی غیر یاء المتکلم ۔ ۲۔ مثنی ۔ ۳۔ کلا و کلتا۔

۴۔ جمع مذکر سالم۔ ۵۔ عشرون تا تسعون۔ ۶۔ اُولو۔ ۷۔ اثنان واثنتان۔

۸۔ جمع مذکر سالم مضافہ الی یاء المتکلم۔

اُستاذ : رفع ضمہ ‘الف اور واؤ کے ساتھ کتنی اور کونسی قسموں میں آتا ہے ؟

شاگرد : رفع ضمہ کے ساتھ آٹھ قسموں کے اندر آتا ہے۔

۱۔ مفرد منصرف صحیح۔ ۲۔ جاری مجریٰ صحیح۔ ۳۔ جمع مکسر منصرف۔ ۴۔ جمع مؤنث سالم۔ ۵۔ غیر منصرف۔ ۶۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم۔ ۷۔ اسم مقصور۔ ۸۔ اسم منقوص۔

رفع واؤ کے ساتھ پانچ قسموں میں آتا ہے۔

۱۔ اسماء ستہ مکبرہ موحدہ مضافہ الی غیر یاء المتکلم ۔ ۲۔ جمع مذکر سالم ۔ ۳۔ عشرون تا تسعون۔ ۴۔ اولو۔ ۵۔ جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم۔

رفع الف کے ساتھ تین قسموں میں آتا ہے۔

۱۔ مثنیٰ ۲۔ کلا و کلتا۔ ۳۔ اثنان و اثنتان

اُستاذ : نصب فتحہ۔ کسرہ۔ الف اور یاء کے ساتھ کتنی اور کونسی قسموں میں آتا ہے ؟

شاگرد : نصب فتحہ کے ساتھ سات قسموں میں آتا ہے۔

۱۔ مفرد منصرف صحیح۔ ۲۔ جاری مجریٰ صحیح۔ ۳۔ جمع مکسر منصرف۔ ۴۔ غیر منصرف۔ ۵۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم ۔ ۶۔ اسم مقصور ۔ ۷۔ اسم منقوص۔

نصب کسرہ کے ساتھ صرف ایک قسم میں آتا ہے وہ جمع مؤنث سالم ہے۔ نصب الف کیساتھ ایک قسم میں آتا ہے اور وہ ہے اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ مضافہ الیٰ غیر یاء المتکلم۔

اور نصب یاء کے ساتھ سات قسموں میں آتا ہے۔

۱۔ مثنیٰ ۔ ۲۔ کلا و کلتا۔ ۳۔ اثنان و اثنتان ۔ ۴۔ جمع مذکر سالم ۔ ۵۔ اُولو ۔ ۶۔ عشرون تا تسعون ۔ ۷۔ جمع مذکر سالم مضاف اِلیٰ یاء المتکلم ۔

مرکبات میں سوال کرنے کا طریقہ

طالب علم نے یہ آیت الحمدُ للّٰہِ رب العلمین پڑھی۔

اب سوال کا طریقہ یہ ہو گا۔

اُستاذ : ربّ العلمین مفرد ہے یا مرکب ؟

شاگرد : مرکب ہے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مرکب ہے ؟

شاگرد : کیونکہ ربّ العٰلمین دو کلموں سے مل کر بنا ہے اور جو چیز ایک کلمے سے زائد سے مل کر بنے وہ مرکب ہوتی ہے۔

اُستاذ : مرکب کی کونسی قسم ہے ؟

شاگرد : مرکب ناقص یعنی مرکبِ غیر مفید

اُستاذ : مرکب ناقص کی تو کئی اقسام ہیں یہ کونسی قسم ہے۔؟

شاگرد : مرکب اضافی

اُستاذ : مرکب اضافی کیا ہوتی ہے ؟

شاگرد : جو مضاف مضاف الیہ سے مل کر بنے۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں ؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ کی علامت سے۔

اُستاذ : اس میں مضاف مضاف الیہ کی کونسی علامت پائی گئی ہے ؟

شاگرد : پہلے اسم پر الف ' لام نہ ہو اور دوسرے اسم پر الف لام ہو تو یہ آپس میں مضاف مضاف الیہ بنتے ہیں۔

اُستاذ : ترجمہ کرو۔

شاگرد : تمام جہانوں کا پالنے والا۔

اُستاذ : مرکب ناقص مکمل جملہ ہوتا ہے یا جملے کا جز ہوتا ہے ؟

شاگرد : جملہ کا جز ہوتا ہے۔

اُستاذ : اگر یہ جملے کا جز واقع ہوتا ہے تو یہ مرکب اضافی کیا واقع ہو رہا ہے ؟

شاگرد : مضاف مضاف الیہ مل کر صفت بن رہا ہے اسم اللہ جل جلالہ کی۔

اُستاذ : موصوف صفت مل کر کونسا مرکب بنتے ہیں ؟

شاگرد : مرکبِ توصیفی۔

اُستاذ : مرکبِ توصیفی مرکب تام ہے یا ناقص ؟

شاگرد : مرکب ناقص

اُستاذ : مرکب ناقص تو جملے کا جز ہوتا ہے تو یہ موصوف صفت مل کر کیا بنے گا ؟

شاگرد : یہ موصوف صفت مل کر مجرور بن رہے ہیں۔

اُستاذ : آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مجرور ہے ؟

شاگرد : لام جارہ کے داخل ہونے کی وجہ سے۔

اُستاذ : جار مجرور مل کر کیا بنتے ہیں ؟

شاگرد : ظرف مجازی۔

اُستاذ : ظرف مجازی کتنی قسم پر ہے ؟

شاگرد : دو قسم پر ہے۔ ظرف مستقر ' ظرف لغو

اُستاذ : یہ کونسی ظرف ہے ؟

شاگرد : ظرفِ مستقر

اُستاذ : کونسے مقام میں واقع ہے ؟

شاگرد : خبر کے مقام میں۔

اُستاذ : ظرفِ مستقر جب خبر کے مقام میں واقع ہو تو اُس کا متعلق کیا نکالیں گے ؟

شاگرد : اس کے متعلق میں اختلاف ہے بصریوں کا اور کوفیوں کا۔ بصری کہتے ہیں کہ ہم اس کا متعلق فعل نکالیں گے اور کوفی کہتے ہیں کہ ہم اس کا متعلق اسم نکالیں گے۔

اُستاذ : تو پھر اصل عبارت کیا بنے گی ؟

شاگرد : الحمد ثبتَ للّٰہِ رب العٰلمین یا الحمد ثابتٌ لِلّٰہِ ربّ العٰلمین

اُستاذ : ترکیب کرو۔

شاگرد : الحمد ثبتَ للّٰہِ رب العٰلمین۔ الحمدُ مبتدا ثبتَ فعل ' ھُوَ ضمیر فاعل راجع بسوئے مبتدا۔ لام جار ' لفظ اللّٰہ موصوف 'رب مضاف ' عالمین مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت ہوئے اللہ اسم جلیل کی۔ موصوف صفت مل کر مجرور ہوئے لام جار کے لیے۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوئے ثبتَ فعل کے ساتھ ثبتَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوا مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا لفظاً اور انشائیہ ہوا معناً۔

الحمد ثابت" للّٰہِ رب العٰلمین ۔ الحمدُ مبتدا ثابتٌ صیغہ اسمِ فاعل تکیہ گرفتہ است بر مبتدائے خود یعملُ عمل فعلہ۔ ھُوَ ضمیر اس کا فاعل 'راجع بسوئے مبتدا' لام جار' اللّٰہ موصوف' رب مضاف 'عالمین مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر صفت ہوئے اللہ اسم جلیل کی۔ موصوف صفت مل کر مجرور ہوئے لام جار کے لیے۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوئے ثابتٌ کے ساتھ۔ ثابتٌ صیغہ اسمِ فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوا مبتدا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

فائدہ وہ افعال (مدح وذم وغیرہ) جن کو کوئی آدمی فی الحال پیدا کرتا ہے تو وہ بھی انشاء کے اندر داخل ہیں۔

اُستاذ : ترجمہ کرو؟
شاگرد : تمام تعریفیں ثابت ہیں اللہ کے لیے ایسا اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اُعْبُدُوا اللّٰہَ وَلاَ تُشْرِکُوْا بِہٖ شَئیاً۔

اُستاذ : اُعْبُدُوا اللّٰہَ مفرد ہے یا مرکب ؟
شاگرد : مرکب ہے۔
اُستاذ : مرکب مفید ہے یا مرکب غیر مفید ؟
شاگرد : مرکب مفید ہے۔
اُستاذ : مرکب مفید کی کونسی قسم ہے ؟
شاگرد : جملہ انشائیہ ہے۔
اُستاذ : جملہ انشائیہ میں سے کونسی قسم ہے ؟
شاگرد : اَمر ہے۔

قَدْاَفْلَحَ المؤمِنُوْنَ

اُستاذ : یہ مفرد ہے یا مرکب ؟
شاگرد : مرکب ہے۔
اُستاذ : مرکب کی کونسی قسم ہے ؟
شاگرد : مرکب مفید ہے۔
اُستاذ : مرکب مفید کی کونسی قسم ہے ؟
شاگرد : جملہ خبریہ ہے۔
اُستاذ : جملہ خبریہ کی کونسی قسم ہے جملہ اسمیہ یا جملہ فعلیہ ؟
شاگرد : جملہ فعلیہ۔
اُستاذ : جملہ فعلیہ کی پہلی جز اور دوسری جز کو کیا کہتے ہیں ؟
شاگرد : پہلی جز کو فعل اور دوسری کو فاعل کہتے ہیں۔
اُستاذ : جملہ فعلیہ کی پہلی اور دوسری جز کے کتنے نام ہیں ؟
شاگرد : دو نام ہیں فعل اور مسند اور دوسری جز کے بھی دو نام ہیں فاعل اور مسند الیہ۔

مطالعہ کرنے کا طریقہ

جب اجراء کرنے کا طریقہ معلوم ہو گیا اور اجراء بھی خوب کر لیا تو اب طالب علم کے لیے صحیح اور مضبوط مطالعہ کرنے کے لیے پانچ کام کرنے ہیں :۔

۱۔ اسم فعل حرف کی پہچان کرنا (اس کے لیے اسم فعل حرف کی علامات یاد کرلیں)

۲۔ معرب مبنی کی پہچان کرنا (اس کے لیے معرب مبنی کی بحث خوب یاد کرلیں)

۳۔ عامل معمول کی پہچان کرنا (اس کے لیے عوامل کی بحث ذہن نشین کرلیں)

۴۔ کلمات کا باہمی تعلق معلوم کرنا۔

۵۔ کلمات کا لغوی معنی معلوم کرنا۔ (پھر بامحاورہ ترکیبی ترجمہ کر کے صحیح مفہوم اور مطلب نکالنا)

چوتھے اور پانچویں نمبر کی وضاحت : کلمات کے باہمی تعلق اور جوڑنے کو ترکیب کہا جاتا ہے آگے ہر ترکیب کا ایک نام ہوتا ہے کیونکہ جب دو یا دو سے زیادہ چیزیں آپس میں جڑتی ہیں تو ان کا ایک نیا نام پیدا ہو جاتا ہے جیسے ڈبّوں کے ساتھ انجن جڑا ہوا ہو تو اس کا نام ہو گا ریل گاڑی۔ پانی پتی دودھ آپس میں ملے ہوں تو اس کا نام ہو گا چائے اسی طرح جب دو یا دو سے زیادہ لفظ آپس میں جڑتے ہیں تو اس کو ترکیب کہتے ہیں۔ ہر ترکیب کا کوئی نہ کوئی نام ضرور ہوتا ہے۔ مثلاً کسی ترکیب کا نام ترکیب اضافی اور کسی کا نام ترکیب توصیفی ہوتا ہے۔

بندہ نے اللہ پاک کے فضل سے عربی کلام میں کثرت سے استعمال ہونے والی تراکیب (مضاف مضاف الیہ۔ موصوف صفت۔ معطوف معطوف علیہ وغیرہ) کی علامات اور بڑی تراکیب کا حل لکھ دیا ہے اس کو ذہن نشین کرلیں انشاء للہ آپ کو ان تراکیب کے سمجھنے میں کافی مدد ملے گی۔ باقی جہاں تک کلمات کے لغوی معنی کو معلوم کرنے کا مسئلہ ہے تو اس کی ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے کسی لفظ کا معنی عبارت میں حل کرنے کی کوشش کریں

کیونکہ بعض الفاظ کا معنی اتنا آسان اور ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تو آپ بالکل اول نظر ہی سے سمجھ جائیں گے اور اگر کسی لفظ کا معنی عبارت میں حل نہ ہو تو بین السطور دیکھیں کیونکہ عام طور پر مشکل الفاظ کا معنی آسان عربی یا فارسی میں بین السطور لکھا ہوا ہوتا ہے مثلاً قدوری کے صفحہ نمبر ۲۱ پر:

کالاشربة والخل و المرق وماء الباقلاء وماء الورد وماء الزردج

سرکہ شوربہ گلاب گاجر

چار الفاظ (خل۔ مرق۔ ورد۔ زردج) کا معنی سطر کے نیچے **لکھا** ہوا ہے لہٰذا ان کا معنی معلوم کرنے کے لیے لغت دیکھنے کی ضرورت نہیں اور کچھ الفاظ کا معنی محتاج الی التفصیل ہوتا ہے تو وہ حاشیہ میں لکھ دیا جاتا ہے جیسے قدوری (کتاب الدیات) ص ۲۰۴ پر دس زخموں کے نام ذکر کیے گئے ہیں اور ان سب زخموں کا معنی حاشیہ میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ اگر ایک لفظ کا معنی بین السطور میں ذکر نہ ہو اور حاشیہ میں بھی نہ ہو تو پھر آپ اس کا معنی لغت کی کسی کتاب مصباح اللغات یا المنجد وغیرہ میں دیکھ لیں مثلاً قدوری کی عبارت میں ص ۲۱ پر ماء الباقلاء کا لفظ ہے تو آپ کو باقلاءؔ کا معنی سمجھ میں نہیں آرہا تو اب اس کا معنی لغت کی کتاب میں 'ب' والی تختی میں دیکھیں جہاں آپ کو باقلاء کا معنی مل جائے گا اور وہ ہے لوبیا۔ کسی لفظ کا معنی لغت میں دیکھنے کا طریقہ تفصیل کے ساتھ "عبارت کے اندر نوک جھونک کا ایک انداز" میں لکھ دیا ہے وہاں ملاحظہ کر لیں اور اگر مطالعہ کے اندر پوری کوشش کے باوجود کسی لفظ کا معنی یا کوئی مقام حل نہیں ہو رہا تو گھبرائیں نہیں۔ صبح جب اُستاذ محترم تشریف لائیں تو سبق پوری توجہ سے سنیں اس مقام پر خاص توجہ رکھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا وہ مقام بھی حل ہو جائے گا۔

غلط فہمی کا ازالہ :۔

میرے عزیز طلباء شیطان مطالعہ میں غلط وہم ڈالتا ہے میں نے کتاب کھول کر دیکھی مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آیا یہ میرے عزیز آپ کی کسرنفسی ہے ورنہ آپ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی صلاحیت رکھی ہے میرے سامنے ایک طالب علم نے ایسے ہی کہا میں نے فوراً عربی کتاب کھول کر سامنے رکھ دی۔ (نفر عن الطهارة...الخ)

میں نے پوچھا اس لائن میں آپ کو فرض کا معنی آتا ہے طالب علم نے کہا جی ہاں۔ طہارۃ کا معنی آتا ہے کہنے لگا آتا ہے اسی طرح پوری لائن کے الفاظ کے معنی بیان کر دیئے میں نے اس سے کہا آپ فرمار ہے تھے مجھے کچھ نہیں آتا یہ آپ نے پوری سطر بغیر مطالعہ کے حل کر دی اگر مطالعہ کر کے سناتے تو آپ پورا صفحہ حل کر لیتے۔

بہرحال میرے عزیز ابتداء میں اُستاذ اور طالب علم کے مطالعے میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے جیسا کہ بعض اساتذہ کرام سے سنا ہے جب کوئی طالب علم تعلیم کا سلسلہ شروع کرتا ہے تو اُستاذ اور شاگرد کے درمیان نسبت تباین کی ہوتی ہے۔ یعنی اُستاذِ محترم کتاب کے اندر مطالعہ سے جو کچھ سمجھ رہے ہیں وہ طالبعلم بالکل نہیں سمجھ پاتا۔ لیکن جب طالبعلم محنت کرتا ہے پابندی کے ساتھ پڑھتے ہوئے سبق کا تکرار اور آئندہ سبق کا مطالعہ کرتا ہے تو پھر اُستاذ اور شاگرد کے درمیان نسبت عموم خصوص من وجہ کی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر ایک دن آتا ہے کہ اُستاذ محترم اور شاگرد دونوں مادہ اجتماعی کے اندر جمع ہو جاتے ہیں یعنی جو مفہوم عبارت سے حضرت اُستاذ محترم نے اخذ کیا وہی مطلب اللہ کے فضل سے طالب علم بھی اخذ کر لیتا ہے۔

ساتھ ہی یہ بات ذہن میں رکھیں اللہ تعالیٰ اخلاص سے کی ہوئی محنت رایئگاں نہیں فرماتے بلکہ ضرور اس کا صلہ عطا فرماتے ہیں اسی پر حضرت استاذ المکرّم مولانا قاضی عزیز اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سبق کے دوران ایک طالب علم کا واقعہ سناتے تھے کہ ایک طالب علم انتہائی غبی تھا اس کو سبق کے بارے میں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ سبق کہاں سے پڑھنا ہے لہٰذا سبق کے مقام پر نشانی رکھی ہوتی تھی اس نشانی کے ذریعے سبق کو معلوم کرتا تھا طلباء اُس کے ساتھ مذاق کرتے اور سبق کے مقام سے نشانی اٹھا کر پانچ چھ ورق پیچھے رکھ دیتے صبح حضرت اُستاذِ محترم کی خدمت میں حاضر ہوتا جہاں نشانی ہوتی وہاں سے کتاب کھول کر سبق شروع کر دیتا۔ اُستاذ فرماتے کہ یہ سبق تو آپ نے ہفتہ پہلے پڑھ لیا تھا وہ طالب علم کہتا اُستاذ جی میرے سبق کی نشانی یہاں پر ہے لہٰذا مجھے یہیں سے سبق پڑھائیں۔ حضرت اُستاذ بھی بڑے مہربان اور شفیق تھے وہاں سے پڑھا دیتے اور کبھی طلباء سبق کی نشانی مقام سبق سے آگے رکھ دیتے تو حضرت استاذ مکرم از راہ شفقت اس کی نشانی کے مطابق آگے سے سبق پڑھا دیتے مگر محنت کا یہ عالم تھا کہ بعض دفعہ پوری پوری رات کتاب کھول کر دونوں ہاتھ تپائی پر رکھ کر نظر کتاب پر ٹکائے مطالعہ کرتا رہتا آخر میں اللہ تعالیٰ نے اُس کو نوازا ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ اکیلا شرح جامی تک کے اسباق پڑھاتا تھا اور اُس کے ساتھ مذاق کرنے والے جانور چراتے تھے۔

مطالعہ کرنے کی مشق

شاگرد : اُستاذ جی بڑی پریشانی ہے صرف و نحو کی مختلف کتابیں پڑھ چکا ہوں لیکن ابھی تک مطالعہ کرنے کا اور کتاب کو دیکھنے کا طریقہ نہیں آتا۔

اُستاذ : میرے عزیز عربی کی کوئی کتاب لائیں تاکہ میں آپ کو مطالعہ کرنے کا طریقہ بتاؤں۔

شاگرد : اُستاذ جی یہ قدوری کی کتاب ہے۔

اُستاذ : کتاب کھولیں اور کوئی باب شروع سے نکالیں۔

شاگرد : اُستاذ جی یہ میں نے قدوری کو کھولا ہے اور یہ باب سجود التلاوۃ ہے۔

اُستاذ : اس باب کے شروع سے عبارت پڑھیں۔

شاگرد : فی القرآن اربعة عشر سجدةً

اُستاذ : آپ نے مطالعہ کے دوران پانچ کام کرنے ہیں سب سے پہلے اسم فعل حرف کو ایک دوسرے سے جدا کرو۔

شاگرد : اس عبارت میں فی حرف ہے۔ القرآن اسم ہے کیونکہ اس پر الف لام داخل ہے اربعة عَشَرَ یہ اسم ہے کیونکہ اس میں تنوین مقدر ہے کیونکہ یہ اصل میں اربعة'' وعشَرَ''اور سجدةً بھی اسم ہے کیونکہ اسکے آخر میں تنوین ہے اور اس عبارت میں فعل کوئی بھی نہیں ہے۔

اُستاذ : اب معرب مبنی کی پہچان کرو۔

شاگرد : فی مبنی الاصل ہے کیونکہ حرف ہے القرآن معرب ہے کیونکہ اسم متمکن ترکیب میں واقع ہوا ہے۔ اربعة عَشَرَ مبنی ہے کیونکہ مرکب بنائی ہے اور سجدةً معرب ہے کیونکہ اسم متمکن ترکیب میں واقع ہوا ہے۔

اُستاذ: عامل معمول کی پہچان کریں؟

شاگرد: فی عامل ہے اور یہ جر والا عمل کرتا ہے یعنی اپنے مدخول کو جر دیتا ہے اور القرآن معمول ہے کیونکہ اس میں جر والا عمل پایا گیا ہے اربعة عَشَرَ عامل بھی ہے کیونکہ یہ اسمائے عاملہ میں سے اسم تام ہے اور تنوین مقدر کے ساتھ تام ہے اور یہ اپنی تمیز کو نصب دیتا ہے (اسم تام کی تعریف یہ ہے کہ اسم تام ہر اُس اسم کو کہتے ہیں جس کے آخر میں ایسی حالت لاحق ہو کہ اس حالت کے ہوتے ہوئے وہ کسی دوسرے اسم کی طرف مضاف نہ ہو سکے اور یہ پانچ چیزوں کے ساتھ تام ہوتا ہے) اور اسی طرح أَربَعَة عَشَرَ معمول بھی ہے کیونکہ یہ مبتدا مؤخر ہے اور اس میں عامل ابتدا ہے 'سجدةً' معمول ہے کیونکہ یہ تمیز ہے۔

اُستاذ: کلمات کا آپس میں تعلق اور ترکیب معلوم کریں؟

شاگرد: فی القرآن خبر مقدم ہے کیونکہ ہم نے جملہ اسمیہ کی علامات میں پڑھا ہے کہ کلام کے شروع میں جار مجرور آجائے تو وہ خبر مقدم ہوتا ہے اور اربعَةَ عَشَرَ۔ اسم عدد مبہم مُمیز ناصب التمیز اور سجدةً تمیز۔ ممیّز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر' مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اور ساتھ ہی مسند مسند الیہ بھی معلوم ہو گئے کہ فی القرآنِ خبر مسند ہے اور اربعة عَشَرَ سجدةً مبتدا مسند الیہ ہے۔

اُستاذ: اب ان کا معنی معلوم کرو۔

شاگرد: فی کا معنی ہے 'میں' قرآن کا معنی تو ظاہر ہے اربعة کا معنی ہے چار اور عَشَرَ کا معنی ہے دس۔ چار اور دس ملے تو چودہ اور سجدةً کا معنی سجدہ ہی ہے۔

اُستاذ: آپ کو ہر لفظ کا الگ الگ معنی معلوم ہو گیا اب رواں بامحاورہ ترجمہ کرو؟

شاگرد: قرآن پاک میں چودہ سجدۂ تلاوت ہیں۔

اُستاذ: میرے عزیز جب آپ نے ترکیب بھی کرلی اور معنی بھی پہچان لیا تو نحو پڑھنے کا مقصد پورا ہو گیا اسی انداز سے ہر کتاب کا مطالعہ کرتے رہیں اور اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہیں۔ جب منزل مقصود تک پہنچ جائیں اور دورۂ حدیث سے فارغ ہو جائیں تو پھر اللہ پاک کے دین کی خدمت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھیں۔ جہاں دینی خدمت کا موقع ملے۔ اللہ پاک کی ذات کو خوش کرنے کے لیے خوب دل لگا کر اللہ پاک کے دین کی خدمت کریں۔

شاگرد: اُستاذ جی میں ساری زندگی آپ کے احسان کو نہیں بھول سکتا۔ کیونکہ میں پہلے کتاب کھولتا تھا تو اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا تھا وقت پاس کرنے کے لیے کبھی ہوٹل پر چلا جاتا اور کبھی اخبار اور ناول پڑھتا لیکن جب سے آپ نے مطالعہ کرنے کا طریقہ بتلایا اس وقت سے مجھے اپنی درسی کتب کے ہر لفظ سے نور نکلتا ہوا نظر آتا ہے جو ہر وقت میرے ذہن کو روشن رکھتا ہے اور دل ہر وقت خوشی سے باغ باغ رہتا ہے اب چاہے آپ مدرسہ کے دروازے بند کریں یا نہ کریں۔ مطالعہ کے دوران کوئی اُستاذ نگرانی کے لیے مقرر کریں۔ نہ کریں اب میں نے کتاب کو اپنا دوست بنا لیا ہے اب میں ہمیشہ مطالعہ کروں گا اور تعلیم کے دوران اُردو کی شروحات دیکھنے سے بچوں گا اور دینی مسائل کو سمجھنے کی کوشش کروں گا اور پھر تا زیست انشاء اللہ اللہ پاک کے دین کی خدمت کروں گا۔ آخر میں بارگاہ ایزدی میں التجاء ہے کہ اللہ پاک ہمارے عزم و حوصلہ میں برکت عطا فرمائے اور خلوص کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

فوائد متفرقہ

☆ ـــ یہ استیناف کا مخفف ہے اور یہ نئی بات کے شروع ہونے کی علامت ہے۔

☆ **ع ـ 'عف' عط** ـ یہ علامت عطف کا مخفف ہے۔

☆ ۴،۵ یہ دونوں مفعول بہ غیر صریح یا متعلق کی علامت و نشانی ہیں کیونکہ جار مجرور ما قبل فعل یا شبہ بالفعل کے لیے مفعول بہ ہوتے ہیں لیکن غیر صریح کیونکہ بواسطہ حرف جر کے ہیں۔ لہٰذا یہ نشانی جس جار مجرور پر ہو تو وہ متعلّق ہونگے اور ما قبل فعل یا شبہ بالفعل پر یہ نشانی ہو تو وہ متعلّق ہونگے۔

☆ حاشیہ کے آخر میں یا کسی اور لفظ کے آخر میں ۱۲ کا عدد لکھا ہوا ہوتا ہے یہ بات کے ختم ہونے کی علامت ہوتا ہے کیونکہ یہ بارہ کا عدد حد کے لفظ سے نکلا ہے اور ح سے آٹھ کا عدد اور د سے چار کا عدد نکلتا ہے تو حد کا معنے ہے انتہا تو اس سے جو عدد نکلے گا وہ بھی انتہا والے معنی پر دلالت کرے گا۔

☆ مبالغہ کے جتنے صیغے ہیں وہ اسم فاعل کے حکم میں ہوتے ہیں۔

☆ حال چھ قسم پر ہے :۔

۱۔ حال مؤکدہ : حال اپنے ذوالحال سے اکثر جدا نہ ہو جیسے :۔ زید'' اَبُوکَ عَطُوفاً۔

۲۔ حال منتقلہ : حال اپنے ذوالحال سے سے اکثر جدا رہے جیسے :۔ جَاءَ نِی زیدٌ'' راکِباً

۳۔ حال مترادفہ : ایک ذوالحال سے دو حال ہوں جیسے :۔ جَاءَ نِی زیدٌ'' راکِباً ضاحکاً۔

۴۔ حال متداخلہ :۔ جو ما قبل حال کی ضمیر سے حال واقع ہو جیسے :۔ جَاءَ نِی زیدٌ'' راکِباً۔

۵۔ حال محققہ : حال ذوالحال کے لیے فی الحال ثابت ہو جیسے :۔ جَاءَ نِی زیدٌ'' راکباً۔

۶۔ حال مقدّرہ : حال ذوالحال کے لیے آئندہ زمانے میں ثابت ہو فی الحال اُس کا تصور کیا جائے جیسے :۔ فادخلوھا خالدین۔

☆ ہر جمع ماسوائے جمع مذکر سالم کے بتاویل جماعۃ کے واحدہ مؤنثہ کے حکم میں ہوتی ہے۔

☆ جتنے بھی اسمائے مشتقات ہیں اگر وہ ما قبل کے لیے حال یا صفت وغیرہ بنیں تو ان کے اندر عائد کا ہونا ضروری ہے جو ما قبل ذوالحال یا موصوف وغیرہ کی طرف راجع ہو گا۔

☆ اسم فاعل اور فاعل میں فرق :۔

اسم فاعل وہ ہے جو ذات مع الوصف پر دلالت کرے اور فاعل وہ ہے جو صرف ذات پر دلالت کرے۔ اسم فاعل ہمیشہ مشتق ہوتا ہے اور فاعل کبھی مشتقّی ہوتا ہے اور کبھی جامد اور یہی فرق اسمِ مفعول اور مفعول میں ہے۔

☆ **واوٗ صرف** : واوٗ صرف وہ واوٗ ہے کہ جس کے مابعد کا عطف ما قبل پر کریں تو مقصود حاصل نہ ہو۔

☆ جن الفاظ کے ترجمہ میں اسم مفعول والا معنی ہو اُن کو مجہول پڑھنا اولیٰ ہے اگرچہ اُن کا فاعل معلوم ہو جیسے :۔ یستحب' یکرہ

☆ **شبہ جملہ** : اسم فاعل 'اسم تفضیل 'صفت مشبہ 'صیغہ مبالغہ اپنے فاعل سے مل کر یا اسم مفعول اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ جملہ بنتا ہے اور مرکب غیر مفید کی طرح ہمیشہ جملے کا جز بنتا ہے۔

☆ شرط جزاء کے درمیان جملہ فعلیہ ہو اور جملہ فعلیہ کی ابتداء میں قد مع الواوٗ ہو تو وہ حال واقع ہوگا۔ جیسے فلما بلغ الكوفة مات او سرقت نفقة وقد انفق النصف يحجُ عن الميت (ہدایہ۲۹۸)

☆ ایک اسم مبتدا ہو اس کے بعد دو جار مجرور آجائیں تو بعض مقامات پر پہلے کو حال اور دوسرے جار مجرور کو خبر بنائیں گے جیسے :۔ فالفظيةُ منها علىٰ ضربين سماعيةٌ'' و قياسيةٌ''

☆ کلام میں پہلے ایک فعل کی نفی کی گئی ہو پھر دوبارہ اسی فعل کی نفی کرنی ہو تو 'لا' کے بعد فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے اور اس لا کو لا نافية الفعل کہا جاتا ہے جیسے :۔ وَلاَ يَحِلّ لِلرَّجلِ اَنْ يَّتَزَوّجَ بِأُمّهٖ وَلاَ بِجَدَاتِهٖ مِنْ قِبَلِ الرِّجَالِ وَالنّسَاءِ وَلاَ بِبِنتِهٖ وَلاَ بِبِنْتِ وَلَدِهٖ

☆ كَلَ یہ لفظ كَذٰالِكَ کا مخفف ہے اس کا معنی ہے ''اسی طرح''

☆ سُبحٰنَ کا لفظ جہاں بھی استعمال ہوا ہے یہ مفعول مطلق ہی بنتا ہے فعل محذوف سبّحْتُ سبّحْنَا یا اُسبّحُ ۔نُسبّح کا۔

☆ لام کی اور لام اَمر میں فرق یہ ہے کہ دعوئی کے بعد دلیل کے مقام میں لام کی ہوتا ہے۔

☆ مَا کے بعد لَمْ آجائے تو وہ اکثر مَادَامَ کے معنی میں ہوتا ہے (جب تک) جیسے مالَم تغْرب

☆ اَیضاً کا لفظ ہمیشہ مفعول مطلق ہوتا ہے فعل محذوف اضَ کے لیے اور اس کا ترکیبی لحاظ سے ماقبل اور مابعد سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

☆ 'اما' اس کے بعد 'اِمَا' یا 'اَوْ' ہو تو اِمّا پڑھا جائے گا اور اگر اسکے بعد 'فاء' ہو تو اَمّا پڑھا جائے گا۔

تراکیب غریبہ

☆ من قال قال اللّٰہُ فقد کفر: دوسرا قال قیلولۃ (دوپہر کے وقت آرام کرنا) سے مشتق ہے۔

☆ قالَ زید'' تحت الشجرۃِ اِنتقض وُضوءہٗ: یہ قال بھی قیلولۃ سے مشتق ہے۔

☆ اَلنّارُ فی الشتاءِ خیر'' مِّن اللّٰہ: یہاں پر یہ من قسمیہ ہے۔

☆ اَنَّ زید'' کَرِیمِ : اَنّ مشتق ہے انین (رونا) سے اور کاف مثلیہ ہے اور ریم کا معنی ہے ہرن کا بچہ

☆ اِنّ فرعونَ وَمُوسٰی فی النّار:۔ (اي ربّ موسیٰ) واوٗ قسمیہ ہے۔

☆ الصلوٰۃ علی النّبی مکروہ'' :۔النّبی بمعنی الطریق۔

☆ رَأیتُ کافِراً فی کافِرِ علیٰ کافرٍ یقتُلُ کافراً۔

سیاہ مرد — تاریک رات — سیاہ گھوڑا — کافر مرد

☆ بطنُ کبیرٍ کبیرٌ کبیرِ: پہلا کبیر آدمی کا نام ہے دوسرا کبیر صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور تیسرا کبیر اصل میں کبثر تھا

☆ رأیتُ الکلب فی الکب یاکل کلباً وذلک الکلبُ فی الکلبِ کلباً

سگ — خانۂ تاریک — ماہی — ماہی — تاریکی — آویزاں

علیه التّمام۔ فالحمدُ لِلّٰہِ ذِی الانعام۔ الموفّقُ لِلاِتمام

والصلوۃ والسلام علی رسولہٖ محمّدٍ خیرالانام

وعلیٰ آلہ الکرام واصحابہ العظام

ماتعاقبت اللیالی والایام

فضیلتِ اہل علم

از

امیر المومنین حضرت **علی** ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ'

اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ أَكْفَاء' اَبُوْهُمْ اٰدَمُ وَ الْاُمُّ حَوَّاء'

شکل وصورت میں تمام لوگ یکساں ہیں کیونکہ سب کے باپ آدم اور ماں حوا ہیں

نَفْس'' كَنَفْسٍ وَّ اَرْوَاح'' مُّشَاكِلَة'' وَاَعْظُم'' خُلِقَتْ فِيْهِمْ وَاَعْضَاء'

سب میں ایک ہی طرح کی رُوح ہے اور رُوحیں بھی مشابہ ہیں۔ سب میں ہڈیاں ہیں اور جوڑ ہیں۔

فَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمْ مِنْ اَصْلِهِم حَسَب'' يُفَاخِرُوْنَ بِهٖ فَالطِّيْنُ وَالْمَاء'

آدمی اپنی اصلیت پر اگر فخر کریں تو اصلیت سب کی مٹی اور پانی ہے۔

مَا الْفَضْلُ اِلاَّ لاَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّهُمْ عَلَى الْهُدٰى لِمَنِ اسْتَهْدٰى اَدِلاَّء'

فضیلت تو صرف اہلِ علم کو ہے اور وہی ہدایت طلب کرنے والوں کے رہنما ہیں۔

وَقَدْرُ كُلِّ مَرْءٍ مَاكَانَ يُحْسِنُهٗ' وَلِلرِّجَالِ عَلَى الْاَفْعَالِ اَسْمَاء'

آدمی کا رُتبہ وہ ہنر ہے جس میں وہ کامل ہے اور ہنر ہی آدمی کو ممتاز کرتا ہے۔

وَ ضِدُّ كُلِّ امْرءٍ مَاكَانَ يَجْهَلُهٗ' وَالْجَاهِلُوْنَ لاَهْلِ الْعِلْمِ اَعْدَاء'

آدمی جس بات سے ناواقف ہوتا ہے اس کا مخالف ہوتا ہے اسی لئے جاہل لوگ عالم کے دُشمن ہوتے ہیں

شیطان و نفس دونوں ہیں دشمن ترے مگر
دشمن وہ دور کا ہے یہ دشمن قریب کا
اس مارِ آستیں کا نہ کچلا جو سر تو پھر
منتر ہو کار گر نہ مداوا طبیب کا
(مجذوبؒ)

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے دل
عشق میں دھوکے پہ دھوکے روز کیوں کھاتا ہے دل
اُن کی باتوں میں نہ جانے کیوں یہ آجاتا ہے دل
(مجذوبؒ)

فکرِ دُنیا تجھ کو صبح و شام ہے۔
اس سے غفلت ہے جو اصلی کام ہے
کچھ دنوں سہہ لے مشقت دین کی
پھر تو بس آرام ہی آرام ہے
(مجذوبؒ)

کون کس کے کام آیا کون کس کا ہے ہوا
سب کو اپنا کر دیکھا رب کو اپنا کر کے دیکھ
فکر دنیا کر کے دیکھا فکر عقبیٰ کر کے دیکھ
چھوڑ کر اب ذکر سارے فکر مولیٰ کر کے دیکھ

دورۂ حلّ عبارت

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامعہ محمدیہ میں دورۂ حلِ عبارت کا آغاز شعبان المعظم کے مہینے میں وفاق المدارس کے امتحانات کے فوراً بعد ہوتا ہے یعنی امتحانات اگر جمعرات کو ختم ہوں تو ہفتہ کے دن سے دورہ کا آغاز ہوتا ہے اور یہ سلسلہ ۲۸ شعبان المعظم تک جاری رہتا ہے اس دورے میں شرکت کے خواہشمند طلباء سے گذارش ہے کہ وہ اوّل دن ہی سے دورے میں شرکت کی کوشش فرمائیں کیونکہ اس مختصر دورے کے اندر ہر اگلے سبق کا پچھلے سبق سے ربط ہوتا ہے لہٰذا دورے میں ابتداء ہی سے شرکت تمام اسباق کے درمیان باہمی ربط اور تعلق برقرار رکھنے کا ذریعہ بنے گی۔

ابتدائی اساتذہ کرام کے ساتھ صرف ونحو اور دیگر ابتدائی کتب کی تعلیم کے طریقہ کار کے بارے میں مذاکرہ، مشورہ اور تکرار رمضان کے پہلے عشرے میں ہوا کریگا (انشاء اللہ) اور اگر کسی استاذ محترم کے پاس پہلے عشرے میں فرصت نہیں ہے تو وہ خط کے ذریعے اطلاع فرمادیں انشاء اللہ تعالیٰ اُن کے لیے مذاکرے کا علیحدہ وقت مقرر کر دیا جائے گا۔

جامعہ محمدیہ

لیک روڈ نمبر ۴، چوبرجی، لاہور

فون :۔ ۰۴۲ ۔ ۷۲۳۵۹۰۰

اللهم

صل علی محمد وعلی آل محمد

کما صلیت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم

انک حمید مجید

اللهم

بارک علی محمد وعلی آل محمد

کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم

انک حمید مجید

ادارے کی دیگر کُتب

الصرف الکامل :۔ **تالیف** : حضرت مولانا **قاضی عزیز اللہ** قدس سرہ'

صرف کی ایک مکمل کتاب جس میں صرف کے اہم قوانین اور ابواب بڑی تفصیل اور آسان انداز میں جمع کئے گئے ہیں۔

الترکیب الکامل (لشرح مأۃ عامل) **تالیف** : حضرت مولانا **قاضی عزیز اللہ** قدس سرہ'

شرح مأہ' عامل کی نوع اول کی ایک بہترین شرح ہے جس میں نوع اول کی ترکیب بمع فوائد مھمۃ کے بڑے احسن انداز سے بیان کی گئی ہے۔

الترکیب الکامل (لنظم مأۃ عامل) **تالیف** : حضرت مولانا **قاضی عزیز اللہ** قدس سرہ'

نحو میر کے آخر میں دی گئی نظم مأۃ عامل کی ایک اعلیٰ شرح جس میں نحو کے کئی مسائل کا حل بیان کیا گیا ہے۔

الصرف العزیز **تالیف** : مولانا **محمد حسن** صاحب (استاذ جامعہ محمدیہ چوبرجی'لاہور)۔

علم صرف کی ایک بالکل نئی اور انوکھی طرز پر لکھی گئی کتاب جس میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ طلباء کا وقت کم سے کم لگے اور فائدہ زیادہ سے زیادہ ہو۔

ادارۂ محمدیه

جامعہ محمدیہ 'لیک روڈ نمبر ۴'

چوبرجی 'لاہور۔